حیاتُ المسلمین

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا
شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ







مکتبۃ العلم
۱۸۔ اردو بازار لاہور پاکستان

نام کتاب ـــــــــ حیات المسلمین

تالیف : ـــــــــ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

طابع ـــــــــ خالد مقبول

مطبع ـــــــــ [illegible] آر پرنٹرز



❖ مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ ☎ 37224228



❖ مکتبہ علوم اسلامیہ اقرأ سنٹر غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور ☎ 37221395



❖ مکتبہ جویریہ ۱۸ - اردو بازار ○ لاہور ○ پاکستان ☎ 37211788

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ اَنۡزَلَ فِیۡ کِتَابِہٖ اَوَمَنۡ [1] کَانَ مَیۡتًا فَاَحۡیَیۡنَاہُ وَ جَعَلۡنَا لَہٗ نُوۡرًا یَّمۡشِیۡ بِہٖ فِی النَّاسِ کَمَنۡ مَّثَلُہٗ فِی الظُّلُمَاتِ لَیۡسَ بِخَارِجٍ مِّنۡہَا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الَّذِیۡ شَرَّفَہٗ بِخِطَابِہٖ کَذٰلِكَ [2] اَوۡحَیۡنَآ اِلَیۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا وَ دَعَا اُمَّتَہٗ اِلٰی جَزِیۡلِ ثَوَابِہٖ فِیۡ قَوۡلِہٖ یَا اَیُّہَا الَّذِیۡنَ [3] اٰمَنُوا اسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ وَ قَادَھُمۡ اِلٰی رَفِیۡعِ جَنَابِہٖ فِیۡ قَوۡلِہٖ اُولٰٓئِكَ [4] کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡاِیۡمَانَ وَ اَیَّدَھُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡہُ وَ بَعۡدُ فَقَدۡ قَالَ تَعَالٰی مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَ ھُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡیِیَنَّہٗ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً وَ لَنَجۡزِیَنَّہُمۡ اَجۡرَھُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ وَ قَالَ تَعَالٰی وَ مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِکۡرِیۡ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیۡشَۃً ضَنۡکًا وَّ نَحۡشُرُہٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ اَعۡمٰی ○

ان آیات کے ساتھ ایک اور آیت جو اہل جہنم کے حق میں ہے، یعنی ثُمَّ لَا یَمُوۡتُ فِیۡہَا وَ لَا یَحۡیٰی اگر بطور مقدمہ کے ملالی جائے (جس کا حاصل یہ ہے کہ

---

[1] جو شخص کہ پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ بنا دیا اور ہم نے اس کو ایک ایسا نور دے دیا کہ وہ اس کو لیے ہوئے لوگوں میں چلتا پھرتا ہے کیا ایسا شخص اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کی حالت یہ ہو کہ وہ تاریکیوں میں ہے ان سے نکلنے ہی نہیں پاتا۔ ۱۲

[2] اور اسی طرح ہم نے آپؐ کے پاس روح (یعنی وحی) بھیجی ہے اپنے حکم سے۔ ۱۲

[3] اے ایمان والو! تم اللہ و رسولؐ کے حکم کو بجالایا کرو جب کہ رسول تم کو تمہاری زندگی بخش چیز کی طرف بلاتے ہوں۔ ۱۲

[4] ان لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان کو اپنی روح (یعنی اپنے فیض) سے قوت دی ہے۔ ۱۲

جس حیات میں راحت و حلاوت نہ ہو وہ گو صورۃً غیر موت ہو مگر معنی غیر حیات بھی ہے تو اس انضمام کے بعد مثل نصوص کثیرہ شہیرہ کے خطبہ کی آیات میں حیات باطنی و اخروی کا اور مابعد الخطبہ کی آیات میں علی تفسیرا لمحققین ۔لہ حیات ظاہری

۔لہ والنسر و بعضا منها يدل على الاختصاص الذى حقيقتهٔ اثبات حكم لشئى و نفيه عن غيره و مجموع هذه الايات يفيد مجموع الامرين و قيد بالعاجل لانه هو الخفى كماسياتى فى أخر الحواشى للتمهيد فمنها قوله تعالٰى--- (۱) فتوبوا الى بارئكم فاقتلوا انفسكم و منها قوله تعالٰى (۲) فبدل الذين ظلموا الى قوله تعالى يفسقون و منها قوله تعالٰى (۳) و ضربت عليهم الذلة الى قوله تعالٰى يعتدون (۴) فماجزاء من يفعل الى اشد العذاب و (۵) و من اظلم ممن منع مسجد الله الى عذاب عظيم (الم) و (۶) و منهم من يقول الى سريع الحساب (سيقول) و (۷) فى من امن و فى من كفر بعيسى قوله تعالٰى و جاعل الذين اتبعوک الى من نصرين (تلك الرسل) و (۸) ولا تهنوا الى مومنين و (۹) فاتهم الله ثواب الدنيا الى المحسنين و (۱۰) سنلقى فى قلوب الذين كفروا الى الظلمين و (۱۱) ان الذين تولوا منكم الى ماكسبوا و (۱۲) فانقلبوا بنعمة الى فضل عظيم (لن تنالوا) و (۱۳) و من يهاجر الى سعة (والمحصنت) و (۱۴) فبظلم من الذين هادوا الى الباطل و (۱۵) فى قطاع الطريق قوله تعالٰى ذلک لهم خزى فى الدنيا الى عظيم (۱۶) و من يتول الله و رسوله الى يغلبون و (۱۷) قل هل انبئكم بشر الى سبيل و (۱۸) والقينا بينهم العدٰوة الى المفسدين و (۱۹) و لو انهم اقاموا التوراة الى يعملون (لا يحب الله و) (۲۰) الم يروا كم اهلكنا الى اخرين (و اذا سمعوا) و (۲۱) فى نوح و قومه قوله تعالٰى فانجيناه والذين معه الى عمين و (۲۲) فى هود و قومه قوله تعالٰى فانجيناه و الذين معه الى مومنين و (۲۳) فى صالح و قومه قوله تعالٰى فاخذتهم الرجفة الى الناصحين و (۲۴) فى لوط و قومه قوله تعالٰى فانجيناه و اهله الى المجرمين و (۲۵) فى شعيب و قومه قوله تعالٰى فاخذتهم الى الخسرين (ولو اننا) و (۲۶) و لو ان اهل القرى امنوا

الی یکسبون و (۲۷) فارسلنا علیهم الطوفان الی یعرشون و (۲۸) ان الذین اتخذوا العجل الی المفترین و (۲۹) فلما نسوا ما ذکروا به انجینا الذین ینهون الی سوء العذاب و (۳۰) اذیوحی ربک الی الملائکة الی العقاب و (۳۱) و ان الله موهن کید الکفرین و (۳۲) یا ایها الذین امنوا ان تتقوا الله الی العظیم و (۳۳) و مالهم ان لا یعذبهم الله الی لا یعلمون (قال الملاء الذین و (۳۴) ذالک بان الله لم یک مغیرا الی الظلمین و (۳۵) یا ایها النبی قل لمن فی ایدیکم الی رحیم (واعلموا) و (۳۶) لهم البشری الی العظیم و (۳۷) ان الله لا یصلح عمل المفسدین و (۳۸) فی قوم یونس قوله تعالی لما امنوا الی حین (۳۹) و ان استغفروا ربکم الی فضله (یعتذرون) و (۴۰) و یقوم استغفروا ربکم الی مجرمین و (۴۱) و ما کان ربک لیهلک القرٰی الٰی مصلحون و (۴۲) فی یوسف قوله تعالٰی و لما بلغ اشده الی المحسنین (و ما من دابة) و (۴۳) فی یوسف قوله تعالٰی و کذلک مکنا لیوسف الی یتقون (۴۴) ولا یزال الذین کفروا الی المیعاد و (۴۵) لهم عذاب فی الحیٰوة الدنیا الٰی واق (۴۶) اولم یروا انا ناتی الارض الی الحساب و (۴۷) و اذ تاذن ربکم الی شدید و (۴۸) فاوحٰی الیهم ربهم الٰی وعید (وما ابرئ نفسی) و (۴۹) و ان کان اصحاب الایکة الی مبین و (۵۰) قد مکر الذین من قبلهم الٰی لا یشعرون و (۵۱) و الذین هاجروا فی الله الی اکبر و (۵۲) افامن الذین مکروا السیات الٰی تخوف و (۵۳) من عمل صالحا من ذکر الٰی یعملون و (۵۴) و ضرب الله مثلاً قریةً الی یظلمون (ربما) و (۵۵) و اذا اردنا ان نهلک الی تدمیرا و (۵۶) فعسٰی ربی ان یوتین الی عقبا (سبحان الذی) و (۵۷) ان الذین امنوا و عملوا الصلحت سیجعل لهم الرحمن ودا و (۵۸) قال فاذهب فان لک فی الحیٰوة ان تقول لا مساس (قال الم اقل لک) و (۵۹) کم قصمنا من قریة الی خامدین و (۶۰) و ارادوا به کیدًا فجعلنا هم الاخسرین و (۶۱) فاستجبناله و نجیناه من الغم و کذلک ننجی المؤمنین و (۶۲) و لقد کتبنا فی الزبور الی الصلحون و (۶۳) فکاین من قریة اهلکناها الی المصیر (اقترب للناس) و (۶۴) و عدالله الذین امنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنهم الی هم الفسقون (قد افلح

المؤمنون) و (۶۵) والذین یقولون الٰی اماما (و قال الذین لا یرجون) و (۶۶) قال سنشد عضدک الی الغلبون و (۶۷) و کم اھلکنا من قریۃ بطرت الٰی اھلھا ظالمون و (۶۸) فخسفنا بہ الٰی المنتصرین و (۶۹) فکلا اخذنا الٰی یظلمون (امن خلق) و (۷۰) ظھر الفساد الٰی مشرکین و (۷۱) انزل الذین ظاھر و ھم الٰی قدیر (اتل ما اوحی) و (۷۲) لئن لم ینتہ المنافقون الٰی تبدیلا و (۷۳) لقد کان لسبا الی الکفور و (۷۴) فلما جاء ھم نذیر الٰی اخر السورۃ (ومن یقنت) و (۷۵) فلو لا انہ کان من المسبحین للبث فی بطنہ الٰی یوم یبعثون و (۷۶) قل یا عباد الذین امنوا اتقوا ربکم الٰی حساب (ومالی) و (۷۷) فوقاہ اللہ سیأت ما مکروا و (۷۸) انا لننصر رسلنا الی الاشھاد و (۷۹) ان الذین قالوا ربنا اللہ الی و فی الاخرۃ (فمن اظلم) و (۸۰) ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم و (۸۱) یوم نبطش البطشۃ الکبرٰی انا منتقمون (الیہ یرد) و (۸۲) یا ایھا الذین امنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم و (۸۳) فلا تھنوا الی اخر السورۃ و (۸۴) لقد رضی اللہ عن المؤمنین الٰی قدیر و (۸۵) ھو الذی ارسل رسولہ الٰی شھیدا و (۸۶) کذبت قبلھم قوم نوح الٰی وعید (حم الاحقاف) و (۸۷) ام یقولون الی الدبر (قال فما خطبکم و (۸۸) اولئک کتب فی قلوبھم الایمان و ایدھم بروح منہ و (۸۹) فاتاھم اللہ من حیث لم یحتسبوا الی شدید العقاب و (۹۰) الم تر الی الذین نافقوا الی لا یعقلون و (۹۱) عسی اللہ ان یجعل بینکم و بین الذین عادیتم منھم مودۃً و (۹۲) و اخرٰی تحبونھا نصر من اللہ و فتح قریب و (۹۳) و للہ خزائن السموات الٰی لا یعلمون و (۹۴) ما اصابکم من مصیبۃ الی یھد قلبہ و (۹۵) و من یتق اللہ الی قدرا (۹۶) و کاین من قریۃ عتت الٰی خسرا (قد سمع اللہ) و (۹۷) انا بلونھم الٰی لوکانوا یعلمون و (۹۸) فقلت استغفروا ربکم الٰی انھارا و (۹۹) لو استقاموا علی الطریقۃ لا سقینا ھم ماء غدقًا (تبارک الذی) و (۱۰۰) الم یجعل کیدھم فی تضلیل (عم) فھذہ مأۃ أیۃ فی الباب و لم نذکر کثیرا منھا لعدم قصدنا الاستیعاب ۱۲منہ۔

و دنیوی کا بھی اختصاص صرف اطاعت حق کے ساتھ نہایت واضح اور مصرح ہے مگر باوجود اس قدر وضاحت و صراحت کے ہمارے اسلامی بھائی اس مسئلہ سے اس قدر غافل ہیں کہ گویا اس مسئلہ کے دلائل کو کبھی نہ ان کی آنکھوں نے دیکھا نہ ان کے کانوں نے سنا اور نہ ان کے قلب پر ان کا گذر ہوا اور حیات کی ان دونوں قسموں میں سے بھی حیات اخروی کا اختصاص مذکور ان کے اذہان سے اتنا بعید نہیں جتنا حیات دنیوی کا اختصاص بعید ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں پر تمام دنیا میں عموماً اور کشور ہند میں خصوصاً مصیبتوں پر مصیبتیں اور بلاؤں پر بلائیں نازل ہوتی چلی جاتی ہیں مگر نہ ان کے ذہن کو مطلق اس طرف التفات ہوتا ہے نہ ان کی زبان پر اس کا نام آتا ہے نہ ان کے قلم سے یہ مضمون نکلتا ہے' اگر کسی کو علاج و تدبیر کی طرف توجہ ہوتی بھی ہے تو وہ نسخے استعمال کیے جاتے ہیں جن کی نسبت بے تکلف یہ کہنا یقیناً صحیح ہے کہ ؎

گفت ہر دارو کہ ایشاں کردہ اند
آں عمارت نیست ویراں کردہ اند
بے خبر بودند از حال دروں
استعیذ اللہ مما یفترون
رنجش از صفرا واز سودا نبود
بوئے ہر ہیزم پدید آید زدود

اور اس بے اصول علاج کا نتیجہ لازمی یہ ہوگا کہ ؎

ہرچہ کردند ازعلاج و از دوا
رنج افزوں گشت و حاجت ناروا
از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت

آب آتش را بدو شد ہمچو نفت
سستی دل شد فزون و خواب کم
سوزش چشم و دل پر درد و غم

مگر باوجود اس ناکامی پر ناکامی کے ان عطائی اطباء کی حالت اس خطائی طبیب کی سی ہے۔ جس نے کسی کو بے موقع مسہل دیا تھا اور برابر زیادت اسہال کی خبر اس کو پہنچ رہی تھی مگر وہ ہر اطلاع کے جواب میں یہی کہتا تھا کہ مادہ فاسد ہے نکلنے دو' حتیٰ کہ وہ مر بھی گیا' مگر یہ اس کا مرنا سن کر بھی اپنی اسی رائے کو صحیح سمجھا کیے اور فرمایا کہ اللہ رے مادے۔ جس کے نکلنے سے مر گیا' نہ نکلتا تو نہ معلوم کیا ہو جاتا۔

اس جہل عملی کی وجہ صرف یہی جہل علمی ہے کہ ان مصائب کے سرمنشاء کی تعیین میں ان کو نصوص الٰہیہ و نبویہ کی پوری تصدیق نہیں۔ اے صاحب! جب اللہ و رسولؐ پر ایمان ہے۔ جس کے معنی ہیں ہر امر اور ہر خبر میں ان کی تصدیق کرنا اور ان کو سچا سمجھنا' پھر یہ کیسی تصدیق ہے کہ کسی میں تصدیق کسی میں عدم تصدیق " افتؤمنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض " اس لیے سخت ضرورت محسوس ہوئی کہ اس تجاہل یا تغافل پر از سر نو تنبیہ کی جائے' تاکہ مرض کے سبب کا تعین پھر علاج صحیح کا تیقن ہو اور اس تعین و تیقن کے بعد اسباب کے ازالہ اور علاج کی تحصیل کا اہتمام کریں اور براہین عقلیہ و نقلیہ و نیز مشاہدہ و تجربہ سے محقق و ثابت ہو چکا ہے کہ دور حاضر میں ان اسباب و معالجات کی تعلیم و تفہیم منحصر ہو گئی ہے حضور اقدس ﷺ کی ذات مبارک میں پس بلا خوف منازع حضورؐ کی شان عالی میں یہ دعویٰ بالکل سچا دعویٰ ہے "

ذات ۔ پاک کا طے پر مایہ
آفتاب درمیان سایہ

حاذقش گو کو حکیم حاذق ست
صادقش داں کو امین و صادق ست
درعلاجش سحر مطلق رابہیں
در مزاجش قدرت حق رابہیں

جو شخص آپؒ کی صحت تشخیص کا اعتقاد کر کے آپؒ کی تجویز پر عمل کرے گا وہ بے ساختہ کہنے لگے گا۔

مطلع نور حق و دفع حرج
معنی الصبر مفتاح الفرج!
اے لقائے تو جواب ہر سوال
مشکل از تو حل شود بے قیل و قال
ترجمان ہرچہ مارا درد دل ست
دستگیر ہر کہ پایش در گل ست
مرحبا یا مجتبیٰ یا مرتضیٰ
ان تغب جاء القضا ضاق الفضا
انت مولی القوم من لا یشتہی
قدردی کلائن لم ینتہ

اور اگر یہ شخص آپؒ کی کسی تجویز کی لم بھی نہ سمجھے گا تب بھی جیسا کہ لوازم اعتقاد سے ہے یہ کہے گا۔

آنکہ از حق یابد او وحی و خطاب
ہرچہ فرماید بود عین صواب
آنکہ جاں بخشد اگر بکشد رواست

نائب است و دست او دست خداست

ہمچو اسمٰعیل پیشش سر بنہ

شاد و خنداں پیش تیغش جاں بدہ

تابماند جانت خنداں تا ابد

ہمچو جان پاک احمدؐ با احد

عاشقاں جام فرح آنگہ کشند

کہ بدست خویش خوباں شاں کشند

آں کسے راکش شاہے چنیں شاہے کشد

سوئے تخت و بہتریں جاہے کشد

اور آپؐ نے نہایت شفقت و غایت رحمت سے اپنا پورا مطلب بے دریغ عام خلائق کے رو برو پیش فرمایا' آگے استعمال کرنے والوں یا استعمال نہ کرنے والوں کی سعادت و شقاوت۔ جس نے جب کبھی بھی استعمال کیا صلاح و فلاح اس کے پیش پیش رہی' اور جس نے اس میں اہمال کیا اگر اس کو کچھ حصہ عقیدت و محبت کا حاصل ہے' اس عقیدت و محبت کی برکت سے اس پر عنایت اس طرح متوجہ ہوتی ہے کہ صلاح و فلاح سے اس کو حرمان عاجل نصیب کیا جاتا ہے تاکہ اس فوری تنبیہ سے وہ اپنی اصلاح کر سکے اور جو عقیدت و محبت سے خالی ہیں اس خلو کی شامت سے ان کے ساتھ یہ معاملہ کیا جاتا ہے کہ بطور استدراج کے ان کو صورتاً و عاجلاً کامیابی عطا کر دی جاتی ہے اور حقیقتاً و اجلاً حرمان ہی ان کے نصیب حال ہوتا ہے' چنانچہ حرمان اجل تو ظاہر ہی ہے اور حرمان حقیقی کا شاہد ان کی حالت ہے کہ خالص راحت و حلاوت کو وہ خود اپنے اندر مفقود پاتے ہیں۔ اسی فلاح عاجل و صوری و حرمان عاجل و حقیقی کا ذکر ان آیات میں ہے قولہ تعالیٰ

اَیَحۡسَبُوۡنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمۡ بِهٖ مِنۡ مَّالٍ وَّ بَنِیۡنَ ○ نُسَارِعُ لَهُمۡ فِی الۡخَیۡرٰتِ بَلۡ لَّا یَشۡعُرُوۡنَ ○ و قولہ تعالٰی وَ لَا تُعۡجِبۡكَ اَمۡوَالُهُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُهُمۡ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمۡ بِهَا فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَ تَزۡهَقَ اَنۡفُسُهُمۡ وَ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ ○ جب عیاناً و برہاناً صلاح و فلاح کا انحصار مطب نبویؐ ہی کے نسخوں میں ثابت ہو چکا تو برادران اسلامی پر جن کو مرض کی خبر اور اس کے سبب اور نسخے سے بے خبری ہے واجب و لازم ہوا کہ اب اس علمی تغافل و تجاہل یا عملی تکاسل و تثاقل کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہیں اور ان حکمی و حتمی نسخوں کا استعمال کریں اور عاجلاً و آجلاً و صورۃً و حقیقتاً صلاح و فلاح کا متزایداً و متصاعداً مشاہدہ کریں۔ یہ تنبیہ کلی ہے جلب منافع و دفع مضار کے طریق صحیح پر اور تنبیہ جزئی و مبسوط تمام شریعت مطہرہ ہے لیکن تنبیہ کلی و اجمالی تو اس لیے کافی نہیں کہ عمل بدون تفصیل متعذر ہے اور تنبیہ جزئی و تفصیلی پر مختصر وقت میں مطلع ہونا متعسر ہے اس لیے ضرورت اس کی ہے کہ اسلامی بھائیوں کی حالت حاضرہ غیر محتملۃ التاخیر فی المعالجہ کے اعتبار سے جو اجزاء اس تفصیل میں ایک بناء خاص پر مستحق تقدیم فی التعلیم ہیں' سردست ان کی تعیین و تبیین بقدر ضرورت کر دی جائے اور وہ بنا خاص یہ ہے کہ جس طرح ادویۂ حسیہ میں بعض ادویہ ازالۂ امراض میں مؤثر بالخاصیت ہیں اور بعض مؤثر بالکیفیت' پھر ان میں بعض مؤثر بلا واسطہ ہیں۔ مثلاً: اس طرح کہ مرض حرارت ساذج سے تھا' کسی جزو بارد سے اس کا علاج کیا گیا۔ اور بعض مؤثر بواسطہ' مثلاً: اس طرح کہ وہ حرارت کسی خلط سے تھی اس کا علاج ایسے جزو سے کیا گیا جو بالذات اس خلط کی مقلل یا معدل ہے اور بواسطہ اس تقلیل یا تعدیل کے مزیل حرارت' اسی طرح حکماء امت و اطباء ملت کو کہ مبصران آثار و ماہران اسرار ہیں اپنے ذوق نورانی و ادراک وجدانی سے مکشوف ہوا ہے کہ اعمال مؤثر

بالخاصہ بھی ہیں اور یہ حکم تمام شرائع کو عام ہے اور ان میں سے بعض مؤثر بالکیفیتہ بھی ہیں، پھر ان میں بعض مؤثر قریب ہیں اور بعض مؤثر بالواسطہ یا بالوسائط۔

اس وقت میں نے تعجیل حصول منفعت و تسہیل قبول دعوت کی مصلحت سے یہ تجویز کیا ہے کہ احکام میں سے قسم دوم کی بھی قسم دوم کے بعض ان اجزاء کی فہرست کو جو علماً و عملاً ہر طرح سہل ہیں، اپنے بھائیوں کے رو برو پیش کروں اور زیادت تسہیل کے لیے تدریجاً ایک ایک دو جزو پیش کروں۔ چند مدت میں وہ سب خود جمع بھی ہو جائیں گے اور اجزاء اس قسم کے ہوں گے، اسلام، علم دین، نماز، زکوٰۃ، قرآن، خوش اخلاقی، خوش معاملگی، کسب حلال، ترک اسراف، حکایات اولیاء، دعاء و امثالہا اور اجزاء کی خاصیت پر (کہ وہی موضوع ہے اس عجالہ کا جو کہ شروع تمہید میں مذکور ہے) نظر کر کے اس فہرست کا نام "حیوۃ المسلمین" قرار دیتا ہوں اور ان اجزاء کو ارواح سے ملقب کرتا ہوں جو اساس حیوۃ ہے، اور ان ارواح کا تعدد ہر مسلم کے لیے تعدد آثار کے اعتبار سے ایسا ہے جیسا ہر حی کے لیے ارواح طبیہ حیوانی و نفسانی طبیعی کا تعدد۔

واللہ ولی لھدایۃ وبیدہ الرعایۃ والحمایۃ

لغرۃ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۶ھ

کتبہ اشرف علی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روح اول

اسلام وایمان

دونوں لفظوں کا مطلب قریب ہی قریب ہے (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بلاشبہ (سچا) دین اللہ کے نزدیک یہی اسلام ہے اور (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو تلاش (اور اختیار) کرے گا سو وہ (دین) اس شخص سے (خدا تعالیٰ کے نزدیک) مقبول (اور منظور) نہ ہوگا اور وہ (شخص) آخرت میں خراب ہوگا اور (۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص تم میں سے اپنے دین (اسلام) سے پھر جائے' پھر کافر ہی ہونے کی حالت میں مرجائے تو ایسے لوگوں کے (نیک) اعمال دنیا اور آخرت میں غارت ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگ دوزخی ہوتے ہیں (اور) یہ لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

ف۔ دنیا میں اعمال کا غارت ہونا یہ ہے کہ اس کی بی بی نکاح سے نکل جاتی ہے۔ اگر اس کا کوئی مورث مسلمان مرے اس شخص کو میراث کا حصہ نہیں ملتا۔ مرنے کے بعد جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جاتی۔ اور آخرت میں ضائع ہونا یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں داخل ہوتا ہے۔

مسئلہ۔ اگر یہ شخص پھر مسلمان ہو جائے تو بی بی سے پھر نکاح کرنا پڑے گا بشرطیکہ بی بی بھی راضی ہو' اور اگر وہ راضی نہ ہو تو زبردستی نکاح نہیں ہو سکتا اور (۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو! تم (ضروری عقیدوں کی تفصیل سن لو وہ یہ ہے کہ) اعتقاد رکھو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول (محمد ﷺ) کے ساتھ

اور اس کتاب کے ساتھ جو اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) اپنے رسول (یعنی محمد ﷺ) پر نازل فرمائی (یعنی قرآن کے ساتھ) اور ان کتابوں کے ساتھ (بھی) جو کہ (رسول اللہ ﷺ سے) پہلے (اور نبیوں پر) نازل ہو چکی ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے اور (اسی طرح جو) اس کے فرشتوں کے ساتھ (کفر کرے) اور (اسی طرح جو) اس کی کتابوں کے ساتھ (کفر کرے) اور (اسی طرح جو) اس کے رسول کے ساتھ (کفر کرے) اور (اسی طرح جو) روز قیامت کے ساتھ (کفر کرے) تو وہ شخص گمراہی میں بڑی دور جا پڑا' بلاشبہ جو لوگ (پہلے تو) مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے (اور اس بار بھی اسلام پر قائم نہ رہے ورنہ پہلی بار کا اسلام سے پھر جانا معاف ہو جاتا بلکہ) پھر کافر ہو گئے پھر (مسلمان ہی نہ ہوئے ورنہ پھر بھی ایمان مقبول ہو جاتا بلکہ) کفر میں پڑتے چلے گئے (یعنی مرتے دم تک کفر پر قائم رہے) اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان کو (بہشت کا) راستہ دکھلائیں گے اور (۵) فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیشک جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہوئے (یعنی ایمان اختیار نہ کیا) ہم ان کو عنقریب ایک سخت آگ میں داخل کریں گے (اور وہاں ان کی برابر یہ حالت رہے گی کہ) جب ایک دفعہ ان کی کھال (آگ سے) جل چکے گی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری و تازی کھال پیدا کر دیں گے تاکہ ہمیشہ عذاب ہی بھگتے رہیں' بلاشک اللہ تعالیٰ زبردست (اور) حکمت والے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے بہت جلد ہم ان کو ایسی بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے مکانوں کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی' وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے (اور) ان کے لیے (بہشتوں) میں بی بیاں ہوں گی صاف ستھری اور ہم ان کو نہایت گنجان سایہ میں داخل کریں گے۔

ف۔ ان آیتوں میں اسلام والوں کے لیے جنت کی نعمتیں اور اسلام سے

ہٹنے والوں کے لیے دوزخ کی مصیبتیں تھوڑی سی بیان کی گئی ہیں۔ دوسری آیتوں میں اور حدیثوں میں جنت کی طرح طرح کی نعمتیں اور دوزخ کی طرح طرح کی مصیبتیں بہت سی بیان ہوئی ہیں۔

اے مسلمانو! دنیا کی زندگی بہت تھوڑی سی ہے' اگر اسلام پر قائم رہ کر مان لیا کہ تھوڑی سی تکلیف بھی بھگت لی تب بھی مرنے کے ساتھ ہی ایسے عیش اور چین دیکھو گے کہ یہاں کی سب تکلیفیں بھول جاؤ گے' اور اگر کسی لالچ سے یا کسی تکلیف سے بچنے کے لیے کوئی شخص خدانخواستہ اسلام سے پھر گیا تو مرنے کے ساتھ ہی ایسی مصیبت کا سامنا ہوگا کہ دنیا کے سب عیش بھول جائے گا۔ پھر اس مصیبت سے کبھی بھی نجات نہ ہوگی۔ تو جس کو تھوڑی سی بھی عقل ہوگی وہ ساری دنیا کی بادشاہی کے لالچ میں بھی اسلام کو نہ چھوڑے گا۔ اے اللہ! ہمارے بھائیوں کو ہدایت کر اور ان کی عقلیں درست رکھ۔

روحِ دوم

تحصیل و تعلیم علم دین

یعنی دین کا سیکھنا اور سکھلانا (۱) ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: علم (دین) کا طلب کرنا (یعنی اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرنا) ہر مسلمان پر فرض ہے (ابن ماجہ) ف۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت ہو' شہری ہو یا دیہاتی ہو' امیر ہو یا غریب ہو دین کا علم حاصل کرنا فرض ہے۔ اور علم کا یہ مطلب نہیں کہ عربی ہی پڑھے' بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین کی باتیں سیکھیں خواہ عربی کتابیں پڑھ کر خواہ اردو کی کتابیں پڑھ کر خواہ معتبر عالموں سے

زبانی پوچھ کر خواہ معتبر واعظوں سے وعظ کہلوا کر، اور جو عورتیں خود نہ پڑھ سکیں اور نہ کسی عالم تک پہنچ سکیں وہ اپنے مردوں کے ذریعہ سے دین کی باتیں عالموں سے پوچھتی رہیں۔ (۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اے ابوذرؓ! (یہ ایک صحابی کا نام ہے) اگر تم کہیں جا کر ایک آیت قرآن کی سیکھ لو یہ تمہارے لیے سو رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے، اور اگر تم کہیں جا کر ایک مضمون علم (دین) کا سیکھ لو خواہ اس پر عمل ہو یا عمل نہ ہو، یہ تمہارے لیے ہزار رکعت (نفل) پڑھنے سے بہتر ہے۔ (ابن ماجہ)

اس حدیث سے علم دین حاصل کرنے کی کتنی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ بعضے لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ جب عمل نہ ہو سکا تو پوچھنے اور سیکھنے سے کیا فائدہ، یہ غلطی ہے۔

دیکھو! اس میں صاف فرمایا ہے کہ خواہ عمل ہو یا نہ ہو دونوں حالت میں یہ فضیلت حاصل ہو گی۔ اس کی تین وجہ ہیں! ایک تو یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہو گئی تو گمراہی سے تو بچ گیا، یہ بڑی دولت ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ جب دین کی بات معلوم ہو گئی تو ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی تو عمل کی بھی توفیق ہو جائے گی۔ تیسری وجہ یہ کہ کسی اور کو بھی بتلا دے گا، یہ بھی ضرورت اور ثواب کی بات ہے۔ (۳) ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان آدمی کوئی علم (دین کی بات) سیکھے پھر مسلمان بھائی کو سکھائے۔ (ابن ماجہ)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دین کی جو بات معلوم ہوا کرے وہ دوسرے بھائی مسلمان کو بھی بتلا دیا کرے، اس کا ثواب تمام خیر خیرات سے زیادہ ہے۔ سبحان اللہ! خدا تعالیٰ کی کیسی رحمت ہے، کہ ذرا سی زبان ہلانے میں ہزار روپیہ خیرات کرنے سے بھی زیادہ ثواب مل جاتا ہے۔ (۴) حق تعالیٰ کا ارشاد ہے، اے ایمان

والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ اس کی تفسیر میں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو بھلائی (یعنی دین کی باتیں سکھاو۔ (حاکم) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی بیوی بچوں کو دین کی باتیں سکھلانا فرض ہے، نہیں تو انجام دوزخ ہے۔ (یہ سب حدیثیں کتاب ترغیب سے لی گئی ہیں)۔ (۵) ارشاد فرمایا رسول اللہؐ نے کہ ایمان والے کے عمل اور نیکیوں میں سے جو چیز اس کے مرنے کے بعد بھی اس کو پہنچتی رہتی ہے ان میں یہ چیزیں بھی ہیں: ایک علم (دین) جو سکھلایا ہو (یعنی کسی کو پڑھایا ہو یا مسئلہ بتلایا ہو) اور اس (علم) کو پھیلایا ہو (مثلاً دین کی کتابیں تصنیف کی ہوں یا ایسی کتابیں خرید کر وقف کی ہوں یا طالب علموں کو دی ہوں یا طالب علموں کو کھانے کپڑے کی مدد دی ہو جن سے علم دین پھیلے گا اور یہ بھی مدد دے کر اس پھیلانے میں ساجھی ہو گیا۔ دوسرے نیک اولاد جس کو چھوڑ مرا ہو۔ اور بھی کئی چیزیں فرمائیں)۔ (ابن ماجہ و بیہقی)۔ (۶) ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ کسی اولاد والے نے اپنی اولاد کو کوئی دینے کی چیز ایسی نہیں دی جو اچھے ادب (یعنی علم) سے بڑھ کر ہو۔ (ترمذی و بیہقی)۔ (۷) ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص تین بیٹیوں کی یا اسی طرح تین بہنوں کی عیالداری (یعنی ان کی پرورش کی ذمہ داری) کرے، پھر ان کو ادب (یعنی علم) سکھلائے اور ان پر مہربانی کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو بے فکر کر دے (یعنی ان کی شادی ہو جائے جس سے وہ پرورش سے بے فکر ہو جائیں) اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے جنت کو واجب کر دے گا۔ ایک شخص نے دو کی نسبت پوچھا: آپؐ نے فرمایا: اور دو میں بھی۔ حتی کہ لوگوں نے ایک کی نسبت پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ایک کی بھی یہی فضیلت ہے (شرح السنہ)۔ (یہ حدیثیں مشکوۃ سے لی گئی ہیں۔)

ف۔ ان حدیثوں میں اور اسی طرح اور بہت سی حدیثوں میں علم دین اور

تعلیم دین سیکھنے اور سکھلانے کا ثواب اور اس کا فرض ہونا مذکور ہے، اصل سیکھنا اور سکھلانا تو وہی ہے جس سے آدمی عالم یعنی مولوی بن جائے۔ مگر ہر شخص کو نہ اتنی ہمت نہ اتنی فرصت۔ اس لیے میں دین سیکھنے اور سکھلانے کے ایسے آسان طریقے بتلاتا ہوں جس سے عام لوگ بھی اس فرض کو ادا کر کے ثواب حاصل کر سکیں۔ تفصیل ان طریقوں کی یہ ہے: (۱) جو لوگ اردو حروف پہچان سکتے اور پڑھ سکتے ہیں یا آسانی سے اردو پڑھنا سیکھ سکتے ہیں وہ تو ایسا کریں کہ اردو زبان میں جو معتبر کتابیں دین کی ہیں جیسے بہشتی زیور اور بہشتی گوہر اور تعلیم الدین اور قصد السبیل اور تبلیغ دین اور تسہیل المواعظ کے سلسلہ کے وعظ جتنے مل جائیں ان کتابوں کو کسی اچھے جاننے والے سے سبق کے طور پر پڑھ لے۔ اور جب تک کوئی ایسا پڑھانے والا نہ ملے ان کتابوں کو خود دیکھتا رہے اور جہاں سمجھ میں نہ آئے یا کچھ شبہ رہے وہاں پنسل وغیرہ سے کچھ نشان کر دے پھر جب کوئی اچھا جاننے والا مل جائے اس سے پوچھ لے اور سمجھ لے، اور اس طرح جو حاصل ہو وہ مسجد میں یا بیٹھک میں دوسروں کو بھی پڑھ کر سنا دیا کرے اور گھر میں آ کر اپنی عورتوں اور بچوں کو سنا دیا کرے۔ اسی طرح جنھوں نے مسجد یا بیٹھک میں سنا ہے وہ بھی اس کو اپنے دھیان میں چڑھا کر جتنا یاد رہے، اپنے گھروں میں آ کر گھر والوں کو سنا دیا کریں۔ (۲) اور جو لوگ اردو نہیں پڑھ سکتے وہ کسی اچھے پڑھے لکھے سمجھ دار آدمی کو اپنے یہاں بلا کر اس سے اسی طرح وہی کتابیں سن لیا کریں اور دین کی باتیں پوچھ لیا کریں۔ اگر ایسا آدمی ہمیشہ رہنے کے لیے تجویز ہو جائے تو بہت ہی اچھا ہے۔ اگر اس کو کچھ تنخواہ بھی دینا پڑے تو سب آدمی تھوڑا تھوڑا چندہ کے طور پر جمع کر کے ایسے شخص کو تنخواہ بھی دے دیا کریں۔ دنیا کے بے ضرورت کاموں میں سینکڑوں، ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں، اگر دین کی ضروری بات میں تھوڑا سا

خرچ کر دو تو کوئی بڑی بات نہیں۔ مگر ایسا آدمی جو تم کو دین کی باتیں بتلائے اور ایسی کتابیں اپنی عقل سے تجویز مت کرنا بلکہ کسی اچھے اللہ والے عالم سے صلاح لے کر تجویز کرنا۔ (۳) ایک کام یہ پابندی سے کریں کہ جب کوئی کام دنیا کا یا دین کا کرنا ہو، جس کا اچھا یا برا ہونا شرع سے نہ معلوم ہو اس کو دھیان کر کے کسی اللہ والے عالم سے پوچھ لیا کریں۔ اور جواب کے واسطے ایک لفافہ پر اپنا پتہ لکھ کر یا لکھوا کر اپنے خط کے اندر رکھ دیا کریں کہ اس طرح سے جواب دینا اس عالم کو آسان ہو گا اور جواب جلدی آئے گا۔ (۴) ایک اس بات کی پابندی رکھیں کہ کبھی کبھی اللہ والے عالموں سے ملتے رہیں۔ اگر ارادہ کر کے جائیں تو بہت ہی اچھی بات ہے۔ اور اگر اتنی فرصت نہ ہو اور ایسا عالم پاس بھی نہ ہو، جیسے گاؤں والے ایک طرف پڑے رہتے ہیں تو جب کبھی شہروں میں کسی کام کو جانا ہو اور وہاں ایسا عالم موجود ہو تو تھوڑی دیر کے لیے اس کے پاس جا کر بیٹھ جایا کریں اور کوئی بات یاد آجائے تو پوچھ لیا کریں۔ (۵) ایک کام ضروری سمجھ کر یہ کیا کریں کہ کبھی کبھی دو مہینہ میں کسی عالم کی صلاح سے کسی وعظ کہنے والے کو اپنے گاؤں یا اپنے محلے میں بلا کر اس کا وعظ سنا کریں جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف دل میں پیدا ہو کہ اس سے دین پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

یہ مختصر بیان ہے دین سیکھنے کے طریقوں کا، اور طریقے بھی کیسے بہت آسان۔ اگر پابندی سے ان طریقوں کو جاری رکھیں گے تو دین کی ضروری باتیں بے محنت حاصل ہو جائیں گی۔ اور اس کے ساتھ ہی دو باتوں کا خیال رکھیں کہ وہ بطور پرہیز کے ہے۔ ایک یہ کہ کافروں اور گمراہوں کے جلسوں میں ہرگز نہ جائیں۔ اول تو کفر کی اور گمراہی کی باتیں کان میں پڑنے سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے بعض دفعہ ایمان کے جوش میں ایسی باتوں پر غصہ آجاتا ہے۔ پھر اگر غصہ ظاہر کیا تو

بعض دفعہ فساد ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ اس فساد سے دنیا کا بھی نقصان ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ مقدمہ کا جھگڑا ہو جاتا ہے جس میں وقت بھی خرچ ہوتا ہے اور روپیہ بھی۔ یہ سب باتیں پریشانی کی ہیں۔ اور اگر غصہ ظاہر نہ کر سکے تو دل ہی دل میں گھٹن اور رنج پیدا ہوتا ہے۔ خواہ مخواہ غم خریدنا کیا فائدہ۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی سے بحث مباحثہ نہ کیا کریں کہ اس میں بھی اکثر ویسی ہی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں جن کا ابھی بیان ہوا' اور ایک بڑی خرابی ان دونوں باتوں میں اور ہے جو سب خرابیوں سے بڑھ کر ہے' وہ یہ کہ ایسے جلسوں میں جانے سے یا بحث کرنے سے کوئی بات کفر کی اور گمراہی کی ایسی کان میں پڑ جاتی ہے جس سے خود بھی شبہ پیدا ہو جاتا ہے اور اپنے پاس اتنا علم نہیں کہ جو اس شبہ کو دل سے دور کر سکے تو ایسا کام کیوں کرے جس سے اتنا بڑا نقصان ہونے کا ڈر ہو اور اگر کوئی خواہ مخواہ بحث چھیڑنے لگے تو سختی سے کہہ دو کہ ہم سے ایسی باتیں مت کرو۔ اگر تم کو پوچھنا ہی ضروری ہو تو عالموں کے پاس جاؤ' اگر ان سب باتوں کا خیال رکھو گے تو دوا اور پرہیز کو جمع کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ دین کے تندرست رہو گے۔ کبھی دین کی بیماری نہ ہو گی۔ اللہ توفیق دے۔

روح سوم

قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا

(۱) ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تم میں سے اچھا وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے۔ (بخاری)۔ (۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تم میں سے کوئی شخص مسجد میں جا کر کلام اللہ شریف کی دو آیتیں کیوں نہ سیکھ لے۔ یہ اس

کے لیے دو اونٹنیوں کے ملنے سے زیادہ بہتر ہیں اور تین آیتیں تین اونٹنیوں سے اور چار آیتیں چار اونٹنیوں سے زیادہ بہتر ہے اور ان کی گنتی کے جتنے اونٹ ہوں ان سب سے وہ آیتیں بہتر ہیں۔ (مسلم)

ف۔ جس کی وجہ ظاہر ہے کہ اونٹ تو دنیا میں کام آتے ہیں' اور آیتیں دونوں جہان میں کام آتی ہیں اور اونٹ کا نام مثال کے طور پر لیا گیا کیونکہ عرب اونٹوں کو بہت چاہتے تھے۔ ورنہ ایک آیت کے مقابلے میں بھی ساری دنیا کی کوئی حقیقت نہیں۔ (مرقاۃ) اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے پورا قرآن بھی نہ پڑھا ہو تھوڑا ہی پڑھا ہو' اس کو بھی بڑی نعمت حاصل ہو گئی۔ (۳) ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس کا قرآن خوب صاف ہو وہ (درجہ میں) فرشتوں کے ساتھ ہو گا' جو بندوں کے اعمال نامے لکھنے والے اور عزت والے اور پاکی والے ہیں۔ اور جو شخص قرآن پڑھتا ہو اور اس میں اٹکتا ہو اور وہ اس کو مشکل لگتا ہو اس کو دو ثواب ملیں گے۔ (بخاری و مسلم)۔

ف۔ دو ثواب اس طرح سے کہ ایک ثواب پڑھنے کا اور ایک ثواب اس محنت کا کہ اچھی طرح چلتا نہیں' مگر تکلیف اٹھا کر پڑھتا ہے۔ اس حدیث میں کتنی بڑی تسلی ہے اس شخص کے لیے جس کو قرآن اچھی طرح یاد نہیں ہو تا وہ تنگ ہو کر اور نا امید ہو کر یہ سمجھ کر چھوڑ نہ دے کہ جب یاد ہی نہیں ہو تا تو پڑھنے ہی سے کیا فائدہ۔۔ آپؐ نے خوش خبری دے دی کہ ایسے شخص کو دو ثواب ملیں گے۔ (۴) ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جس کے سینہ میں کچھ بھی قرآن نہ ہو وہ ایسا ہے جیسے اجاڑ گھر۔ (ترمذی و دارمی)۔

ف۔ اس میں تاکید ہے کہ کوئی مسلمان قرآن سے خالی نہ ہونا چاہیے۔ (۵) ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جس شخص نے کلام اللہ میں سے ایک حرف پڑھا

اس کو ایک نیکی ملتی ہے اور ہر نیکی دس نیکی کے برابر ہوتی ہے۔(تو اس حساب سے ایک ایک حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں) اور میں یوں نہیں کہتا "الٓمٓ" ایک حرف ہے بلکہ اس میں الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (ترمذی و دارمی)۔

ف۔ یہ ایک مثال ہے' اسی طرح جب پڑھنے والے نے "الحمد" کہا تو اس میں پانچ حرف ہیں تو اس پر پچاس نیکیاں ملیں گی۔ "اللہ اکبر" کتنی بڑی فضیلت ہے۔ پس ایسے شخص کی حالت پر افسوس ہے کہ ذرا سی کم ہمتی کر کے اتنی بڑی دولت حاصل نہ کرے۔ (۶) ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جس نے قرآن پڑھا اور اس کے حکموں پر عمل کیا اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا' جس کی روشنی آفتاب کی اس روشنی سے بھی زیادہ خوب صورت ہو گی جو دنیا کے گھروں میں اس حالت میں ہو کہ آفتاب تم لوگوں میں آ جائے (یعنی اگر آفتاب تمہارے پاس آ جائے تو اس وقت گھروں میں کتنی روشنی ہو جائے' اس روشنی سے بھی زیادہ اس تاج کی روشنی ہو گی) سو اس شخص کی نسبت تمہارا کیا خیال ہو گا جس نے خود یہ کام کیا ہے (یعنی قرآن پڑھا ہے اور اس پر عمل کیا ہے' اس کا کیا کچھ مرتبہ ہو گا)۔ (احمد و ابو داؤد)۔

ف۔ اس حدیث میں اولاد کے قرآن پڑھانے کی کتنی بڑی فضیلت ہے۔ سو سب مسلمانوں کو چاہیے کہ اولاد کو ضرور قرآن پڑھائیں اور لڑکوں کو بھی' اگر کاروبار میں پورا پڑھانے کی فرصت نہ ہو تو جتنا پڑھا سکو۔ جیسا کہ حدیث (۲) میں معلوم ہوا' اور اگر حفظ نہ کرا سکو تو ناظرہ ہی پڑھاؤ اور اگر حفظ کرانے کی توفیق ہو تو سبحان اللہ' اس کی اور بھی فضیلت ہے' جیسا ابھی اس کی حدیث لکھتا ہوں۔

(۷) ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جو شخص قرآن پڑھے اس کو حفظ کرے

اور اس کے حلال کو حلال جانے اور اس کے حرام کو حرام جانے (یعنی عقیدہ اس کے خلاف نہ رکھے جیسے اوپر والی حدیث پر عمل کرنے کو فرمایا تھا' اس میں اس پر عقیدہ رکھنے کو فرمایا) تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جنت میں داخل کرے گا اور اس کی سفارش (بخشش کے لیے) اس کے گھر والوں میں ایسے دس شخصوں کے حق میں قبول فرمائے گا کہ ان سب کے لیے دوزخ لازم ہو چکی تھی۔ (احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی)۔

ف۔ اس حدیث میں حفظ کرنے کی فضیلت پہلے سے بھی زیادہ ہے' اور ظاہر ہے کہ گھر والوں میں سب سے زیادہ قریب کے علاقے والے ماں باپ ہیں تو یہ سفارش بخشش کی ماں باپ کے لیے یقینی ہے تو اس سے اپنی اولاد کو حافظ بنانے کی فضیلت کس درجہ کی ثابت ہے۔

(۸) ارشاد فرمایا رسول اللہؐ نے: دلوں کو بھی (کبھی) زنگ لگ جاتا ہے' جب اس کو پانی پہنچ جاتا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہؐ! وہ کون چیز ہے جس سے دلوں کی صفائی ہو جائے۔ آپؐ نے فرمایا: موت کا زیادہ دھیان رکھنا اور قرآن کا پڑھنا۔ (بیہقی شعب الایمان میں)۔ (۹) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم قرآن پڑھ رہے تھے اور ہم میں دیہاتی لوگ بھی تھے اور ایسے بھی تھے جو عرب نہ تھے (مطلب یہ کہ ایسے لوگ بھی تھے جو بہت اچھا قرآن نہ پڑھ سکتے تھے' کیونکہ دیہاتیوں کی تعلیم کم ہوتی ہے اور جو عرب نہیں' ان کی زبان عربی پڑھنے میں زیادہ صاف نہیں ہوتی' آپؐ نے فرمایا: پڑھتے رہو' سب خاصے ہیں (ابوداؤد و بیہقی) یعنی اگر بہت اچھا نہ پڑھ سکو تو دل تھوڑا نہ کرو اور اچھا پڑھنے والے ان کو حقیر نہ سمجھیں' اللہ تعالےٰ دل کو دیکھتا ہے۔

ف۔ اس سے معلوم ہوا کہ خیال نہ کرے کہ ہماری زبان صاف نہیں یا

ہماری عمر زیادہ ہو گئی' اب اچھا نہ پڑھا جائے گا تو ہم کو ثواب کیا ملے گا یا شاید گناہ ہو۔ دیکھو! رسول اللہؐ نے سب کی کیسی تسلی فرما دی اور سب کو پڑھنے کا حکم دیا۔ (یہ سب حدیثیں مشکوۃ میں ہیں)۔

(۱۰) ارشاد فرمایا رسول اللہؐ نے جو شخص قرآن کی ایک آیت سننے کے لیے بھی کان لگا دے' اس کے لیے ایسی نیکی لکھی جاتی ہے جو بڑھتی چلی جاتی ہے۔ (اس بڑھنے کی کوئی حد نہیں بتلائی' خدا تعالے سے امید ہے کہ بڑھنے کی کوئی حد نہ ہو گی' بے انتہا بڑھتی چلی جائے گی) اور جو شخص اس آیت کو پڑھے وہ آیت اس شخص کے لیے قیامت کے دن ایک نور ہو گا جو اس نیکی کے بڑھنے سے بھی زیادہ ہے۔ (احمد)۔ ف۔ اللہ اکبر قرآن کریم کیسی بڑی چیز ہے کہ جب تک قرآن پڑھنا نہ آئے کسی پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سن ہی لیا کرے وہ بھی ثواب سے مالا مال ہو جائیگا۔ خدا کے بندو یہ تو کچھ بھی مشکل نہیں۔

(۱۱) ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: قرآن پڑھا کرو' کیونکہ وہ قیامت کے روز اپنے پڑھنے والوں کے لیے سفارشی بن کر آئے گا (اور ان کو بخشوائے گا) (مسلم)۔ (۱۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: قرآن کا پڑھنے والا قیامت کے روز آئے گا۔ قرآن یوں کہے گا کہ اے پروردگار! اس کو جوڑا پہنا دیجیے' پس اس کو عزت کا تاج پہنا دیا جائے گا۔ پھر کہے گا: اے پروردگار! اور زیادہ پہنا دیجیے۔ پس اس کو عزت کا جوڑا پہنا دیا جائے گا۔ پھر کہے گا: اے پروردگار! اس سے خوش ہو جایئے' پس اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جائے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا۔ کہ قرآن پڑھتا جا اور (درجوں) پر چڑھتا جا اور ہر آیت کے بدلے ایک ایک نیکی بڑھتی جائے گی۔ (ترمذی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و حاکم)۔

ف۔ اس بڑھنے اور چڑھنے کی تفصیل ایک اور حدیث میں آئی ہے کہ جس

طرح سنبھال سنبھال کر دنیا میں پڑھتا تھا اس طرح پڑھتا ہوا چلا جا' جو آیت پڑھنے میں اخیر ہو گی وہاں ہی تیرے رہنے کا گھر ہے۔ (ترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ و ابن حبان)۔ (یہ حدیثیں ترغیب سے لی گئی ہیں)۔

ف۔ مسلمانو! ان حدیثوں میں غور کرو اور قرآن مجید حاصل کرنے میں اور اولاد کو پڑھانے میں کوشش کرو۔ اگر پورا قرآن پڑھنے یا پڑھانے کی فرصت نہ ہو تو جتنا ہو سکے اسی کی ہمت کرو' اگر اچھی طرح سے یاد نہ ہوتا ہو یا صاف اور صحیح نہ ہوتا ہو تو گھبراؤ مت' اس میں لگے رہو' اس طرح سے پڑھنے میں بھی ثواب ملتا ہے' اگر حفظ نہ کر سکو' ناظرہ ہی پڑھو پڑھاؤ۔ اس کی بھی بڑی فضیلت ہے۔ اگر پورا قرآن حاصل کرنے کی فرصت نہیں یا ہمت نہیں' کسی پورا قرآن پڑھنے والے کے پاس بیٹھ کر سن ہی لیا کرو۔ ان سب باتوں کا ثواب اوپر حدیثوں میں پڑھ چکے ہو' اور موٹی بات ہے کہ جو کام ضروری ہوتا ہے اور ثواب کا ہوتا ہے اس کا سامان کرنا بھی ضروری ہوتا ہے اور اس میں بھی ثواب ملتا ہے۔ پس اس قاعدہ سے قرآن کے پڑھنے پڑھانے کا سامان کرنا بھی ضروری ہو گا اور اس میں ثواب بھی ملے گا اور سامان اس کا یہی ہے کہ ہر جگہ کے مسلمان مل کر قرآن کے مکتب قائم کریں اور بچوں کو قرآن پڑھوائیں اور بڑی عمر کے آدمی بھی اپنے کاموں میں سے تھوڑا سا وقت نکال کر تھوڑا تھوڑا قرآن سیکھا کریں اور جو پڑھانے والا مفت نہ ملے' سب مل کر اس کو گذارہ کے موافق کچھ تنخواہ دیا کریں۔

اسی طرح جو بچے اپنے گھر سے غریب ہوں اور اس لیے زیادہ قرآن نہ پڑھ سکیں ان کے کھانے اور کپڑے کا بندوست کر دیا کریں کہ وہ اطمینان سے قرآن پاک ختم کر سکیں اور جو لڑکے جتنا قرآن پڑھتے جائیں اپنے گھر جا کر عورتوں اور لڑکیوں کو بھی پڑھا دیا کریں۔ اس طرح سے گھر کے سب مرد اور عورت قرآن پڑھ

لیں گے۔ اگر کوئی سیپارہ میں نہ پڑھ سکے تو وہ زبانی ہی کچھ سورتیں یاد کر لے۔ اور قرآن کے کچھ اور حقوق بھی ہیں۔ ایک یہ کہ جو شخص جتنا پڑھ لے، خواہ پورا خواہ تھوڑا وہ اس کو ہمیشہ پڑھتا رہے تاکہ یاد رہے، اگر یاد نہ رکھا تو پڑھا بے پڑھا سب یکساں ہو گیا۔

دوسرا یہ کہ اگر کسی کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے کا بھی شوق ہو تو بطور خود ترجمہ نہ دیکھے کہ اس میں غلط سمجھ جانے کا قوی اندیشہ ہے۔ کسی عالم سے سبق کے طور پر پڑھ لے۔ اور تیسرا یہ کہ قرآن مجید کا بہت ادب کرنا چاہیے۔ اس کی طرف پاؤں نہ کرو ادھر پیٹھ نہ کرو، اس سے اونچی جگہ پر مت بیٹھو، اس کو زمین یا فرش پر مت رکھو، بلکہ رحل یا تکیہ پر رکھو۔ چوتھا یہ کہ اگر وہ پھٹ جائے۔ کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر پاک جگہ، جہاں پاؤں نہ پڑے، دفن کر دو، پانچواں یہ کہ جب قرآن پڑھا کرو یہ دھیان رکھا کرو کہ ہم اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہے ہیں۔ پھر دیکھنا دل پر کیسی روشنی ہوتی ہے۔

روح چہارم

اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا اور رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنا

(۱) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں ہوں گی اس کو ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت نصیب ہو گی۔ ایک وہ شخص جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول ﷺ سب ماسوا

سے زیادہ محبوب ہوں (یعنی جتنی محبت اس کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ ہو اتنی کسی اور سے نہ ہو)۔ اور ایک وہ شخص جس کو کسی بندہ سے محبت ہو اور محض اللہ ہی کے لیے محبت ہو (یعنی کسی دنیوی غرض سے نہ ہو محض اس وجہ سے ہو کہ وہ شخص اللہ والا ہے)۔ اور ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے بچایا ہو (خواہ پہلے ہی سے بچائے رکھا ہو' خواہ کفر سے توبہ کر لی اور بچ گیا) اور اس بچانے کے بعد وہ کفر کی طرف آنے کو اس قدر ناپسند کرتا ہے جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔ (روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے)۔

(۲) نیز حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تم میں کوئی شخص (پورا) ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک کہ میرے ساتھ اتنی محبت نہ رکھے کہ اپنے والدین سے بھی زیادہ اور اپنی اولاد سے بھی زیادہ اور سب آدمیوں سے بھی زیادہ۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے (یہ حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں)۔

(۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ ایماندار نہیں ہوتا جب تک کہ میرے ساتھ اتنی محبت نہ رکھے کہ تمام اہل و عیال سے زیادہ اور تمام آدمیوں سے بھی زیادہ۔ روایت کیا اس کو مسلم نے' اور بخاری میں عبداللہ بن ہشام کی روایت سے یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بے شک مجھ کو آپؐ کے ساتھ سب چیزوں سے زیادہ محبت ہے بجز اپنی جان کے (یعنی اپنی جان کی برابر آپؐ کی محبت معلوم نہیں ہوتی۔) آپ ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ایمان دار نہ ہو گے جب تک میرے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہ رکھو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ نے عرض کیا کہ اب تو آپؐ کے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے

آپ ﷺ نے فرمایا: اب پورے ایمان دار ہو، اے عمرؓ۔

ف۔ اس بات کو آسانی کے ساتھ یوں سمجھ لو کہ حضرت عمرؓ نے اول غور نہیں کیا تھا۔ یہ خیال کیا کہ اپنی تکلیف سے جتنا اثر ہوتا ہے دوسرے کی تکلیف سے اتنا اثر نہیں ہوتا، اس لیے اپنی جان زیادہ پیاری معلوم ہوئی۔ پھر سوچنے سے معلوم ہوا کہ اگر جان دینے کا موقع آجائے تو یقینی بات ہے کہ حضور ﷺ کی جان بچانے کے لیے ہر مسلمان اپنی جان دینے کو تیار ہو جائے، اسی طرح آپ کے دین پر بھی جان دینے سے منہ نہ موڑے تو جان سے بھی زیادہ پیارے ہوئے۔

(۴) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو، اس وجہ سے کہ وہ تم کو غذا میں اپنی نعمتیں دیتا ہے اور مجھ سے (یعنی رسول اللہ ﷺ سے) محبت رکھو، اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کو مجھ سے محبت ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

ف۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف غذا دینے سے ہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھو، بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کمالات و احسانات جو بے شمار ہیں اگر کسی کی سمجھ میں نہ آئیں تو یہ احسان تو بہت ظاہر ہے جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا یہی سمجھ کر اس سے محبت کرو۔

(۵) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر ﷺ کی خدمت میں ایک دیہاتی حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب ہو گی۔ آپؐ نے فرمایا تو نے اس کے لیے کیا سامان کر رکھا ہے (جو اس کے آنے کا شوق ہے) اس نے عرض کیا کہ میں نے اس کے لیے کچھ بہت نماز روزے کا سامان تو کیا نہیں، مگر اتنی بات ہے کہ میں اللہ و رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ (قیامت میں) ہر شخص اسی کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت رکھتا ہو گا (سو تجھ

کو میرا یعنی رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب ہو گا اور جب رسول اللہ کے ساتھ ہو گا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی ہو گا)۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے مسلمانوں کو اسلام لانے (کی خوشی) کے بعد کسی بات پر اتنا خوش ہوتا نہیں دیکھا۔ جتنا اس پر خوش ہوئے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔ ف۔ اس حدیث میں کتنی بڑی بشارت ہے کہ اگر زیادہ عبادت کا ذخیرہ نہ ہو تو اللہ و رسولؐ کی محبت سے اتنی بڑی دولت مل جائے گی۔ (یہ حدیثیں تخریج احادیث الاحیاء للعراقی میں ہیں)۔

(۶) حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (نماز تہجد میں) ایک آیت میں تمام رات گزار کر صبح کر دی' اور وہ آیت یہ ہے: ان تعذبھم الخ یعنی (اے پروردگار) اگر آپ ان کو (یعنی میری امت کو) عذاب دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں (آپ کو ان پر ہر طرح کا اختیار ہے) اور اگر آپ ان کی مغفرت فرما دیں تو (آپ کے نزدیک کچھ مشکل کام نہیں کیونکہ) آپ زبردست ہیں (بڑے سے بڑا کام کر سکتے ہیں) اور حکمت والے ہیں (گنہگاروں کو بخش دینا بھی حکمت سے ہو گا)۔ روایت کیا اس کو نسائی اور ابن ماجہ نے۔

ف۔ شیخ دہلویؒ نے مشکوٰۃ کے حاشیہ میں کہا ہے کہ اس آیت کا مضمون حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے اپنی قوم کے معاملہ میں اور غالباً رسول اللہ ﷺ نے اس سے اپنی امت کی حالت حضور حق میں پیش کر کے ان کے لیے مغفرت کی درخواست کی۔ فقط شیخ نے یہ لفظ غالباً احتیاط کے لیے فرما دیا' ورنہ دوسرا احتمال ہو ہی نہیں سکتا۔ تو دیکھیے رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ کتنی بڑی شفقت ہے کہ تمام رات کا آرام اپنی امت پر قربان کر دیا اور ان کے لیے دعا مانگتے رہے اور سفارش فرماتے رہے۔ کون ایسا بے حس ہو گا کہ اتنی بڑی شفقت سن کر بھی

عاشق نہ ہو جائے گا۔

(۷) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری (اور تمھاری) حالت اس شخص کی سی ہے کہ جیسے کسی نے آگ روشن کی اور اس پر پروانے گرنے لگے اور وہ ان کو ہٹاتا ہے مگر وہ اس کی نہیں مانتے اور آگ میں دھنسے جاتے ہیں' اسی طرح میں تمھاری کمر پکڑ پکڑ کر آگ سے ہٹاتا ہوں (کہ دوزخ میں لے جانے والی چیزوں سے روکتا ہوں) اور تم اس میں گھسے جاتے ہو۔ (روایت کیا اس کو بخاری نے)۔

ف۔ دیکھیے اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کو دوزخ سے اپنی امت کو بچانے کا کتنا اہتمام معلوم ہوتا ہے۔ یہ محبت نہیں تو کیا ہے۔ اگر ہم کو ایسی محبت والے سے محبت نہ ہو تو افسوس ہے۔

(۸) حضرت عباسؓ بن مروان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے لیے عرفہ کی شام کو مغفرت کی دعا فرمائی۔ آپ کو جواب دیا گیا' کہ میں نے ان کی مغفرت کر دی' بجز حقوق العباد کے کہ (اس میں ظالم سے مظلوم کا بدلہ ضرور لوں گا اور بدون عذاب مغفرت نہ ہو گی)۔ آپؐ نے عرض کیا: اے پروردگار! اگر آپ چاہیں تو مظلوم کو (اس کے حق کا عوض) جنت سے دے کر ظالم کی مغفرت فرما سکتے ہیں۔ مگر اس شام کو یہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ پھر جب مزدلفہ میں آپ کو صبح ہوئی آپؐ نے پھر وہی دعا کی اور آپؐ کی درخواست قبول ہو گئی۔ پس آپؐ ہنسے اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پوچھنے پر آپؐ نے فرمایا: جب ابلیس کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی اور میری امت کی مغفرت فرما دی' خاک لے کر اپنے سر پر ڈالتا تھا' اور ہائے وائے کرتا تھا۔ مجھ کو اس کا اضطراب دیکھ کر ہنسی آ گئی۔ (روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے اور اس کے قریب

قریب بیہقی نے)۔

ف۔ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ حقوق العباد علی الاطلاق بدون سزا معاف ہو جائیں گے اور نہ یہ مطلب ہے کہ خاص حج کرنے سے بدون سزا معاف ہو جائیں گے بلکہ قبل اس دعا کے قبول ہونے کے دو احتمال تھے۔ایک یہ کہ حقوق العباد کی سزا میں ہمیشہ رہنا پڑے۔دوسرا یہ کہ جہنم میں ہمیشہ رہنا نہ ہو، لیکن سزا ضرور ہو۔اب جہنم میں اس دعا کے قبول ہونے کے بعد دو وعدے ہو گئے۔ایک یہ کہ بعد سزا کبھی نہ کبھی ضرور نجات ہو جائے گی۔دوسرا یہ کہ بعض دفعہ بدون سزا بھی اس طور پر نجات ہو جائے گی کہ مظلوم کو نعمتیں دے کر اس سے راضی نامہ دلوایا جائے گا۔

ف۔ غور کر کے دیکھو! آپ کو اس قانون کی منظوری لینے میں کس قدر فکر اور تکلیف ہوئی ہے، کیا اب بھی قلب میں آپ کی محبت کا جوش نہیں اٹھتا۔

(۹) حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ آیتیں پڑھیں جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعائیں اپنی امت کے لیے مذکور ہیں اور (دعا کے لیے) اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا اے اللہ! میری امت، میری امت! حق تعالیٰ نے فرمایا اے جبریلؑ! محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور یوں تو تمہارا پروردگار جانتا ہی ہے اور ان سے پوچھو! آپؐ کے رونے کا سبب کیا ہے، انھوں نے آپؐ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ کہا تھا ان کو بتلایا۔جبریل علیہ السلام نے آ کر عرض کر دیا۔حق تعالیٰ نے جبریلؑ سے فرمایا: محمدؐ کے پاس جاؤ اور کہو ہم آپ کو آپ کی امت کے معاملہ میں خوش کر دیں گے اور رنج نہ دیں گے۔روایت کیا اس کو مسلم نے۔

ف۔ ابن عباسؓ کا قول ہے کہ آپؐ تو کبھی بھی خوش نہ ہوں گے اگر آپؐ

کی امت میں سے ایک آدمی بھی دوزخ میں رہے۔ (درمنثور عن الخطیب)۔ اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے آپؐ کے خوش کرنے کا' انشاء اللہ تعالیٰ آپؐ کا ایک امتی بھی دوزخ میں نہ رہے گا۔ اے مسلمانو! یہ سب دولتیں اور نعمتیں جس ذات کی برکت سے نصیب ہوئیں۔ اگر ان سے محبت نہ کرو گے تو کس سے کرو گے۔

(۱۰) حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص تھا جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو شراب نوشی میں سزا بھی دی تھی۔ ایک دفعہ پھر لایا گیا اور سزا کا حکم ہو کر سزا بھی دی گئی۔ ایک شخص نے کہا: اے اللہ! اس پر لعنت کر۔ کس کثرت سے اس کو لایا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کرو۔ واللہ میرا یہ علم ہے کہ یہ خدا اور رسولؐ سے محبت رکھتا ہے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

ف۔ خدا اور رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنے کی کتنی قدر فرمائی گئی کہ اتنا بڑا گناہ کرنے پر بھی اس پر لعنت کی اجازت نہیں دی گئی۔

اے مسلمانو! ایسی مفت کی دولت جس میں نہ محنت نہ مشقت' کہاں نصیب ہوتی ہے۔ اس کو ہاتھ سے مت دینا۔ اپنی رگ رگ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور عشق سمالینا اور رچالینا۔ (یہ حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں اور ایک درمنثور کی ہے۔ جس میں اس کا نام لکھ دیا ہے)۔

روح پنجم

اعتقادِ تقدیر و عمل توکل یعنی تقدیر پر یقین لانا اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا

اس اعتقاد اور اس عمل میں یہ فائدے ہیں (الف) کیسی ہی مصیبت یا پریشانی کا واقعہ ہو اس سے دل مضبوط رہے گا' یہ سمجھے گا کہ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ اس کے خلاف ہو نہیں سکتا تھا اور وہ جب چاہے گا اس کو دفع کر دے گا۔ (ب) جب یہ سمجھ گیا تو اگر اس مصیبت کے دور ہونے میں دیر بھی لگے گی تو پریشان اور مایوس اور دل کمزور نہ ہو گا۔ (ج) نیز جب یہ سمجھ گیا تو کوئی تدبیر اس مصیبت کے دفع کرنے کی ایسی نہ کرے گا جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو۔ یوں سمجھے گا کہ یہ تو بدون خدا تعالیٰ کے چاہے ہوئے دفع ہو گی نہیں پھر خدا تعالیٰ کو کیوں ناراض کیا۔ (د) نیز اس سمجھنے کے بعد سب تدبیروں کے ساتھ یہ شخص دعا میں بھی مشغول ہو گا کیونکہ یہ سمجھے گا کہ جب اسی کے چاہنے سے یہ مصیبت ٹل سکتی ہے تو اسی سے عرض کرنے میں نفع کی زیادہ امید ہے' پھر دعا میں لگ جانے سے اللہ تعالیٰ سے علاقہ بڑھ جائے گا جو تمام راحتوں کی جڑ ہے (ہ) نیز جب ہر کام میں یہ یقین ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ہی کے کرنے سے ہوتا ہے تو کسی کامیابی میں اپنی کسی تدبیر یا سمجھ پر اس کو ناز اور فخر اور دعویٰ نہ ہو گا۔

حاصل ان سب فائدوں کا یہ ہوا کہ یہ شخص کامیابی میں شکر کرے گا اور ناکامی میں صبر کرے گا اور یہی فائدے اس مسئلہ کے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بطور خلاصہ بتلائے ہیں " لِكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا

اٰتٰکُمْ۔ الایۃ" (سورہ حدید)۔ اور اس مسئلہ کا یہ مطلب نہیں کہ تقدیر کا بہانہ کر کے شریعت کے موافق ضروری تدبیر کو بھی چھوڑ دے' بلکہ یہ شخص تو کمزور تدبیر کو بھی نہ چھوڑے گا اور اس میں بھی امید رکھے گا کہ خدا تعالیٰ اس میں بھی اثر دے سکتا ہے اس لیے کبھی ہمت نہ ہارے گا۔ جیسے بعض لوگوں کو یہ غلطی ہو جاتی ہے اور دین تو بڑی چیز ہے' دنیا کے ضروری کاموں میں بھی ایسی کم ہمتی کی برائی حدیث میں آئی ہے---- چنانچہ عوف بن ملکؓ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مقدمہ کا فیصلہ فرمایا تو ہارنے والا کہنے لگا حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ (مطلب یہ کہ خدا کی مرضی میری قسمت) حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کم ہمتی کو ناپسند فرماتا ہے لیکن ہوشیاری سے کام لو (یعنی کوشش و تدبیر میں کم ہمتی مت کرو۔ پھر جب کوئی کام تمہارے قابو سے باہر ہو جائے تب کہو) حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل (یعنی خدا کی مرضی میری قسمت (ابوداؤد)۔ یہ مضمون تو بیچ میں اس مسئلہ کے فائدے بتلانے اور غلطیوں سے بچانے کے لیے آگیا تھا' اب وہ حدیثیں لکھی جاتی ہیں جن میں اس مسئلہ کا ذکر ہے:

(۱) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی شخص مومن نہ ہو گا جب تک کہ تقدیر پر ایمان نہ لائے' اس کی بھلائی پر بھی اور اس کی برائی پر بھی' یہاں تک کہ یقین کرلے کہ جو بات واقع ہونے والی تھی وہ اس سے ہٹنے والی نہ تھی اور جو بات اس سے ہٹنے والی تھی وہ اس پر واقع ہونے والی نہ تھی۔ (ترمذی)

(۲) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے تھا۔ آپؐ نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! میں تجھ کو چند باتیں بتلاتا ہوں' اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ! وہ تیری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ! تو اس کو اپنے سامنے (یعنی قریب)

پائے گا۔ جب تجھ کو کچھ مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ اور تجھ کو جب مدد چاہنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہ اور یہ یقین کر لے کہ تمام گروہ اگر اس بات پر متفق ہو جائیں کہ تجھ کو کسی بات سے نفع پہنچاویں تو تجھ کو ہرگز نفع نہیں پہنچا سکتے بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دی تھی اور اگر وہ سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ تجھ کو کسی بات سے ضرر پہنچاویں تو تجھ کو ہرگز ضرر نہیں پہنچا سکتے بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دی تھی۔ (ترمذی)

(۳) حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کی پانچ چیزوں سے فراغت فرما دی ہے۔ (۱) اس کی عمر سے اور (۲) اس کے رزق سے اور (۳) اس کے عمل سے اور (۴) اس کے دفن ہونے کی جگہ اور یہ کہ (۵) (انجام) میں سعید ہے یا شقی ہے۔ (احمد و بزار و کبیر و اوسط)۔

(۴) حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی ایسی چیز پر آگے مت بڑھ جس کی نسبت تیرا یہ خیال ہو کہ میں آگے بڑھ کر اس کو حاصل کر لوں گا اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدر نہ کیا ہو' اور کسی ایسی چیز سے پیچھے مت ہٹ جس کی نسبت تیرا یہ خیال ہو کہ وہ میرے پیچھے ہٹنے سے ٹل جائے گی اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدر کر دیا ہو۔ (کبیر و اوسط)۔

ف۔ یعنی یہ دونوں گمان غلط ہیں بلکہ جو چیز مقدر نہیں وہ آگے بڑھنے سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لیے اس گمان سے آگے بڑھنا بے کار' اور اسی طرح جو چیز مقدر ہے وہ ہٹنے اور بچنے سے ٹل نہیں سکتی' اس لیے اس گمان سے بچنا بے کار۔

(۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے نفع کی چیز کو کوشش سے حاصل کر اور اللہ سے مدد چاہ اور ہمت مت ہار اور اگر

تجھ پر کوئی واقعہ پڑ جائے تو یوں مت کہہ کہ اگر میں یوں کرتا تو ایسا ایسا ہو جاتا (لیکن ایسے وقت میں) یوں کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہی مقدر فرمایا تھا' اور جو اس کو منظور ہوا اس نے وہی کیا۔ (مسلم)۔

یہاں تک کی حدیثیں جمع الفوائد سے نقل کی گئی ہیں۔ ان حدیثوں میں زیادہ تقدیر کا بیان تھا' آگے وہ آیتیں اور حدیثیں ہیں جن میں زیادہ توکل کا اور کچھ کچھ تقدیر کا بیان ہے۔

(۶) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپؐ (ایک جانب) رائے پختہ کرلیں سو خدا تعالیٰ پر اعتماد (کر کے اس کام کو کر ڈالا) کیجیے اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے (جو خدا تعالیٰ پر اعتماد رکھیں) محبت فرماتے ہیں۔ (آل عمران)

ف۔ اس سے بڑھ کر کیا دولت ہو گی کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے والوں سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے۔ جس شخص سے خدا تعالیٰ کو محبت ہو اس کی فلاح میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے۔ اور اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ توکل کے ساتھ تدبیر کا بھی حکم ہے' کیونکہ مشورہ تو تدبیر ہی کے لیے ہوتا ہے البتہ تدبیر پر بھروسہ کرنا نہ چاہیے' بلکہ تدبیر کر کے بھی بھروسہ خدا ہی پر ہونا چاہیے۔

(۷) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ یہ ایسے (مخلص) لوگ ہیں کہ (بعض) لوگوں نے جو ان سے آکر کہا کہ ان لوگوں نے (یعنی کفار مکہ نے) تمہارے (مقابلہ کے لیے) بڑا سامان جمع کیا ہے سو تم کو ان سے اندیشہ کرنا چاہیے تو اس (خبر) نے ان کے (جوش) ایمان کو اور زیادہ کر دیا اور (نہایت استقلال سے یہ) کہہ کر بات کو ختم کر دیا کہ ہم کو حق تعالیٰ (سب مہمات میں) کافی ہے اور وہی سب کام سپرد کرنے کے لیے اچھا ہے (یہی سپرد کرنا توکل ہے)

پس یہ لوگ خدا تعالیٰ کی (نعمت اور فضل سے) یعنی ثواب اور نفع تجارت سے بھرے ہوئے واپس آئے کہ ان کو کوئی ناگواری ذرا پیش نہیں آئی اور وہ لوگ (اس واقعہ میں) رضائے حق کے تابع رہے۔ اسی کی بدولت ہر طرح کی نعمتوں سے سرفراز ہوئے' اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔ (آل عمران)

ف۔ ان آیتوں میں ایک قصہ کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں صحابہؓ کو دنیا اور دین دونوں کا فائدہ ہوا' اللہ تعالیٰ یہ بتلاتا ہے کہ یہ دونوں حالتیں توکل کی بدولت ملیں۔

(۸) فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپؐ فرما دیجیے کہ ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑ سکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے مقدر فرما دیا ہے' وہ ہمارا مالک ہے' (پس مالک حقیقی جو تجویز کرے بندہ کو اس پر راضی رہنا واجب ہے) اور ہماری کیا تخصیص ہے' اللہ کے تو سب مسلمانوں کو اپنے سب کام سپرد رکھنے چاہئیں۔۔۔۔۔ (دوسری بات یہ فرما دیجیے) کہ ہمارے لیے جیسی اچھی حالت بہتر ہے' ایسے ہی سختی کی حالت بھی باعتبار انجام کے بہتر ہے کہ اس میں درجات بڑھتے ہیں اور گناہ معاف ہوتے ہیں) تم تو ہمارے حق میں دو بہتریوں میں سے ایک بہتری ہی کے منتظر رہتے ہو۔ (توبہ)۔

ف۔ اس سے ثابت ہوا کہ توکل کا اثر یہ ہے کہ اگر کوئی ناگواری بھی پیش آئے تو اس سے بھی پریشانی نہیں ہوتی' بلکہ اس کو بھی بہتری ہی سمجھتے ہیں۔ اگر دنیا میں بھی اس کا ظہور نہ ہو تو آخرت میں ضرور ہو گا' جو ہمارا اصلی گھر ہے' اور وہی بھلائی ہمیشہ کام آنے والی ہے۔

(۹) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور موسیٰ علیہ السلام نے (جب بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے خوف میں دیکھا تو ان سے) فرمایا کہ اے میری قوم! اگر تم (سچے دل سے) اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو (سوچ بچار مت کرو بلکہ) اس پر توکل کرو اگر تم (اس کی)

اطاعت کرنے والے ہو۔ انھوں نے (جواب میں) عرض کیا کہ ہم نے اللہ ہی پر توکل کیا)۔ بعد اس کے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ 'اے ہمارے پروردگار! ہم کو ان ظالم لوگوں کا تختۂ مشق نہ بنا اور ہم کو اپنی رحمت کا صدقہ ان کافر لوگوں سے نجات دے (یعنی جب تک ہم پر ان کی حکومت مقدر ہے ظلم نہ کرنے پائیں اور پھر ان کی حکومت ہی کے دائرہ سے نکال دیجیے۔(یونس)

ف۔ اس سے معلوم ہوا کہ توکل کے ساتھ دعا زیادہ مفید ہوتی ہے۔۔۔

(۱۰) فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے کام بنانے کے لیے کافی ہے۔ اور یہ کام بنانا عام ہے 'ظاہراً بھی ہو یا صرف باطناً۔

ف۔ دیکھیے توکل پر کیسا عجب وعدہ فرمایا گیا ہے۔ اور اصلاح باطناً اس وقت تو معلوم نہیں ہوتی مگر بہت جلد سمجھ میں آجاتی ہے۔

(۱۱) حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کی سعادت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو اس کے لیے مقدر فرمایا اس پر راضی رہے اور آدمی کی محرومی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے خیر مانگنا چھوڑ دے اور یہ بھی محرومی ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو اس کے لیے مقدر فرمایا اس سے ناراض ہو۔(احمد و ترمذی)

(۱۲) حضرت عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا دل (تعلقات کے) ہر میدان میں شاخ شاخ رہتا ہے سو جس نے اپنے دل کو ہر شاخ کے پیچھے ڈال دیا اللہ تعالیٰ پر واہ بھی نہیں کرتا' خواہ وہ کسی میدان میں ہلاک ہو جائے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے' اللہ تعالیٰ سب شاخوں میں اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔(ابن ماجہ)

ف۔ یعنی اس کو پریشانی اور مشکلیں نہیں ہوتیں۔ یہ دو حدیثیں مشکوٰۃ میں ہیں۔

(۱۳) حضرت عمران بن حصین ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص (اپنے دل سے) اللہ تعالیٰ ہی کا ہو رہے' اللہ تعالیٰ اس کو سب ذمہ داریوں کی کفایت فرماتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اس کا گمان بھی نہیں ہوتا' اور جو شخص دنیا کا ہو رہے' اللہ تعالیٰ اس کو دنیا ہی کے حوالہ کر دیتا ہے۔(ابو الشیخ) یہ حدیث ترغیب و ترہیب میں ہے۔

(۱۴) حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اعرابی کو فرمایا کہ اونٹ کو باندھ کر توکل کر۔

ف۔ یعنی توکل میں تدبیر کی ممانعت نہیں' ہاتھ سے تدبیر کرے' دل سے اللہ پر توکل کرے اور اس تدبیر پر بھروسہ نہ کرے۔ (۱۵) ابو خزامہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ دوا اور جھاڑ پھونک کیا تقدیر کو ٹال دیتی ہے۔ آپ ؐ نے فرمایا: یہ بھی تقدیر ہی میں داخل ہے۔(ترمذی و ابن ماجہ)

ف۔ یعنی یہ بھی تقدیر میں ہے کہ فلاں دوا یا جھاڑ پھونک سے نفع آ جائے گا۔ یہ حدیث تخریج عراقی میں ہے۔

نتیجہ:۔ مسلمانو! ان آیتوں اور حدیثوں سے سبق لو' کیسی ہی دشواری پیش آئے دل تھوڑا مت کرو' اور دین میں کچے مت بنو' خدا تعالیٰ مدد کرے گا۔

روح ششم

دعامانگنا

یعنی جس چیز کی ضرورت ہو خواہ وہ دنیا کا کام ہو یا دین کا اور خواہ اس میں اپنی بھی کوشش کرنا پڑے اور خواہ اپنی کوشش اور قابو سے باہر ہو' سب خدا تعالیٰ سے مانگا کرے۔ لیکن اتنا خیال ضروری ہے کہ وہ گناہ کی بات نہ ہو۔ اس میں سب باتیں آگئیں۔ جیسے کوئی کھیتی یا سوداگری کرتا ہے تو محنت اور سامان بھی کرنا چاہیے مگر خدا تعالیٰ سے دعا بھی مانگنا چاہیے' کہ اے اللہ! اس میں برکت فرما اور نقصان سے بچا۔ یا کوئی دشمن ستائے' خواہ دنیا کا دشمن ہو یا دین کا دشمن' تو اس سے بچنے کی تدبیر بھی کرنا چاہیے' خواہ وہ تدبیر اپنے قابو کی ہو خواہ حاکم سے مدد لینا پڑے۔ مگر اس تدبیر کے ساتھ خدا تعالیٰ سے بھی دعا مانگنا چاہیے' کہ اے اللہ اس دشمن کو زیر کر دے۔ یا مثلاً: کوئی بیمار ہو تو دوا دارو بھی کرنا چاہیے' مگر خدا تعالیٰ سے دعا بھی مانگنا چاہیے کہ اے اللہ! اس بیماری کو کھو دے۔ یا اپنے پاس کچھ مال ہے تو اس کی حفاظت کا سامان بھی کرنا چاہیے۔ جیسے مضبوط مکان میں مضبوط قفل لگا کر رکھنا یا گھر والوں کے یا نوکروں کے ذریعہ سے اس کا پہرہ دینا' دیکھ بھال رکھنا' مگر اس کے ساتھ خدا تعالیٰ سے دعا بھی مانگنا چاہیے کہ اے اللہ! اس کو چوروں سے محفوظ رکھ! یا مثلاً کوئی مقدمہ کر رکھا ہے یا اس پر کسی نے کر رکھا ہے تو اس کی پیروی بھی کرنا چاہیے۔ وکیل اور گواہوں کا انتظام بھی کرنا چاہیے۔ مگر اس کے ساتھ خدا تعالیٰ سے بھی دعا کرنا چاہیے۔ کہ اللہ اس مقدمہ میں مجھ کو فتح دے اور ظالم کے شر سے مجھ کو بچا۔ یا قرآن کریم اور علم دین حاصل کر رہا ہے تو اس میں جی لگا کر پابندی سے محنت بھی کرنا چاہیے۔ مگر اس کے ساتھ دعا بھی کرنا چاہیے کہ

اللہ اس کو آسان کر دے اور میرے ذہن میں اس کو جما دے۔ یا نماز روزہ وغیرہ شروع کیا ہے یا بزرگوں کے بتلانے سے اور عبادتوں میں لگ گیا ہے تو سستی اور نفس کے حیلہ بہانہ کا مقابلہ کر کے ہمت کے ساتھ اس کو نبھانا چاہیے' مگر دعا بھی کرتا رہے کہ اے اللہ! میری مدد کر اور مجھ کو اس کی ہمیشہ توفیق دے اور اس کو قبول فرما۔

یہ نمونہ کے طور پر چند مثالیں لکھ دی ہیں۔ ہر کام اور ہر مصیبت میں اسی طرح جو اپنے کرنے کی تدبیر ہے وہ بھی کرے' اور سب تدبیروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے خوب عاجزی اور توجہ کے ساتھ عرض بھی کرتا رہے' اور جس کام میں تدبیر کا کچھ دخل نہیں۔ اس میں تو تمام کوشش دعا ہی میں خرچ کرنا ضرور ہے۔ جیسے بارش کا ہونا یا اولاد کا زندہ رہنا یا کسی بیماری کا علاج' بیماری سے اچھا ہو جانا یا نفس و شیطان کا نہ بہکانا یا وبا اور طاعون سے محفوظ رہنا قابو یافتہ ظالموں کے شر سے بچنا۔ ان کاموں کا بنانے والا تو بجز خدا تعالیٰ کے کوئی برائے نام بھی نہیں۔ اس لیے تدبیر کے کاموں میں جتنا حصہ تدبیر کا ہے ان بے تدبیر کے کاموں میں وہ حصہ تدبیر کا بھی دعا ہی میں خرچ کرنا چاہیے۔ غرض تدبیری کے کاموں میں تو کچھ تدبیر اور کچھ دعا ہے اور بے تدبیر کے کاموں میں تدبیر کی جگہ بھی دعا ہی ہے۔

تو اس میں زیادہ دعا ہوئی اور دعا فقط اس کا نام نہیں کہ دو چار باتیں یاد کر لیں اور نمازوں کے بعد اس کو صرف زبان سے آموختہ کی طرح پڑھ دیا۔ سو یہ دعا نہیں ہے محض دعا کی نقل ہے۔ دعا کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے دربار میں درخواست پیش کرنا ہے' سو جس طرح حاکم کے یہاں درخواست دیتے ہیں۔ کم سے کم دعا اس طرح تو کرنا چاہیے کہ درخواست کے وقت آنکھیں بھی اسی طرف لگی ہوتی ہیں' دل بھی ہمہ تن ادھر ہوتا ہے' صورت بھی عاجزوں کی سی بناتے ہیں۔ اگر زبانی کچھ

عرض کرنا ہوتا ہے تو کیسے ادب سے گفتگو کرتے ہیں اور اپنی عرضی منظور ہونے کے لیے پورا زور لگاتے ہیں' اور اس کو یقین دلانے کی پوری کوشش کرتے ہیں کہ ہم کو آپ سے پوری امید ہے کہ ہماری درخواست پر پوری توجہ فرمائی جائے گی' پھر بھی عرضی کے موافق حکم نہ ہوا اور حاکم عرضی دینے والے کے سامنے افسوس ظاہر کرے کہ تمہاری مرضی کے موافق تمہارا کام نہ ہوا تو یہ شخص فوراً یہ جواب دیتا ہے کہ حضور! مجھ کو کوئی رنج یا شکایت نہیں۔ اس معاملہ میں قانون ہی میں جان نہ تھی یا میری پیروی میں کمی رہ گئی تھی' حضور نے کچھ کمی نہیں فرمائی۔ اور اگر اس حاجت کی آئندہ بھی ضرورت ہو تو کہتا ہے کہ مجھ کو ناامیدی نہیں' پھر عرض کرتا رہوں گا۔ اور اصلی بات تو یہ ہے کہ مجھ کو حضور کی مہربانی کام ہونے سے زیادہ عزیز چیز ہے۔ کام تو خاص وقت یا محدود درجہ کی چیز ہے۔ حضور کی مہربانی تو عمر بھر کی اور غیر محدود درجہ کی دولت اور نعمت ہے۔

تو اے مسلمانو! دل میں سوچو! کیا تم دعا مانگنے کے وقت اور دعا مانگنے کے بعد جب اس کا کوئی ظہور نہ ہو' خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے ہو۔ سوچو اور شرماؤ! جب یہ برتاؤ نہیں کرتے تو اپنی دعا کو درخواست کس منہ سے کہتے ہو۔ تو واقع میں کمی تمہاری ہی طرف سے ہے جس سے وہ دعا درخواست نہ رہی۔ اور اس طرف سے تو اتنی رعایت ہے کہ درخواست دینے کا وقت بھی معین نہیں فرمایا۔ وقت بے وقت جب چاہو عرض معروض کرلو۔ نمازوں کے بعد کا وقت بھی تم ہی نے ٹھہرا رکھا ہے' البتہ وہ وقت دوسرے وقتوں سے زیادہ برکت کا ہے سو اس وقت زیادہ دعا کرو' باقی اور وقتوں میں بھی اس کا سلسلہ جاری رکھو۔ جس وقت جو حاجت یاد آ گئی فوراً ہی دل سے یا زبان سے بھی مانگنا شروع کرو۔ جب دعا کی حقیقت معلوم ہو گئی تو اس حقیقت کے موافق دعا مانگو' پھر دیکھو کیسی برکت

ہوتی ہے۔ اور برکت کا یہ مطلب نہیں کہ جو مانگو گے وہی مل جائے گا۔ کبھی تو وہی چیز مل جاتی ہے جیسے کوئی آخرت کی چیز مانگے' کیونکہ وہ بندے کے لیے بھلائی ہی بھلائی ہے۔ البتہ اس میں ایمان اور اطاعت شرط ہے۔ کیونکہ وہاں کی چیزیں قانوناً اسی شخص کو مل سکتی ہیں۔ اور کبھی وہ چیز مانگی ہوئی نہیں ملتی۔ جیسے دنیا کی چیزیں مانگے۔ کیونکہ وہ بندے کے لیے کبھی بھلائی ہے' کبھی برائی۔ جب اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھلائی ہوتی ہے اس کو مل جاتی ہے اور جب برائی ہوتی ہے تو نہیں ملتی۔ جیسے باپ بچہ کو پیسے مانگنے پر کبھی دے دیتا ہے اور کبھی نہیں دیتا۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ یہ اس سے ایسی چیز خرید کر کھائے گا جس سے حکیم نے منع کر رکھا ہے' تو برکت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ مانگی ہوئی چیز مل جائے' بلکہ برکت کا مطلب یہ ہے کہ دعا کرنے سے حق تعالیٰ کی توجہ بندہ کی طرف ہو جاتی ہے۔ اور اگر وہ چیز بھی کسی مصلحت سے نہ ملے تو دعا کی برکت سے بندہ کے دل میں تسلی اور قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پریشانی اور کمزوری جاتی رہتی ہے۔ اور یہ اثر حق تعالیٰ کی اس خاص توجہ کا ہوتا ہے جو دعا کرنے سے بندہ کی طرف حق تعالیٰ کو ہو جاتی ہے۔ اور یہی توجہ خاص اجابت کا وہ یقینی درجہ ہے جس کا وعدہ حق تعالیٰ کی طرف سے دعا کرنے والے کے لیے ہوا ہے اور اس حاجت کا عطا فرما دینا یہ اجابت کا دوسرا درجہ ہے جس کا وعدہ بلا شرط نہیں' بلکہ اس شرط سے ہے۔ کہ بندہ کی مصلحت کے خلاف نہ ہو اور یہی توجہ خاص ہے جس کے سامنے بڑی سے بڑی حاجت اور دولت کوئی چیز نہیں اور یہی توجہ خاص بندہ کی اصل پونجی ہے جس سے دنیا میں بھی اس کو حقیقی اور دائمی راحت نصیب ہوتی ہے' اور آخرت میں بھی غیر محدود اور ابدی نعمت اور حلاوت نصیب ہو گی' تو دعا میں اس برکت کے ہوتے ہوئے دعا کرنے والے کو خسارہ اور محرومی کا اندیشہ کرنے کی کب گنجائش ہے۔

اب دو چار حدیثیں دعا کی فضیلت اور آداب میں لکھتا ہوں۔

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ کی دعا قبول ہوتی ہے تاوقتیکہ کسی گناہ یا رشتہ داروں کے ساتھ بد سلوکی کی دعا نہ کرے، جب تک کہ جلدی نہ مچائے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! جلدی مچانے کا کیا مطلب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جلدی مچانا یہ ہے کہ یوں کہنے لگے کہ میں نے بار بار دعا کی مگر قبول ہوتی ہوئی نہیں دیکھتا۔ سو دعا کرنے سے تھک جائے اور دعا کرنا چھوڑ دے۔ (مسلم)۔ ف۔ اس میں تاکید ہے اس بات کی کہ گو قبول نہ ہو مگر برابر کیے جائے، اس کے متعلق اوپر بیان آ چکا ہے۔

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خدا تعالیٰ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کوئی چیز قدر کی نہیں۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

(۳) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ دعا ہر چیز سے کام دیتی ہے۔ ایسی بلا سے بھی، جو کہ نازل ہو چکی ہو، اور ایسی بلا سے بھی جو کہ ابھی نازل نہیں ہوئی۔ سو اے بندگان خدا! دعا کو پلے باندھو۔ (ترمذی و احمد)

(۴) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس پر غصہ کرتا ہے۔ (ترمذی)

ف۔ البتہ جس کو اس کی دھن اور دھیان سے فرصت نہ ہو وہ اس میں داخل نہیں۔

(۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تم اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں دعا کیا کرو کہ تم قبولیت کا یقین رکھا کرو۔ اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ غفلت سے بھرے دل سے دعا قبول نہیں کرتا۔ (ترمذی)

ف۔ تو دعا خوب توجہ سے کرنا چاہیے۔ اور اجابت کے دو درجے بیان کیے گئے ہیں۔ وہی قبولیت کے بھی ہیں۔ کیونکہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ اور ایک درجہ اس کا عام ہے جو اگلی حدیث میں آتا ہے۔

(۶) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں جو کوئی دعا کرے جس میں گناہ اور قطع رحم نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ اس دعا کے سبب اس کو تین چیزوں میں سے ایک ضرور دیتا ہے' یا تو فی الحال وہی مانگی ہوئی چیز دے دیتا ہے اور یا اس کو آخرت کے لیے ذخیرہ کر دیتا ہے اور یا کوئی ایسی ہی برائی اس سے ہٹا دیتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس حالت میں تو ہم خوب کثرت سے دعا کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا: خدا کے یہاں اس سے بھی زیادہ (عطا کی) کثرت ہے۔ (احمد) ف۔ خلاصہ یہ کہ کوئی دعا خالی نہیں جاتی۔

(۷) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تم میں سے ہر شخص کو اپنے رب سے سب حاجتیں مانگنا چاہئیں۔ (اور ثابت کی روایت میں ہے کہ) یہاں تک کہ اس سے نمک بھی مانگے اور جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے وہ بھی اسی سے مانگے۔ (ترمذی)۔ ف۔ یعنی یہ خیال نہ کرے کہ ایسی حقیر چیز اتنے بڑے سے کیا مانگے۔ ان کے نزدیک تو بڑی چیز بھی چھوٹی ہی ہے۔

روح ہفتم

نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا

تاکہ ان سے اچھی باتیں سنیں' ان سے اچھی خصلتیں سیکھیں اور جو لوگ نیک گذر گئے ہیں ان کے اچھے حالات کی کتابیں پڑھ کر یا پڑھوا کر ان کے حالات

معلوم کرنا کہ یہ بھی ایسا ہی ہے جیسے گویا ان کے پاس ہی بیٹھ کر ان سے باتیں سنیں اور ان سے اچھی خصلتیں سیکھ لیں۔

ف۔ چونکہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ دوسرے انسان کے خیالات اور حالات سے بہت جلد اور بہت قوت کے ساتھ اور بدون کسی خاص کوشش کے اثر قبول کرلیتا ہے' اچھا اثر بھی اور برا اثر بھی۔ اس لیے اچھی صحبت بہت ہی بڑے فائدے کی چیز ہے اور اسی طرح بری صحبت بڑے نقصان کی چیز ہے اور اچھی صحبت ایسے شخص کی صحبت ہے جس کو ضرورت کے موافق دین کی باتوں کی واقفیت بھی ہو اور جس کے عقیدے بھی اچھے ہوں' شرک و بدعت اور دنیا کی رسموں سے بچتا ہو' اعمال بھی اچھے ہوں' لین دین صاف ہو' حلال و حرام کی احتیاط ہو' اخلاق ظاہری بھی اچھے ہوں' مزاج میں عاجزی ہو' کسی کو بے وجہ تکلیف نہ دیتا ہو' غریبوں' حاجت مندوں کو ذلیل نہ سمجھتا ہو۔ اخلاق باطنی بھی اچھے ہوں' خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کا خوف دل میں رکھتا ہو' دنیا کا لالچ دل میں نہ رکھتا ہو' دین کے مقابلہ میں مال اور راحت اور آبرو کی پرواہ نہ رکھتا ہو' آخرت کی زندگی کے سامنے دنیا کی زندگی کو عزیز نہ رکھتا ہو' ہر حال میں صبر و شکر کرتا ہو' جس شخص میں یہ باتیں پائی جائیں اس کی صحبت اکسیر ہے' اور جس شخص کو ان باتوں کی پوری پہچان نہ ہو سکے اس کے لیے یہ پہچان ہے کہ اپنے زمانے کے نیک لوگ (جن کو اکثر مسلمان نیک سمجھتے ہوں ایسے نیک لوگ) جس شخص کو اچھا کہتے ہوں اور دس پانچ بار اس کے پاس بیٹھنے سے بری باتوں سے دل ہٹنے لگے اور نیک باتوں کی طرف دل جھکنے لگے' بس تم اس کو اچھا سمجھو اور اس کی صحبت اختیار کرو اور جس شخص میں بری باتیں دیکھی جائیں بدون کسی سخت مجبوری کے اس سے میل جول مت کرو کہ اس سے دین تو بالکل

تباہ ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ دنیا کا بھی نقصان ہو جاتا ہے، کبھی تو جان کا کہ کسی تکلیف یا پریشانی کا سامنا ہو جاتا ہے اور کبھی مال کا کہ بری جگہ خرچ ہو گیا یا دھوکہ میں آ کر کسی کو دے دیا خواہ محبت کے جوش میں آ کر مفت دے دیا خواہ قرض کے طور پر دیا تھا پھر وصول نہ ہوا اور کبھی آبرو کا کہ بروں کے ساتھ یہ بھی رسوا و بدنام ہوا۔ اور جس شخص میں نہ اچھی علامتیں معلوم ہوں اور نہ بری علامتیں، اس پر گمان تو نیک رکھو، اس کی صحبت مت اختیار کرو۔

غرض تجربہ سے نیک صحبت کو دین کے سنورنے میں اور دل کے مضبوط ہونے میں بڑا دخل ہے، اور اسی طرح صحبت بد کو دین کے بگڑنے میں اور دل کے کمزور ہونے میں۔ اب چند آیتیں اور حدیثیں صحبت نیک کی ترغیب میں اور صحبت بد کی مذمت میں لکھی جاتی ہیں:

(۱) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو لوگ (دین کے پکے اور) سچے ہیں ان کے ساتھ رہو۔ ف۔ ساتھ رہنے میں ظاہری صحبت بھی آ گئی اور ان کی راہ پر چلنا بھی آ گیا۔

(۲) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور (اے مخاطب!) جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات (اور احکام) میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان لوگوں (کے پاس بیٹھنے) سے کنارہ کش ہو جا، یہاں تک کہ وہ کوئی اور بات میں لگ جائیں اور اگر تجھ کو شیطان بھلائے (یعنی ایسی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت یاد نہ رہے) تو (جب یاد آ جائے) یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ (بلکہ فوراً اٹھ کھڑا ہو، اور اس سے ایک آیت کے بعد ارشاد ہے اور (کچھ مجلس تکذیب کی تخصیص نہیں بلکہ) ایسے لوگوں سے کنارہ کش رہ جنھوں نے اپنے (اس) دین کو (جس کا ماننا ان کے ذمہ فرض تھا، یعنی اسلام کو) لہو و لعب بنا رکھا ہے۔ الخ سورہ انعام۔

(۳) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم جن لوگوں کے پاس بیٹھتے ہیں ان میں سب سے اچھا کون شخص ہے (کہ اسی کے پاس بیٹھا کریں) آپؐ نے ارشاد فرمایا: ایسا شخص (پاس بیٹھنے کے لیے سب سے اچھا ہے) کہ جس کا دیکھنا تم کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے اور اس کا بولنا تمہارے علم (دین) میں ترقی دے اور اس کا عمل تم کو آخرت کی یاد دلائے۔ (ابو یعلیٰ)

ف۔ میں نے جو اوپر نیک شخص کی علامتیں بیان کی ہیں اس حدیث میں ان سے بعض بڑی علامتیں مذکور ہیں۔

(۴) حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (اور یہ بھی احتمال ہے کہ شاید حضرت ابو امامہؓ کا قول ہو، تب بھی حدیث ہی ہے) کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ اے بیٹا! تو علماء کے پاس بیٹھنے کو اپنے ذمے لازم رکھنا اور اہل حکمت کی باتوں کو سنتے رہنا (حکمت دین کی باریک باتوں کو کہتے ہیں جیسی سچے درویش کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مردہ دل کو نور حکمت سے اس طرح زندہ کر دیتے ہیں جیسے مردہ زمین کو موسلا دھار پانی سے زندہ کر دیتے ہیں۔ (طبرانی فی الکبیر)

(۵) حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میری محبت ایسے لوگوں کے لیے واجب (یعنی ضروری الثبوت) ہو گئی جو میرے ہی علاقہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور جو میرے ہی علاقہ سے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں الخ۔

ف۔ یہ جو فرمایا میرے علاقہ سے، مطلب یہ کہ محض دین کے واسطے۔

(۶) حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نیک ہمنشین اور بد ہمنشین کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص مشک لیے ہوئے

ہو (یہ مثال ہے نیک صحبت کی) اور ایک بھٹی دھونک رہا ہو (یہ مثال ہے بد صحبت کی) سو وہ مشک والا تو تجھ کو دے دے گا اور یا (اگر نہ بھی دیا تو) اس سے تجھ کو خوشبو ہی پہنچ جائے گی اور بھٹی کا دھونکنے والا یا تو تیرے کپڑوں کو جلا دے گا' (اگر کوئی چنگاری آپڑی) اور یا (اگر اس سے بچ بھی گیا تو) اس کی گندی بو ہی تجھ کو پہنچ جائے گی۔

ف۔ یعنی نیک صحبت سے اگر کامل نفع نہ ہو اتب بھی کچھ تو ضرور ہو جائے گا۔ اور بد صحبت سے اگر کامل ضرر نہ ہو اتب بھی کچھ تو ضرور ہو جائے گا۔ (یہ سب حدیثیں ترغیب سے لی گئی ہیں)

(۷) حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ کسی کی صحبت اختیار مت کرو۔ بجز ایمان والے کے۔

ف۔ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں' ایک یہ کہ کافر کی صحبت میں مت بیٹھو' دوسرا یہ کہ جس کا ایمان کامل نہ ہو اس کے پاس مت بیٹھو' پس پورا قابل صحبت وہ ہے جو مومن ہو' خصوص جو مومن کامل ہو یعنی دین کا پورا پابند ہو۔

(۸) حضرت ابو رزینؓ سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں جو اس دین کا (بڑا) مدار ہے۔ جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر سکتے ہو' ایک تو اہل ذکر کی مجالس کو مضبوط پکڑ لو (اور دوسرے جب تنہا ہوا کرو' جہاں تک ممکن ہو ذکر اللہ کے ساتھ زبان کو متحرک رکھو (اور تیسرے) اللہ ہی کے لیے محبت رکھو اور اللہ ہی کے لیے بغض رکھو۔ الخ۔

ف۔ یہ بات تجربہ سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ صحبت نیک جڑ ہے تمام دین کی۔ دین کی حقیقت' دین کی حلاوت' دین کی قوت کے جتنے ذریعے ہیں سب سے بڑھ کر ذریعہ ان چیزوں کا صحبت نیک ہے۔

(۹) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہؐ کے ساتھ تھا تو آپؐ نے فرمایا کہ جنت میں یاقوت کے ستون ہیں' ان پر زبرجد کے بالا خانے قائم ہیں' ان میں کھلے ہوئے دروازے ہیں جو تیز چمک دار ستارہ کی طرح چمکتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ان بالا خانوں میں کون رہے گا؟ آپؐ نے فرمایا: جو لوگ اللہ کے لیے (یعنی دین کے لیے) آپس میں محبت رکھتے ہیں اور جو لوگ اللہ کے لیے ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں جو اللہ کے لیے آپس میں ملاقات کرتے ہیں (یہ سب حدیثیں مشکوۃ سے لی گئی ہیں)۔

(۱۰) حضرت سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مشرکین کے ساتھ نہ سکونت کرو اور نہ ان کے ساتھ یکجائی کرو (یعنی ان کی مجلس میں مت بیٹھو)۔ جو شخص ان کے ساتھ سکونت کرے گا یا یکجائی کرے گا وہ انھی میں سے ہے۔(از جمع الفوائد) ان سب آیتوں اور حدیثوں سے مدعا کے ایک جزو کا ثابت ہونا ظاہر ہے۔ یعنی نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا' تاکہ ان سے اچھی باتیں سنیں اور اچھی خصلتیں سیکھیں۔ اب مدعا کا دوسرا جزو رہ گیا۔ یعنی جو نیک لوگ گذر گئے ہیں کتابوں سے ان کے اچھے حالات معلوم کرنا کہ اس سے بھی ویسے ہی فائدے حاصل ہوتے ہیں جیسے ان کے پاس بیٹھنے سے۔ آگے اس دوسرے جزو کا بیان کرتے ہیں۔

(۱۱) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے (مذکورہ) قصے (یعنی حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ اور حضرت ہود علیہ السلام کا اور حضرت صالح علیہ السلام کا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اور حضرت لوط علیہ السلام کا اور حضرت شعیب علیہ السلام کا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا) یہ سب قصے) آپ سے بیان کرتے ہیں' جن کے ذریعہ سے ہم آپ کے دل کو

تقویت دیتے ہیں۔

ف۔ یہ ایک فائدہ ہے نیکوں کے قصوں کے بیان کرنے کا کہ ان سے دل کو مضبوطی اور تسلی ہوتی ہے کہ جیسے وہ حق پر مضبوط رہے ہم کو بھی مضبوط رہنا چاہیے اور جس طرح اس مضبوطی کی برکت سے خدا تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی اسی طرح اس مضبوطی پر ہماری بھی مدد ہو گی۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا ہے کہ ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی (یہاں) دنیاوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں اور (وہاں) اس روز بھی (مدد کریں گے) جس میں گواہی دینے والے (فرشتے) کھڑے ہوں گے۔ مراد اس سے قیامت کا دن ہے اور وہاں کی مدد تو ظاہر ہے کہ حکم ماننے والے ظاہر میں بھی کامیاب ہوں گے اور بے حکمی کرنے والے ناکام ہوں گے' اور یہاں کی مدد کبھی تو اسی طرح کی ہوتی ہے اور کبھی دوسری طرح ہوتی ہے۔ وہ اس طرح کہ اول بے حکموں کو حکم ماننے والوں پر غلبہ ہو گیا۔ مگر من جانب اللہ کسی وقت ان سے بدلہ ضرور لیا گیا' چنانچہ تاریخ بھی اس کی گواہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

اور ان قصوں سے یوں بھی تسلی ہوتی ہے کہ جیسے دین پر مضبوط رہنے پر آخرت میں وہ بڑھے رہیں گے جس کی خبر کئی قصوں کے بعد اس ارشاد میں دی گئی ہے یقیناً نیک انجامی متقیوں ہی کے لیے ہے' اسی طرح ہم سے بھی بڑھے رہنے کا وعدہ ہے' چنانچہ ارشاد ہے کہ جو لوگ متقی ہیں ان کافروں سے اعلیٰ درجہ (کی حالت) میں ہوں گے۔ (سورہ بقرہ)

(۱۲) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص (ہمیشہ کے لیے) کوئی طریقہ اختیار کرنے والا ہو اس کو چاہیے کہ ان لوگوں کا طریقہ اختیار کرے جو گذر چکے ہیں۔ کیونکہ زندہ آدمی پر تو بچل جانے کا بھی شبہ ہے (اس لیے زندہ آدمی کا طریقہ

اسی وقت تک اختیار کیا جا سکتا ہے جب تک وہ راہ پر رہے) یہ لوگ (جن کا ہمیشہ کے لیے طریقہ لیا جا سکتا ہے) رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرامؓ ہیں (اور اس حدیث کے آخر میں ہے کہ) جہاں تک ہو سکے ان کے اخلاق و عادات کو سند بناؤ۔

ف۔ اور یہ ظاہر ہے کہ صحابہؓ کے اخلاق و عادات کا اختیار کرنا تب ہی ممکن ہے جب ان کے واقعات معلوم ہوں' تو ایسی کتابوں کا پڑھنا سننا ضرور ٹھہرا۔

(۱۳) جس طرح قرآن مجید میں حضرات انبیاء و علماء و اولیاء کے قصے بمصلحت ان کی پیروی کرنے کے مذکور ہیں (جو اس ارشاد میں مذکور ہے "فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ") اسی طرح حدیثوں میں بھی ان مقبولین کے قصے بکثرت مذکور ہیں' چنانچہ حدیث کی اکثر کتابوں میں کتاب القصص ایک مستقل حصہ قرار دیا گیا ہے' اس سے بھی ایسے قصوں کا مفید اور قابل اشتغال ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے بزرگوں نے ہمیشہ ایسے قصوں کی کتابیں لکھنے کا اہتمام رکھا ہے۔

اب میں ایسی چند کتابوں کے نام بتلاتا ہوں کہ ان کو پڑھا کریں یا سنا کریں۔ اگر سنانے والا عالم مل جائے تو سبحان اللہ ورنہ جو مل جائے۔ ۱۔ تاریخ حبیب الٰہ ۲۔ نشر الطیب ۳۔ مغازی الرسول ۴۔ قصص الانبیاء ۵۔ مجموعہ فتوح الشام والمصر والعجم ۶۔ فتوح العراق ۷۔ فتوحات بھنسیہ ۸۔ فردوس آسیہ ۹۔ حکایات الصالحین ۱۰۔ تذکرۃ الاولیاء ۱۱۔ انوار المحسنین ۱۲۔ نزہتہ البساتین ۱۳۔ امداد المشتاق ۱۴۔ نیک بیبیاں۔

روح ہشتم

جو شعر ہذا کا مصداق ہے

فُتُوْحٌ فِیْ فُتُوْحٍ فِیْ فُتُوْحٍ
وَ رُوْحٌ فَوْقَ رُوْحٍ فَوْقَ رُوْحٍ

رسول اللہ ﷺ کے اخلاق و عادات کو اپنے دل میں جمانا جس سے آپؐ کی محبت بھی بڑھے اور جس سے ان عادات کو اختیار کرنے کا بھی شوق ہو۔ اب چند آیتیں اور حدیثیں اس باب کی لکھتا ہوں۔

(۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور بے شک آپؐ اخلاق (حسنہ) کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔ (سورہ نون)۔ (۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے (اے لوگو!) تمھارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمھاری جنس (بشر) سے ہیں، جن کو تمھاری (سب کی) مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہیں۔ جو تمھاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں (بالخصوص) ایمان داروں کے ساتھ (تو) بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں (سورہ توبہ) (۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اس بات سے نبیؐ کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمھارا لحاظ کرتے ہیں (اور زبان سے نہیں فرماتے کہ اٹھ کر چلے جاؤ) اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتے۔ (سورہ احزاب)

ف۔ کیا انتہا ہے آپؐ کی مروت کی کہ اپنے غلاموں کو بھی یہ فرماتے ہوئے شرماتے تھے کہ اب اپنے کاموں میں لگو اور یہ لحاظ اپنے ذاتی معاملات میں تھا، اور احکام کی تبلیغ میں نہ تھا۔ یہ آیتیں تھیں۔ آگے حدیثیں ہیں:

(۱) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس برس خدمت کی، آپؐ نے کبھی مجھ کو اف بھی نہ کہا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ فلانا کام کیوں

کیا اور فلانا کام کیوں نہیں کیا۔ (بخاری و مسلم)

ف۔ ہر وقت کے خادم کو دس برس کے عرصہ تک ہوں سے ہاں نہ فرمانا' یہ معمولی بات نہیں۔ کیا اتنے عرصہ تک کوئی بات بھی خلاف مزاج لطیف نہ ہوئی ہو گی۔

(۲) ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے بڑھ کر خوش خلق تھے۔ آپؐ نے مجھ کو ایک دن کسی کام کے لیے بھیجا' میں نے کہا میں تو نہیں جاتا اور دل میں یہ تھا کہ جہاں حکم دیا ہے وہاں جاؤں گا (یہ بچپن کا اثر تھا) میں وہاں سے چلا تو بازار میں چند کھیلنے والے لڑکوں پر گذرا۔ اچانک رسول اللہ ﷺ نے پیچھے سے (آکر) گردن پکڑلی۔ میں نے آپؐ کو دیکھا تو آپؐ ہنس رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: تم تو جہاں میں نے کہا تھا جا رہے ہو۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں! یا رسول اللہؐ! میں جا رہا ہوں۔ (مسلم)

(۳) ان ہی سے روایت ہے کہ میں رسول ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور آپؐ کے بدن مبارک پر ایک نجران کا بنا ہوا موٹی کنی کا چادرہ تھا۔ آپؐ کو ایک بدوی ملا اور اس نے آپؐ کو چادرہ پکڑ کر بڑے زور سے کھینچا اور آپؐ اس کے سینے کے قریب جا پہنچے۔ پھر کہا: اے محمدؐ! میرے لیے بھی اللہ کے اس مال میں سے دینے کا حکم دو جو تمہارے پاس ہے۔ آپ نے اس کی طرف التفات فرمایا: پھر ہنسے' پھر اس کے لیے عطا فرمانے کا حکم دیا۔ (بخاری و مسلم)

(۴) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور اللہ ﷺ سے کبھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جس پر آپؐ نے یہ فرمایا ہو کہ نہیں دیتا (اگر ہوا دے دیا ورنہ اس وقت معذرت اور دوسرے وقت کے لیے وعدہ فرمالیا۔ (بخاری و مسلم)

(۵) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے

بکریاں مانگیں جو (آپؐ ہی کی تھیں اور دو پہاڑوں کے درمیان پھر رہی تھیں) آپؐ نے اس کو سب دے دیں' وہ اپنی قوم میں آیا اور کہنے لگا اے قوم مسلمان ہو جاؤ' واللہ محمد ﷺ خوب مال دیتے ہیں کہ خالی ہاتھ رہ جانے سے بھی اندیشہ نہیں کرتے۔(مسلم)

(۶) جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے جب کہ آپؐ مقام حنین سے واپس ہو رہے تھے' آپؐ کو بدوی لوگ لپٹ گئے اور آپؐ سے مانگ رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ کو ایک ببول کے درخت سے اڑا دیا اور آپؐ کا چادرہ بھی چھین لیا۔ آپؐ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: میرا چادرہ تو دے دو' اگر میرے پاس ان درختوں کی گنتی کے برابر بھی اونٹ ہوتے تو میں سب تم میں تقسیم کر دیتا' پھر تم مجھ کو نہ بخیل پاؤ گے' نہ جھوٹا' نہ تھوڑے دل کا۔(بخاری)

(۷) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز پڑھ چکتے' مدینہ (والوں) کے غلام اپنے برتن لاتے جن میں پانی ہوتا تھا سو جو برتن بھی پیش کرتے آپؐ (برکت) کے لیے اپنا دست مبارک ڈال دیتے بعض اوقات سردی کی صبح ہوتی تب بھی اپنا دست مبارک اس میں ڈال دیتے۔(مسلم)

(۸) ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سخت مزاج نہ تھے اور نہ کوسنا دینے والے تھے' کوئی بات عتاب کی ہوتی تو یوں فرماتے: فلانے شخص کو کیا ہو گیا' اس کی پیشانی کو خاک لگ جائے۔(جس سے کوئی تکلیف ہی نہیں۔ خصوص اگر سجدہ میں لگ جائے تب تو یہ دعا ہے نمازی ہونے کی' اور نماز میں خاصیت ہے بری باتوں سے روکنے کی' تو یہ اصلاح کی دعا ہوئی۔(بخاری)

(۹) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس قدر

شرمگیں تھے کہ کنواری لڑکی جیسے اپنے پردہ میں ہوتی ہے اس سے بھی زیادہ سو جب کوئی بات ناگوار دیکھتے تھے تو (شرم کے سبب زبان سے نہ فرماتے مگر) ہم لوگ اس کا اثر آپؐ کے چہرہ مبارک میں دیکھتے تھے۔(بخاری و مسلم)

(۱۰) اسودؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ گھر کے اندر کیا کام کرتے تھے۔ انھوں نے کہا کہ اپنے گھر والوں کے کام میں لگے رہتے تھے (جس کی کچھ مثالیں اگلی حدیث میں آتی ہیں) (بخاری)

(۱۱) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنا جوتہ گانٹھ لیتے تھے اور اپنا کپڑا سی لیتے تھے اور اپنے گھر میں ایسے ہی کام کر لیتے تھے جس طرح تم میں معمولی آدمی اپنے گھر میں کام کر لیتا ہے' اور حضرت عائشہؓ نے یہ بھی کہا کہ آپؐ منجملہ بشر کے ایک بشر تھے (گھر کے اندر مخدوم اور ممتاز ہو کر نہ رہتے تھے) اپنے کپڑے میں جوئیں دیکھ لیتے تھے (کہ شاید کسی کی چڑھ گئی ہو' کیونکہ آپؐ اس سے پاک تھے) اپنی بکری کا دودھ نکال لیتے تھے (یہ مثالیں ہیں گھر کے کام کی' کیوں کہ رواج میں یہ کام گھر والوں کے کرنے کے ہوتے ہیں) اور اپنا (ذاتی) کام بھی کر لیتے تھے۔ (ترمذی)

(۱۲) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں مارا اور نہ کسی عورت کو نہ کسی خادم کو' ہاں راہ خدا میں جہاد اس سے مستثنٰی ہے (مراد وہ مارنا ہے جیسے غصہ کے جوش میں عادت ہے) اور آپؐ کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی گئی۔ جس میں آپؐ نے اس تکلیف پہنچانے والے سے انتقام لیا ہو' البتہ اگر کوئی شخص اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کا ارتکاب کرتا تو اس وقت آپؐ اللہ کے لیے اس سے انتقام لیتے تھے (مسلم)

(۱۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں آٹھ برس کا تھا اس وقت سے آپؐ کی خدمت میں آگیا تھا' اور دس برس تک میں نے آپؐ کی خدمت کی۔ میرے ہاتھوں کوئی نقصان بھی ہو گیا تو آپؐ نے کبھی ملامت نہیں کی۔ اگر آپؐ کے گھر والوں میں سے کسی نے ملامت بھی کی تو آپؐ فرماتے جانے دو' اگر کوئی دوسری بات مقدر ہوتی تو وہی ہوتی۔۔۔

(۱۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہؐ کا حال بیان کرتے تھے کہ آپؐ مریض کی بیمار پرسی کرتے تھے اور جنازہ کے ساتھ جاتے تھے۔ (ابن ماجہ و بیہقی)۔

(۱۵) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ جب کسی شخص سے مصافحہ فرماتے تو آپؐ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں سے خود نہ نکالتے تھے یہاں تک کہ وہی اپنا ہاتھ نکال لیتا تھا اور نہ اپنا منہ اس کے منہ کی طرف سے پھیرتے تھے یہاں تک کہ وہی اپنا منہ آپؐ کی طرف سے پھیر لیتا تھا اور آپؐ کبھی اپنے پاس بیٹھنے والے کے سامنے اپنے زانو کو بڑھائے ہوئے نہیں دیکھے گئے (بلکہ صف میں سب کی برابر بیٹھتے تھے۔ ایک مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ زانو سے مراد پاؤں ہو' یعنی آپؐ کسی کی طرف پاؤں نہ پھیلاتے تھے۔ (ترمذی)

(۱۶و۱۷) شمائل ترمذی باب تواضع و باب خلق میں دو لمبی حدیثیں ہیں' ان میں سے بعضے جملے نقل کرتا ہوں: حضرت حسینؓ اپنے والد حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ جب اپنے مکان پر تشریف لے جاتے تو مکان میں رہنے کے وقت کو تین حصوں پر تقسیم فرماتے۔ ایک حصہ اللہ عزوجل (کی عبادت) کے لیے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے (حقوق ادا کرنے کے) لیے اور ایک حصہ اپنی ذات خاص کے لیے۔ پھر اپنے خاص حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان اس

طرح پر تقسیم فرماتے کہ اس حصہ (کے برکات) کو اپنے خاص اصحاب کے ذریعہ سے عام لوگوں تک پہنچاتے (یعنی اس حصہ میں خاص حضرات کو استفادہ کے لیے اجازت تھی، پھر وہ عام لوگوں تک ان علوم کو پہنچاتے) اور اس مذکورہ حصہ امت میں آپؐ کی عادت یہ تھی کہ اہل فضل (یعنی اہل علم و عمل) کو (حاضری کی) اجازت دینے میں دوسروں پر ترجیح دیتے تھے۔ اور ا ، وقت کو ان پر بقدر ان کی دینی فضیلت کے تقسیم کرتے تھے۔ کیونکہ کسی کو ایک ضرورت ہوئی، کسی کو دو ضرورتیں ہوئیں آپ (اسی نسبت سے ان کے ساتھ مشغول ہوتے اور ان کو بھی ایسے کام میں مشغول کرتے جس میں ان کی اور امت کی مصلحت ہو، جیسے مسئلہ پوچھنا اور مناسب حالات کی اطلاع دینا اور آپؐ کے سب طالب ہو کر آتے اور (علاوہ علمی فوائد کے کچھ کھا پی کر واپس جاتے اور دین کے ہادی بن کر نکلتے (یہ رنگ تھا مجلس خاص کا) پھر میں نے اپنے باپ سے آپؐ کے باہر تشریف لانے کی بابت پوچھا (انھوں نے اس کی تفصیل بیان کی، جس کو میں انھی کی دوسری حدیث سے نقل کرتا ہوں)۔

حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہر وقت کشادہ و نرم خو، نرم مزاج تھے۔ آپؐ کے سامنے لوگ آپس میں جھگڑتے نہ تھے اور جب آپؐ کے رو برو کوئی بات کرتا اس کے فارغ ہونے تک آپؐ خاموش رہتے اور آپؐ پردیسی آدمی کی گفتگو اور سوال میں بے تمیزی کرنے پر تحمل فرماتے تھے اور کسی کی بات نہیں کاٹتے تھے یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا تب اس کو کاٹ دیتے۔ خواہ منع فرما کر یا اٹھ کر چلے جانے سے۔ (یہ رنگ تھا مجلس عام کا) یہ برتاؤ تو اپنے تعلق والوں سے تھا اور مخالفین کے ساتھ جو برتاؤ تھا اس کا بھی کچھ بیان کرتا ہوں۔

(۱۸) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ (کسی موقع پر آپؐ سے) عرض کیا

گیا یا رسول اللہ ﷺ! مشرکین پر بددعا کیجیے۔ آپؐ نے فرمایا: میں کوسنے والا کر کے نہیں بھیجا گیا' میں تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (مسلم)

ف۔ اس لیے آپؐ کی عادت دشمنوں کے لیے بھی دعائے خیر ہی کرنے کی تھی۔ اور کبھی کبھار اپنے مالک حقیقی سے فریاد کے طور پر کچھ کہہ دینا کہ ان کی شرارت سے آپ کی حفاظت فرمائے یہ اور بات ہے۔

(۱۹) حضرت عائشہؓ سے ایک لمبا قصہ طائف کا منقول ہے' جس میں آپؐ کو کفار کے ہاتھ سے اس قدر اذیت پہنچی جس کو آپؐ نے جنگ احد کی تکلیف سے بھی زیادہ سخت فرمایا ہے۔ اس وقت جبریل علیہ السلام نے آپؐ کو پہاڑوں کے فرشتہ سے ملایا' اور اس نے آپؐ کو سلام کیا اور عرض کیا: اے محمدؐ! میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں' اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپؐ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپؐ مجھ کو حکم دیں' اگر آپؐ چاہیں تو میں دونوں پہاڑوں کو ان لوگوں پر لا ملاؤں (جس میں یہ سب پس جائیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں' بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ (شاید) اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کر دے جو صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔

ف۔ دیکھیے اگر اس وقت ہاتھ سے بدلہ لینے کا موقع نہ تھا تو زبان سے کہنا تو آسان تھا۔ خصوص جب آپؐ کو یہ بھی یقین دلایا گیا کہ زبان ہلاتے ہی سب تہس نہس کر دیے جائیں گے۔ مگر آپؐ نے پھر بھی شفقت ہی سے کام لیا۔ یہ برتاؤ ان مخالفین سے تھا جو آپؐ کے مدمقابل تھے۔ بعضے مخالفین آپ کی رعایا تھے جن پر باضابطہ بھی قدرت تھی' ان کے ساتھ بھی برتاؤ سنیے۔

(۲۰) حضرت علیؓ سے ایک لمبا قصہ منقول ہے جس میں کسی یہودی کا جو کہ مسلمانوں کی رعیت ہو کر مدینہ میں آباد تھے' حضرت ﷺ کے ذمے کچھ قرض تھا

اور اس نے ایک بار آپؐ کو اس قدر تنگ کیا کہ ظہر سے اگلے دن صبح تک آپؐ کو مسجد سے گھر بھی نہیں جانے دیا۔ لوگوں کے دھمکانے پر آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو معاہد اور غیر معاہد پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی قصہ میں ہے کہ جب دن چڑھا تو یہودی نے کہا: اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد انک رسول اللہ اور یہ بھی کہا کہ میں نے تو یہ سب کچھ اس لیے کیا تھا کہ آپ کی صفت جو توراۃ میں ہے کہ محمدؐ عبداللہ کے بیٹے ہیں' آپ کی پیدائش مکہ میں ہے اور ہجرت کا مقام مدینہ ہے' اور سلطنت شام میں ہو گی (چنانچہ بعد میں ہوئی) اور آپ نہ سخت خو ہیں' نہ درشت مزاج ہیں' نہ بازاروں میں شور و غل کرنے والے ہیں اور نہ بے حیائی کا کام' نہ بے حیائی کی بات آپؐ کی وضع ہے۔ مجھ کو اس کا دیکھنا تھا (کہ دیکھوں کہ آپؐ وہی ہیں یا نہیں سو دیکھ لیا' آپؐ وہی ہیں۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد انک رسول اللہ الخ۔ (بیہقی)

مشورہ۔ اگر ان ہی تھوڑی سی حدیثوں کو روز مرہ ایک ہی بار پڑھ لیا کریں یا سن لیا کریں تو پھر دیکھ لو گے تم کیسی جلدی کیسے اچھے ہو جاؤ گے۔

روح نہم

بھائی مسلمانوں کے حقوق کا خاص خیال رکھ کر ادا کرنا

آیت۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ ایمان والے (سب آپس میں ایک دوسرے کے) بھائی بھائی ہیں۔ (آگے فرماتے ہیں کہ) اے ایمان والو! نہ مردوں کو مردوں پر

ہنسنا چاہیے (آگے ارشاد ہے) اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے (یعنی جس سے دوسرے کی تحقیر ہو' آگے فرماتے ہیں اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو' نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔ (آگے فرماتے ہیں کہ) اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو' کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں اور (کسی کے عیب کا) سراغ مت لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے۔

احادیث۔ (۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو (بلاوجہ) برا بھلا کہنا بڑا گناہ ہے اور اس سے (بلاوجہ) لڑنا (قریب کفر کے) ہے۔(بخاری و مسلم)

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص (لوگوں کے عیوب پر نظر کر کے اور اپنے کو عیوب سے بری سمجھ کر بطور شکایت کے) یوں کہے کہ لوگ برباد ہو گئے تو یہ شخص سب سے زیادہ برباد ہونے والا ہے (کہ مسلمانوں کو حقیر سمجھتا ہے)۔(مسلم)

(۳) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ چغل خور (قانوناً بدون سزا جنت میں نہ جائے گا------(بخاری و مسلم)۔ (۴) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ قیامت کے روز سب سے بدتر (حالت میں) اس شخص کو پاؤ گے جو دورویہ ہو یعنی ایسا ہو کہ ان کے منہ پر ان جیسا ان کے منہ پر ان جیسا----(بخاری و مسلم)

(۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو غیبت کیا چیز ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ خوب جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: (غیبت یہ ہے کہ) اپنے بھائی (مسلمان) کا ایسے طور پر ذکر کرنا کہ (اگر اس کو خبر ہو تو) اس کو ناگوار ہو۔ عرض کیا گیا کہ یہ بتلایئے اگر

میرے (اس) بھائی میں وہ بات ہو جو میں کہتا ہوں (یعنی اگر میں سچی برائی کرتا ہوں) آپؐ نے فرمایا: اگر اس میں وہ بات ہے جو تو کہتا ہے تب تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ بات نہیں ہے جو تو کہتا ہے تو تو نے اس پر بہتان باندھا۔ (مسلم)

(۶) سفیان بن اسد حضرمیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ بہت بڑی خیانت کی بات ہے کہ تو اپنے بھائی (مسلمان) کو کوئی ایسی بات کہے کہ وہ اس میں تجھ کو سچا سمجھ رہا ہے اور تو اس میں جھوٹ کہہ رہا ہے۔ (ابوداؤد)

(۷) حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کو کسی گناہ سے عار دلائے اس کو موت نہ آئے گی جب تک کہ خود اس گناہ کو نہ کرے گا (یعنی عار دلانے کا یہ وبال ہے' اگر کسی خاص وجہ سے ظہور نہ ہوا اور بات ہے۔ اور خیر خواہی سے نصیحت کرنے کا کچھ ڈر نہیں۔ (ترمذی)

(۸) حضرت واثلہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) کی (کسی دنیوی یا دینی بری) حالت پر خوشی مت ظاہر کر' کبھی اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمادے اور تجھ کو مبتلا کر دے۔ (ترمذی)

(۹) عبدالرحمٰن بن غنمؓ اور اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندگان خدا میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو چغلیاں پہنچاتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلواتے ہیں الخ۔ (احمد و بیہقی)

(۱۰) حضرت ابن عباسؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے نہ (خواہ مخواہ) بحث کیا کر' اور نہ اس سے (ایسی) دل لگی کر (جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ کوئی اس سے ایسا وعدہ کر جس کو تو پورا نہ

کرے۔(ترمذی)

ف۔ البتہ اگر کسی عذر کے سبب پورا نہ کر سکے تو معذور ہے' چنانچہ (زید بن ارقمؓ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس وقت پورا کرنے کی نیت تھی' مگر پورا نہیں کر سکا۔ اور (اگر آنے کا وعدہ تھا تو) وقت پر نہ آسکا (اس کا یہی مطلب ہے کہ کسی عذر کے سبب ایسا ہو گیا) تو اس پر گناہ نہ ہو گا۔ (ابوداؤد و ترمذی)

(۱۱) عیاض مجاشعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی ہے کہ سب آدمی تواضع اختیار کرو' یہاں تک کہ کوئی کسی پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے (کیونکہ فخر اور ظلم تکبر ہی سے ہوتا ہے (مسلم)

(۱۲) حضرت جریرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری و مسلم)

(۱۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بیوہ اور غریبوں کے کاموں میں سعی کرے وہ (ثواب میں) اسی شخص کے مثل ہے جو جہاد میں سعی کرے۔ (بخاری و مسلم)

(۱۴) حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اور وہ شخص جو کسی یتیم کو اپنے ذمے رکھ لے' خواہ وہ یتیم اس کا (کچھ لگتا) ہو اور خواہ وہ غیر کا ہو' ہم دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپؐ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں میں تھوڑا سا فرق بھی کر دیا (کیونکہ نبی اور غیر نبی میں فرق تو ضروری ہے' مگر حضور ﷺ کے ساتھ جنت

میں رہنا کیا تھوڑی بات ہے۔ (بخاری)

(۱۵) نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم مسلمانوں کو باہمی ہمدردی اور باہمی محبت اور باہمی شفقت میں ایسا دیکھو گے جیسے (جاندار) بدن ہوتا ہے کہ جب اس کے ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو تمام بدن بدخوابی اور بیماری میں اس کا ساتھ دیتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۱۶) حضرت ابو موسیٰؓ نبیؐ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپؐ کے پاس کوئی سائل یا کوئی صاحب حاجت آتا تو آپؐ (صحابہؓ سے) فرماتے کہ تم سفارش کر دیا کرو تم کو ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ کی زبان پر جو چاہے حکم دے (یعنی میری زبان سے وہی نکلے گا جو اللہ تعالیٰ کو دلوانا ہو گا۔ مگر تم کو مفت ثواب مل جائے گا' اور یہ اس وقت ہے جب جس سے سفارش کی جائے اس کو گرانی نہ ہو جیسا کہ یہاں حضور ﷺ نے خود فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

(۱۷) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اپنے بھائی (مسلمان) کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو خواہ مظلوم ہو۔ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مظلوم ہونے کی حالت میں تو مدد کر دوں' مگر ظالم ہونے کی حالت میں کیسے مدد کروں؟ آپؐ نے فرمایا: اس کو ظلم سے روک دے' یہی تمھاری مدد کرنا ہے اس ظالم کی۔ (بخاری و مسلم)

(۱۸) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے' نہ اس پر ظلم کرے اور نہ کسی مصیبت میں اس کا ساتھ چھوڑے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت میں رہتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی کوئی سختی دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کی سختیوں میں سے اس کی سختی دور کرے گا' اور جو شخص کسی مسلمان کی

پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ (بخاری و مسلم)

(۱۹) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں یہ فرمایا: آدمی کے لیے یہ شر کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر سمجھے (یعنی اگر کسی میں یہ بات ہو اور کوئی شر کی بات نہ ہو تب بھی اس میں شر کی کمی نہیں) مسلمان کی ساری چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں' اس کی جان اور اس کا مال اور اس کی آبرو (یعنی نہ اس کی جان کو تکلیف دینا جائز نہ اس کے مال کا نقصان کرنا اور نہ اس کی آبرو کو کوئی صدمہ پہنچانا۔ مثلاً اس کا عیب کھولنا' اس کی غیبت کرنا وغیرہ۔ (مسلم)

(۲۰) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کوئی بندہ (پورا) ایماندار نہیں بنتا' یہاں تک کہ اپنے بھائی (مسلمان) کے لیے وہی بات پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۲۱) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کا پڑوسی اس کے خطرات سے مطمئن نہ ہو (یعنی اس سے اندیشہ ضرر کا لگا رہے۔ (مسلم)

(۲۲) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص ہماری جماعت سے خارج رہے جو ہمارے کم عمر پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑی عمر والے کی عزت نہ کرے اور نیک کام کی نصیحت نہ کرے' اور برے کام سے منع نہ کرے (کیونکہ یہ بھی مسلمان کا حق ہے کہ موقع پر اس کو دین کی باتیں بتلا دیا کرے' مگر نرمی اور تہذیب سے۔ (ترمذی)

(۲۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت ہوتی ہو اور وہ اس کی حمایت پر قادر ہو اور اس کی حمایت کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی حمایت فرمائے گا۔ اور اگر اس کی حمایت نہ کی، حالانکہ اس کی حمایت پر قادر تھا تو دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ اس پر گرفت فرمائے گا۔ (شرح سنہ)

(۲۴) عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص (کسی کا) کوئی عیب دیکھے، پھر اس کو چھپالے (یعنی دوسروں پر ظاہر نہ کرے) تو وہ (ثواب میں) ایسا ہو گا جیسے کسی نے زندہ درگور لڑکی کی جان بچالی (کہ قبر سے اس کو زندہ نکال لیا۔ احمد و ترمذی)

(۲۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تم میں ہر ایک شخص اپنے بھائی کا آئینہ ہے پس اگر اس (اپنے بھائی) میں کوئی گندی بات دیکھے تو اس سے (اس طرح) دور کردے (جیسے آئینہ داغ دھبہ چہرہ کا اس طرح صاف کردیتا ہے کہ صرف عیب والے پر تو ظاہر کردیتا ہے اور کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اسی طرح اس شخص کو چاہیے کہ اس کے عیب کی خفیہ طور پر اصلاح کردے، فضیحت نہ کرے۔ (ترمذی)

(۲۶) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ لوگوں کو ان کے مرتبہ پر رکھو (یعنی ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے موافق برتاؤ کرو، سب کو ایک لکڑی سے مت ہانکو۔ (ابوداؤد)

(۲۷) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرماتے تھے وہ شخص (پورا) ایماندار نہیں جو خود اپنا پیٹ بھرلے اور اس کا پڑوسی اس کے برابر میں بھوکا رہے۔ (بیہقی)

(۲۸) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ مومن الفت (اور لگاؤ) کا محل (اور خانہ) ہے اور اس شخص میں خیر نہیں جو کسی سے نہ خود الفت رکھے اور نہ اس سے کوئی الفت رکھے (یعنی سب سے روکھا اور الگ رہے) کسی سے میل ہی نہ ہو (باقی دین کی حفاظت کے لیے کسی سے تعلق نہ رکھنا یا کم رکھنا وہ اس سے مستثنیٰ ہے)۔ (احمد و بیہقی)

(۲۹) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جو شخص میری امت میں سے کسی کی حاجت پوری کرے' صرف اس نیت سے کہ اس کو مسرور (اور خوش) کرے سو اس شخص نے مجھ کو مسرور کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو مسرور کیا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ (بیہقی)

(۳۰) نیز حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی پریشان حال آدمی کی امداد کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے تہتر ۷۳ مغفرت لکھے گا جن میں ایک مغفرت تو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کے لیے کافی (ہے) اور بہتر ۷۲ مغفرت قیامت کے دن اس کے لیے درجات ہو جائیں گے (بیہقی)

(۳۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس وقت کوئی مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے یا ویسے ہی ملاقات کے لیے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو بھی پاکیزہ ہے اور تیرا چلنا بھی پاکیزہ ہے' تو نے جنت میں اپنا مقام بنالیا ہے۔ (ترمذی)

(۳۲) حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ کسی شخص کے لیے یہ بات حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کر دے' اس طرح سے کہ دونوں ملیں اور یہ ادھر کو منہ پھیر لے اور وہ ادھر کو منہ پھیر لے اور ان دونوں میں اچھا وہ شخص ہے جو پہلے سلام کر

لے۔(بخاری و مسلم)

(۳۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اپنے کو بدگمانی سے بچاؤ کہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے اور کسی کی مخفی حالت کی کرید مت کرو' نہ اچھی حالت کی اور نہ بری حالت کی' اور نہ دھوکہ دینے کو کسی چیز کے دام بڑھاؤ' اور نہ آپس میں حسد کرو نہ بغض رکھو اور نہ پیٹھ پیچھے غیبت کرو۔ اور اے اللہ کے بندو! سب بھائی بھائی ہو کر رہو اور ایک روایت میں ہے: نہ ایک دوسرے پر رشک کرو۔(بخاری و مسلم)

(۳۴) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ مسلمان کے حقوق مسلمان پر چھ ہیں۔(اس وقت انھی چھ کے ذکر کا موقع تھا) عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: (۱) جب اس سے ملنا ہو' اس کو سلام کرو' اور (۲) جب وہ تجھ کو بلائے تو قبول کرو' اور (۳) جب تجھ سے خیر خواہی چاہے اس کی خیر خواہی کر' اور (۴) جب چھینک لے اور الحمدللہ کہے تو یرحمک اللہ کہہ' اور (۵) جب بیمار ہو جائے' اس کی عیادت کر' اور (۶) جب مر جائے اس کے جنازہ کے ساتھ جا۔(مسلم)۔۔۔۔

(۳۵) حضرت صدیق اکبرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص ملعون ہے جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچائے یا اس کے ساتھ فریب کرے۔ (ترمذی)۔(یہ سب حدیثیں مشکوۃ میں ہیں)

یہ تو عام مسلمانوں کے کثیر الوقوع حقوق ہیں اور خاص اسباب سے اور خاص حالات سے خاص حقوق بھی ہیں جن کو میں نے بقدر ضرورت رسالہ حقوق الاسلام میں لکھ دیا ہے۔ سب کے ادا کی خوب کوشش رکھو' کیونکہ اس میں بہت بے پروائی ہو رہی ہے' اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔(آمین!)

روح دہم

اپنی جان کے حقوق ادا کرنا

جس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری جان بھی اللہ تعالیٰ کی ملک ہے جو ہم کو بطور امانت کے دے رکھی ہے۔ اس لیے اس کے حکم کے موافق اس کی حفاظت ہمارے ذمے ہے اور اس کی حفاظت ایک یہ ہے کہ اس کی صحت کی حفاظت کرے۔ دوسرے اس کی قوت کی حفاظت کرے۔ تیسرے اس کی جمعیت کی حفاظت کرے۔ یعنی اپنے اختیار سے ایسا کوئی کام نہ کرے جس میں جان میں پریشانی پیدا ہو جائے کیونکہ ان چیزوں میں خلل آ جانے سے دین کے کاموں کی ہمت نہیں رہتی نیز دوسرے حاجت مندوں کی خدمت اور امداد نہیں کر سکتا۔ نیز کبھی ناشکری اور بے صبری سے ایمان کھو بیٹھتا ہے۔ اس بارے میں چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں:۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول نعمتوں کے شمار میں ارشاد فرمایا: جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھ کو شفا دیتا ہے۔ (شعراء)

ف۔ اس سے صحت کا مطلوب ہونا صاف معلوم ہوتا ہے۔

(۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور ان (دشمنوں) کے لیے جس قدر تم سے ہو سکے قوت تیار رکھو۔ (انفال)۔ **ف۔** اس میں قوت کی حفاظت کا صاف حکم ہے۔ مسلم میں عقبہ بن عامرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کی تفسیر تیر اندازی کے ساتھ منقول ہے اور اس کو قوت اس لیے فرمایا کہ اس سے دین اور دل بھی اندر سے مضبوط ہو جاتا ہے' اور اس میں دوڑنا بھاگنا جو پڑتا ہے تو بدن میں

بھی مضبوطی ہوتی ہے۔ اور یہ اس زمانہ کا ہتھیار تھا۔ اس زمانہ میں جو ہتھیار ہیں وہ تیر کے حکم میں ہیں اور مضمون کا بقیہ حدیث نمبر ۱۳ کے ذیل میں آئے گا۔

(۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور (مال) کو بے موقع مت اڑانا۔

ف۔ مال کی تنگی سے جان میں پریشانی ہوتی ہے۔ اس پریشانی سے بچنے کا حکم دیا گیا' اور جن امور سے اس سے بھی زیادہ پریشانی ہو جائے ان سے بچنے کا تو اور زیادہ حکم ہو گا۔ اس سے جمعیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا۔ آگے حدیثیں ہیں:

(۱) عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (شب بیداری اور نفل روزہ میں زیادتی کی ممانعت میں) فرمایا کہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔ (بخاری و مسلم)

ف۔ مطلب یہ ہے کہ زیادہ محنت کرنے سے اور زیادہ جاگنے سے صحت خراب ہو جائے گی اور آنکھیں آشوب کر آئیں گی۔

(۲) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان کے بارے میں کثرت سے لوگ ٹوٹے میں رہتے ہیں (یعنی ان سے کام نہیں لیتے جن سے دینی نفع ہو' ایک صحت' دوسری بے فکری)۔ (بخاری)

ف۔ اس سے صحت اور بے فکری کا ایسی نعمت ہونا معلوم ہوا کہ ان سے دین میں مدد اور بے فکری اس وقت ہوتی ہے کہ کافی مال پاس ہو اور کوئی پریشانی بھی نہ ہو تو اس سے افلاس اور پریشانی سے بچے رہنے کی کوشش کرنے کا مطلوب ہونا بھی معلوم ہوا۔

(۳) عمرو بن میمون اودی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں (کے آنے) سے پہلے غنیمت سمجھو۔ (اور ان کو دین کے کاموں کا ذریعہ بنالو) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے

(غنیمت سمجھو) اور صحت کو بیماری سے پہلے اور مال داری کو افلاس سے پہلے' اور بے فکری کو پریشانی سے پہلے اور زندگی کو مرنے سے پہلے۔(ترمذی)

ف۔ معلوم ہوا کہ جوانی میں جو صحت و قوت ہوتی ہے وہ' اور بے فکری کی زندگی اور مالی گنجائش بڑی نعمتیں ہیں۔

(۴) عبید اللہ بن محصنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص تم میں اس حالت میں صبح کرے کہ اپنی جان میں (پریشانی سے) امن میں ہو اور اپنے بدن میں (بیماری سے) عافیت میں ہو' اور اس کے پاس اس دن کے کھانے کا ہو (جس سے بھوکا رہنے کا اندیشہ نہ ہو) تو یوں سمجھو کہ اس کے لیے ساری دنیا سمیٹ کر دے دی گئی۔(ترمذی)

ف۔ اس سے بھی صحت اور امن و عافیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا۔

(۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جو شخص حلال دنیا کو اس لیے طلب کرلے کہ مانگنے سے بچا رہے اور اپنے اہل و عیال کے (ادائے حقوق کے لیے) کمایا کرے اور اپنے پڑوسی پر توجہ رکھے تو اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن ایسی حالت میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند جیسا ہوگا الخ۔(بیہقی و ابو نعیم)

ف۔ معلوم ہوا کہ کسب مال بقدر ضرورت دین بچانے کے لیے اور ادائے حقوق کے لیے بڑی فضیلت ہے' اس سے جمعیت کا مطلوب ہونا معلوم ہوا۔

(۶) حضرت ابو ذرؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ دنیا کی بے رغبتی (جس کا کہ حکم ہے) نہ حلال کو حرام کرنے سے ہے اور نہ مال کے ضائع کرنے سے الخ۔(ترمذی و ابن ماجہ)

ف۔ اس میں صاف برائی ہے مال کے برباد کرنے کی۔ کیوں کہ اس سے

جمیعت جاتی رہتی ہے۔

(۷) حضرت ابو درداؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں چیزیں اتار دیں اور ہر بیماری کے لیے دوا بھی بنائی، سو تم دوا کیا کرو اور حرام چیز سے دوامت کرو۔ (ابو داؤد)

ف۔ اس میں صاف حکم ہے تحصیل صحت کا۔

(۸) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ معدہ بدن کا حوض ہے اور رگیں اس کے پاس (غذا حاصل کرنے) آتی ہیں، سو اگر معدہ درست ہوا تو وہ رگیں صحت لے کر جاتی ہیں اور اگر معدہ خراب ہوا تو وہ رگیں بیماری لے کر جاتی ہیں۔ (شعب الایمان و بیہقی)

ف۔ اس میں معدہ کی خاص رعایت کا ارشاد ہے۔

(۹) ام منذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک موقع پر) حضرت علیؓ سے فرمایا: یہ (کھجور) مت کھاؤ، تم کو نقاہت ہے پھر میں نے چقندر اور جو تیار کیا۔ آپؐ نے فرمایا: اے علیؓ اس میں سے لو یہ تمہارے موافق ہے (احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

ف۔ اس حدیث سے بد پرہیزی کی ممانعت معلوم ہوئی کہ مضر صحت ہے۔

(۱۰) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرماتے تھے۔ اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں بھوک سے، وہ بھوک برا ہمخواب ہے۔ الخ (ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ)

ف۔ مرقاۃ میں طیبی سے پناہ مانگنے کا سبب نقل کیا ہے کہ اس سے قویٰ ضعیف ہو جاتے ہیں اور دماغ پریشان ہو جاتا ہے، اور اس سے صحت و قوت و جمعیت کا مطلوب ہونا ثابت ہوا کیونکہ زیادہ بھوک سے یہ سب فوت ہو جاتے ہیں

اور بھوک کی جو فضیلت آئی ہے وہ ایسی ہے جیسے بیماری کی فضیلت آئی ہے' اس سے بھوک اور بیماری کا مطلوب التحصیل ہونا لازم نہیں آتا۔

(۱۱) عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ تیر اندازی بھی کیا کرو اور سواری بھی کیا کرو الخ (ترمذی و ابن ماجہ و ابوداؤد و دارمی)

ف۔ سواری سیکھنا بھی ایک ورزش ہے جس سے قوت بڑھتی ہے۔

(۱۲) ان ہی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جس نے تیر اندازی سیکھی' پھر چھوڑ دی وہ ہم میں سے نہیں یا یوں فرمایا کہ اس نے نافرمانی کی۔ (مسلم)

ف۔ اس سے کس قدر تاکید معلوم ہوتی ہے قوت کی حفاظت کی' اور اس کے قوت ہونے کا بیان آیت ۲ کے ذیل میں گذر چکا ہے' اور ان دو حدیثوں کے اس مضمون کا بقیہ اگلی حدیث کے ذیل میں آتا ہے۔

(۱۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ قوت والا مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم قوت والے مومن سے بہتر اور زیادہ پیارا ہے اور یوں سب میں خوبی ہے۔ الخ (مسلم)

ف۔ جب قوت اللہ کے نزدیک ایسی پیاری چیز ہے تو اس کو باقی رکھنا اور بڑھانا اور جو چیزیں قوت کم کرنے والی ہیں ان سے احتیاط رکھنا' یہ سب مطلوب ہو گا۔ اس میں غذا کا بہت کم کر دینا' نیند کا بہت کم کر دینا' ہمبستری میں حد قوت سے آگے زیادتی کرنا' ایسی چیز کھانا جس سے بیماری ہو جائے یا بد پرہیزی کرنا' جس سے بیماری بڑھ جائے یا جلدی نہ جائے' یہ سب داخل ہو گیا' ان سے بچنا چاہیے اسی طرح قوت بڑھانے میں ورزش کرنا' دوڑنا' پیادہ چلنے کی عادت کرنا' جن اسلحہ کی

قانون سے اجازت ہے' یا اجازت حاصل ہو سکتی ہے ان کی مشق کرنا' یہ سب داخل ہے مگر حد شرع و حد قانون سے باہر نہ ہونا چاہیے' کیونکہ اس سے جمعیت و راحت جو کہ شرعاً مطلوب ہے برباد ہوتی ہے۔

(۱۴) عمرو بن شعیبؒ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار قافلہ ہے۔ (مالک و ترمذی و ابوداؤد و نسائی)

ف۔ یہ اس وقت تھا جب کہ اکے دکے کو دشمن کا خطرہ تھا اس سے ثابت ہے کہ اپنی حفاظت کا سامان ضروری ہے۔

(۱۵) ابو ثعلبہ خشنیؓ سے روایت ہے کہ لوگ جب کسی منزل میں اترتے تو گھاٹیوں میں اور نشیب میدانوں میں متفرق ہو جاتے' رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارا گھاٹیوں اور نشیب میدانوں میں متفرق ہو جانا' شیطان کی طرف سے ہے (اس لیے کہ اگر کسی پر آفت آئے تو دوسروں کو خبر بھی نہ ہو) سو اس کے بعد جس منزل پر اترتے ایک دوسرے سے اس طرح مل جاتے کہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ اگر ان سب پر ایک کپڑا بچھا دیا جائے' تو سب پر آ جائے۔ (ابوداؤد)

ف۔ اس سے بھی اپنی احتیاط اور حفاظت کی تاکید ثابت ہوتی ہے۔

(۱۶) ابوالسائب حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک اجازت لینے والے سے) فرمایا کہ اپنا ہتھیار ساتھ لے لو! مجھ کو بنی قریظہ سے (جو کہ یہودی اور دشمن تھے) اندیشہ ہے' چنانچہ اس شخص نے ہتھیار لے لیا اور گھر کو چلا۔ لانبی حدیث ہے۔ (مسلم)

ف۔ جس موقع پر دشمنوں سے ایسا اندیشہ ہو' اپنی حفاظت کے لیے جائز ہتھیار اپنے ساتھ رکھنے کا اس سے ثبوت ملتا ہے۔

(۱۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے ہم لوگ بدر کے دن تین تین آدمی ایک ایک اونٹ پر تھے اور ابولبابہؓ اور حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کے شریک سواری تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے چلنے کی باری آتی تو وہ دونوں عرض کرتے کہ ہم آپؐ کی طرف سے پیادہ چلیں گے۔ آپؐ فرماتے تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں ہو اور میں تم سے زیادہ ثواب سے بے نیاز نہیں ہوں (یعنی پیادہ چلنے میں جو ثواب ہے اس کی مجھ کو بھی حاجت ہے (شرح سنہ)

ف۔ اس سے ثابت ہوا کہ پیادہ چلنے کی بھی عادت رکھے' زیادہ آرام طلب نہ ہو۔

(۱۸) حضرت فضالہؓ بن عبید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو زیادہ آرام طلبی سے منع فرماتے تھے اور ہم کو حکم دیتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی چلا کریں۔(ابوداؤد)

ف۔ اس میں بھی وہی بات ہے جو اس سے پہلی حدیث میں تھی اور ننگے پاؤں چلنا اس سے زیادہ۔

(۱۹) ابن ابی حدردؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تنگی سے گزر کرو اور موٹا چلن رکھو اور ننگے پاؤں چلا کرو۔(جمع الفوائد از کبیر و اوسط)

ف۔ اس میں کئی مصلحتیں ہیں: مضبوطی و جفاکشی و آزادی۔

(۲۰) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن کو لائق نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ! اس سے کیا مراد ہے۔ فرمایا: نفس کو ذلیل کرنا یہ ہے کہ جس بلا کو سہار نہ سکے اس کا سامنا کرے۔(تیسیر از ترمذی)

ف۔ وجہ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے پریشانی بڑھتی ہے' اس میں تمام وہ کام

آگئے جو اپنے قابو کے نہ ہوں' بلکہ اگر کسی مخالف کی طرف سے شورش ظاہر ہو تو حکام کے ذریعہ سے اس کی مدافعت کرو خواہ وہ خود انتظام کر دیں خواہ تم کو انتظام کی اجازت دے دیں اور خود حکام ہی کی طرف سے کوئی ناگوار واقعہ پیش آئے تو تہذیب سے اپنی تکلیف کی اطلاع کر دو۔ اگر پھر بھی حسب مرضی انتظام نہ ہو تو صبر کرو' اور عمل سے یا زبان سے یا قلم سے مقابلہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تمہاری مصیبت دور ہو۔ یہ تین آیتیں ہیں اور بیس حدیثیں ہیں جن میں بجز دو اخیر کے ان کے ساتھ کتاب کا نام لکھا ہے' باقی سب مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں۔

نوٹ الف۔ ان آیات و احادیث سے صحت و قوت و جمعیت' یعنی امن و عافیت و راحت کا مطلوب ہونا صاف ظاہر ہے۔ جس کی تقریر جابجا کر دی گئی۔ (ب) جو افعال ان مقاصد مذکورہ میں خلل انداز ہوں' اگر وہ مقاصد واجب ہوں اور خلل یقینی اور شدید ہے تو وہ افعال حرام ہیں ورنہ مکروہ۔

(ج) اگر بدون بندہ کے اختیار کے محض من جانب اللہ ایسے واقعات پیش آئیں جن سے یہ مقاصد صحت و قوت و طمانیت وغیرہ برباد ہو جائیں تو پھر ان مصائب پر ثواب ملتا ہے اور مدد غیبی بھی ہوتی ہے پریشانی نہیں ہوتی۔ اس لیے ان پر صبر کرے اور خوش رہے۔ انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام سب کے ساتھ ایسا معاملہ ہوا ہے۔ جس سے قرآن اور حدیث بھرے ہوئے ہیں۔

روح یازدہم

نماز کی پابندی کرنا

کچھ آیتیں اور زیادہ حدیثیں اس بارہ میں نقل کرتا ہوں۔

آیات (۱) خدا تعالیٰ سے ڈرنے والوں کی صفات میں فرمایا اور وہ لوگ نماز کو ٹھیک ٹھیک ادا کرتے ہیں۔ (شروع سورہ بقرہ)

ف۔ اس میں اچھی طرح پڑھنا اور وقت پر پڑھنا اور ہمیشہ پڑھنا سب آگیا۔

(۲) اور نماز کو ٹھیک ادا کرو (ربع الم) ف۔ ایسے الفاظ سے نماز کا حکم جابجا قرآن مجید میں بہت ہی کثرت سے آیا ہے۔

(۳) اے ایمان والو! (طبیعتوں میں سے غم ہلکا کرنے کے بارہ میں) صبر اور نماز سے سہارا (اور امداد لو)۔ (شروع سیقول) ف۔ اس میں نماز کی ایک خاص خاصیت مذکور ہے۔ جس کی ہر شخص کو ضرورت ہوتی ہے۔

(۴) محافظت کرو سب نمازوں کی (اور اسی کے اخیر میں فرمایا) پھر اگر تم کو (باقاعدہ نماز پڑھنے میں کسی دشمن وغیرہ کا) اندیشہ ہو تو تم کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے) جس طرح بن پڑے خواہ قبلہ کی طرف بھی منہ نہ ہو اور اگر رکوع اور سجدہ صرف اشارہ ہی سے ممکن ہو) پڑھ لیا کرو (اس حالت میں بھی اس پر محافظت رکھو' اس کو ترک مت کرو (قریب ختم سیقول)

ف۔ غور کرو کس قدر تاکید ہے نماز کی کہ ایسی سخت حالت میں بھی چھوڑنے کی اجازت نہیں۔

(۵) اگر دشمن کے مقابلہ کے موقع پر اندیشہ ہو کہ اگر سب نماز میں لگ جائیں گے تو دشمن موقع پا کر حملہ کر بیٹھے گا تو (ایسی حالت میں) یوں چاہیے کہ

(جماعت کے دو گروہ ہو جائیں پھر) ان میں سے ایک گروہ تو آپؐ کے ساتھ (جب آپؐ تشریف رکھتے تھے اور آپؐ کے بعد جو امام ہو اس کے ساتھ نماز میں) کھڑے ہو جائیں (اور دوسرا گروہ نگہبانی کے لئے دشمن کے مقابل کھڑے ہو جائیں، تاکہ دشمن کو دیکھتے رہیں۔

آگے ارشاد ہے کہ پھر جب یہ لوگ (آپؐ کے ساتھ) سجدہ کر چکیں (یعنی ایک رکعت پوری کرلیں تو یہ لوگ (نگہبانی کے لیے) تمہارے پیچھے ہو جائیں اور دوسرا گروہ جنھوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی (یعنی شروع بھی نہیں کی، وہ بجائے اس پہلے گروہ کے قریب آ جائے) اور آپؐ کے ساتھ نماز (کی ایک رکعت جو باقی رہی ہے اس کو) پڑھ لیں (یہ تو ایک ایک رکعت ہوئی اور دوسری رکعت اس طرح پڑھیں گے کہ جب امام دو رکعت پر سلام پھیر دے، دونوں گروہ اپنی ایک ایک رکعت بطور خود پڑھ لیں اور اگر امام چار رکعت پڑھے تو ہر گروہ کو دو دو رکعت پڑھائے اور دو دو اپنے طور پر پڑھ لیں اور مغرب میں ایک گروہ کو دو رکعت پڑھائے اور ایک گروہ کو ایک رکعت)

ف۔ غور کرو، نماز کس درجہ ضروری چیز ہے کہ ایسی کشاکشی میں بھی چھوڑنے کی اجازت نہیں دی گئی، مگر ہماری مصلحت کے لیے اس کی صورت بدل دی۔

(۶) اے ایمان والو! جب تم نماز کو اٹھنے لگو (آگے وضو اور غسل کا حکم ہے پھر ارشاد ہے کہ) اگر تم بیمار ہو (اور پانی کا استعمال مضر ہو، آگے اور عذروں کا بیان ہے جن میں پانی نہ ملنے کی بھی ایک صورت ہے) تو (ان سب میں) تم پاک مٹی سے تیمم کرلیا کرو (شروع سورہ مائدہ)

ف۔ دیکھو بیماری میں اگر پانی سے نقصان ہو یا پانی نہ ملتا ہو تب تو وضو اور

غسل کی جگہ تیمم ہو گیا' ایسے ہی نماز میں آسانی ہو گئی کہ اگر کھڑا ہونا مشکل ہو تو بیٹھنا جائز ہو گیا۔ اگر بیٹھنے سے بھی تکلیف ہو تو لیٹنا جائز ہو گیا۔ لیکن نماز معاف نہیں ہوئی۔

(۷) شراب اور جوئے کے حرام ہونے کی وجہ میں یہ بھی فرمایا اور (شیطان یوں چاہتا ہے کہ اس شراب اور جوئے کے ذریعہ سے) اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے (جو کہ اللہ تعالیٰ کی یاد کا سب سے افضل طریقہ ہے) تم کو باز رکھے (شروع واذا سمعوا)

ف۔ دیکھو نماز کی کس قدر شان ظاہر ہوتی ہے کہ جو چیز اس سے روکنے والی تھی اس کو حرام کر دیا تاکہ نماز میں خلل نہ ہو۔

(۸) ایک ایسی جماعت کے بارے میں جنھوں نے ہر طرح سے اسلام کو ضرر اور اہل اسلام کو اذیت پہنچائی تھی ارشاد ہے کہ) اگر یہ لوگ (کفر سے) توبہ کر لیں (یعنی مسلمان ہو جائیں) اور (اس اسلام کو ظاہر بھی کر دیں مثلاً) نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو وہ تمھارے دینی بھائی ہو جائیں گے (اور پچھلا کیا ہوا سب معاف ہو جائے گا)۔ (شروع سورہ برأت)

ف۔ اس آیت میں نماز کو اسلام کی علامت فرمایا ہے' یہاں تک کہ اگر کسی کافر کو کسی نے کلمہ پڑھتے نہ سنا ہو مگر نماز پڑھتے دیکھے تو سب علماء کے نزدیک واجب ہے کہ اس کو مسلمان سمجھیں اور زکوٰۃ کی کوئی خاص صورت نہیں' اس لیے وہ اس درجہ کی علامت نہیں۔

(۹) ایک جماعت انبیاء کا ذکر فرما کر ان کے بعد کے ناخلف لوگوں کا ذکر فرماتے ہیں کہ) ان کے بعد (بعضے) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنھوں نے نماز کو برباد کیا (اس سے تھوڑا آگے فرماتے ہیں کہ) یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) خرابی دیکھیں

گے مراد عذاب ہے۔(قریب ختم سورہ مریم)۔

ف۔ دیکھو نماز کے ضائع کرنے والوں کے لیے عذاب کی کیسی وعید سنائی۔

(۱۰) اور اپنے متعلقین کو نماز کا حکم کیجیے اور خود بھی اس کے پابند رہیے۔ (آخر سورہ طٰہٰ)۔ **ف۔** یہ حکم ہے جناب رسالت مآب ﷺ کو تاکہ دوسرے سننے والے سمجھیں کہ جب آپ کو نماز معاف نہیں تو اوروں کو تو کیسے معاف ہو سکتی ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسا خود پابند رہنا ضروری ہے اسی طرح اپنے گھر والوں کو بھی نماز کی تاکید رکھنا ضروری ہے' اور بہت آیتیں ہیں' اس وقت ان ہی پر کفایت کی گئی----------------

احادیث۔ (۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بتلاؤ تو اگر کسی کے دروازے پر ایک نہر ہو اور اس میں وہ ہر روز پانچ بار غسل کیا کرے تو کیا اس کا کچھ میل کچیل باقی رہ سکتا ہے۔لوگوں نے عرض کیا کہ کچھ بھی میل نہ رہے گا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ یہی حالت ہے پانچوں وقت کی نمازوں کی' کہ اللہ تعالیٰ ان کے سبب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔(بخاری و مسلم)۔

ف۔ اس سے کتنی بڑی فضیلت نماز کی ثابت ہوتی ہے۔اور مسلم کی ایک حدیث میں اجتناب کبائر کو شرط فرمایا ہے' مگر یہ کیا تھوڑی دولت ہے۔

(۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ بندے کے کفر کے درمیان بس ترک نماز کی کسر ہے(جب ترک نماز کیا وہ کسر مٹ گئی اور کفر آ گیا' چاہے بندے کے اندر نہ آئے' پاس ہی آ جائے مگر دوری تو نہ رہی (مسلم)

ف۔ دیکھو نماز چھوڑنے پر کتنی بڑی وعید ہے کہ وہ بندہ کو کفر کے قریب کر دیتا ہے۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز نماز کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس پر محافظت رکھے وہ قیامت کے روز اس کے لیے روشنی اور دستاویز اور نجات ہو گی' اور جو شخص اس پر محافظت نہ کرے وہ اس کے لیے نہ روشنی ہو گی اور نہ دستاویز اور نہ نجات' اور وہ شخص قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔ (یعنی دوزخ میں اگرچہ ان کے ساتھ ہمیشہ کے لیے نہ رہے مگر ہونا ہی بڑی سخت بات ہے۔ (احمد و بیہقی و دارمی' شعب الایمان)

(۴) حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان جو عہد کی چیز (یعنی عہد کا سبب) ہے وہ نماز ہے۔ پس جس شخص نے اس کو ترک کردیا وہ (برتاؤ کے حق میں) کافر ہو گیا (یعنی ہم اس کے ساتھ کافروں کا برتاؤ کریں گے۔ کیونکہ اور کوئی علامت اسلام کی ان میں نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ وضع ولباس و گفتگو سب مشترک تھے تو ہم کافر ہی سمجھیں گے۔ (احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ)

ف۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ترک نماز بھی ایک علامت ہے کفر کی 'گو کوئی دوسری اسلامی علامت ہونے سے ترک نماز سے کافر نہ سمجھیں' مگر کفر کی کسی علامت کو اختیار کرنا کیا تھوڑی بات ہے۔

(۵) عمرو بن شعیبؒ اپنے باپ سے اور ان کے باپ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد کو نماز کی تاکید کرو' جب وہ سات برس کے ہوں اور اس پر ان کو مارو جب وہ دس برس کے ہوں (ابوداؤد) یہ حدیثیں مشکوۃ میں ہیں۔

(۶) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ دو شخص قبیلہ خزاعہ کے رسول

اللہ ﷺ کی خدمت میں مسلمان ہوئے۔ ان میں ایک شہید ہو گیا اور دوسرا برس روز پیچھے (موت طبعی سے) مرا، طلحہ بن عبید اللہ کہتے ہیں میں نے پیچھے مرنے والے کو (خواب میں) دیکھا کہ اس شہید سے پہلے جنت میں داخل کیا گیا۔ مجھ کو بہت تعجب ہوا۔ صبح کو میں نے اس کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا اس (مرنے والے) نے اس (شہید کے بعد رمضان کے روزے نہیں رکھے اور برس روز تک ہزاروں رکعتیں پڑھیں (اگر صرف فرض، واجب و سنت مؤکدہ ہی لی جائیں تو دس ہزار رکعت کے قریب ہوتی ہیں، یعنی اس لیے وہ شہید سے بڑھ گیا۔ (احمد و ابن ماجہ و ابن حبان و بیہقی)

ف۔ ابن ماجہ و ابن حبان نے اتنا اور زیادہ روایت کیا ہے کہ حضور اقدسؐ نے فرمایا کہ ان دونوں کے درجوں میں اتنا فرق ہے کہ آسمان و زمین کے فاصلہ سے بھی زیادہ فقط، اور ظاہر ہے کہ زیادہ دخل اس فضیلت میں نمازہی کو ہے چنانچہ حضورؐ نے اسی کی کثرت کا بیان بھی فرمایا۔ تو نماز ایسی چیز ٹھہری کہ اس کی بدولت شہید سے بھی بڑا رتبہ مل جاتا ہے۔

(۷) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے، وہ نبیؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے۔ (دارمی)

ف۔ نمازہی کا نام لینا صاف بتلا رہا ہے کہ وہ سب عبادات سے بڑھ کر جنت میں لے جانے والی ہے۔

(۸) عبداللہ بن قرطؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: سب سے اول جس چیز کا بندہ سے قیامت میں حساب ہو گا وہ نماز ہے، اگر وہ ٹھیک اتری تو اس کے سارے عمل ٹھیک اتریں گے اور اگر وہ خراب نکلی تو اس کے سارے عمل خراب نکلیں گے۔ (طبرانی فی الاوسط)

ف۔ معلوم ہوتا ہے، نماز کی برکت سب عبادات میں اثر کرتی ہے، اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہوگی بڑا عمل ہونے کی۔

(۹) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے (ایک حدیث میں یہ بھی) فرمایا کہ جس کے پاس نماز نہیں (یعنی نماز نہ پڑھتا ہو) اس کے پاس دین نہیں، نماز کو دین سے وہ نسبت ہے جیسے سر کو دھڑ سے نسبت ہے (کہ سر نہ ہو تو دھڑ مردہ ہے، اسی طرح نماز نہ ہو تو تمام اعمال بے جان ہیں)۔ طبرانی اوسط و صغیر)۔

ف۔ جس چیز پر دین کا اتنا بڑا دار و مدار ہو اس کو چھوڑ کر کسی نیک عمل کو کافی سمجھنا کتنی بڑی غلطی ہے۔

(۱۰) حضرت حنظلہؓ کاتب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا، فرماتے تھے: جو شخص پانچ نماز کی محافظت کرے، یعنی ان کے رکوع کی بھی، ان کے سجدہ کی بھی اور ان کے وقتوں کی بھی، (یعنی ان میں کوتاہی نہ کرے) اور اس کا اعتقاد رکھے کہ سب نمازیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہیں تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یا یہ فرمایا کہ اس کے لیے واجب ہوگی یا یہ فرمایا کہ وہ دوزخ پر حرام ہو جائے گا (ان سب کا ایک ہی مطلب ہے)۔ (احمد) یہ حدیثیں ترغیب میں ہیں۔ یہ دس آیتیں، دس حدیثیں سب مل کر بیس ہوئیں اے مسلمانو! اتنی آیتیں حدیثیں سن کر بھی نماز کی پابندی نہ کرو گے۔

روح دوازدہم

مسجد بنانا

(اس میں اس کے بنانے میں مدد مال سے یا جان سے اور اس کے لیے زمین دینا۔ اس کی ٹوٹی پھوٹی کی مرمت کرنا' سب آگیا) اور اس کے حقوق ادا کرنا ان حقوق میں یہ سب باتیں آگئیں یعنی۔

(۱) اس میں نماز پڑھنا خاص کر جماعت کے ساتھ۔ (۲) اس کو صاف رکھنا (۳) اس کا ادب کرنا (۴) اس کی خدمت کرنا (۵) وہاں کثرت سے حاضر رہنا۔ اس کے متعلق کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں۔

آیات۔ (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہو گا جو خدا تعالیٰ کی مسجدوں میں اس کا ذکر (اور عبادت) کیے جانے سے بندش کرے اور ان کے ویران ہونے میں کوشش کرے۔

(۲) ہاں اللہ کی مسجدوں کو (حقیقتہ آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں اور نماز کی پابندی کرتے ہوں اور زکوۃ دیتے ہوں اور بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈرتے ہوں' سو ایسے لوگوں کے لیے توقع (یعنی وعدہ) ہے کہ اپنے مقصود (یعنی جنت و نجات) تک پہنچ جائیں۔ (توبہ)

ف۔ ان آیات میں مسجد کے آباد کرنے والے کے لیے خوش خبری ہے ایمان اور جنت کی۔ چنانچہ ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: جب تم لوگ کسی شخص کو دیکھو کہ مسجد کا خیال رکھتا ہے (اس میں اس کی خدمت کا خیال اور وہاں حاضر باشی کا خیال سب آگیا) تو تم لوگ اس کے ایمان کی گواہی دے دو' کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّمَا يَعْمُرُ الآية (یہ وہی آیت ہے

جس کا ترجمہ ابھی لکھا گیا' مشکوٰۃ از ترمذی و ابن ماجہ و دارمی)۔

(۳) وہ (اہل ہدایت ایسے گھروں میں) (جا کر عبادت) کرتے ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے۔(نور)

ف۔ مراد ان گھروں سے مسجدیں ہیں اور ان کا ادب یہ ہے جو آگے حدیثوں میں آتا ہے:۔

احادیث۔ (۱) حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: جو شخص کوئی مسجد بنائے جس سے مقصود خدا تعالیٰ کا خوش کرنا ہو (اور کوئی بری غرض نہ ہو) اللہ تعالیٰ اس کے لیے اسی کی مثل (اس کا گھر) جنت میں بنا دے گا۔(بخاری و مسلم)

ف۔ اس حدیث سے نیت کی درستی کی تاکید بھی معلوم ہوئی اور اگر نئی مسجد نہ بنائے بلکہ بنی ہوئی کی مرمت کر دے اس کا ثواب بھی اس سے معلوم ہوا کیونکہ حضرت عثمانؓ نے مسجد نبویؐ کی مرمت کر کے یہ حدیث بیان کی تھی اور دوسری حدیثوں سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہے' چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جو شخص کوئی مسجد بنا دے (بنانے میں مال خرچ کرنا یا جان کی محنت خرچ کرنا دونوں آگئے) چنانچہ جمع الفوائد میں رزین سے حضرت ابو سعیدؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ مسجد نبویؐ کے بننے کے وقت خود کچی اینٹیں اٹھا رہے تھے) خواہ وہ قطاۃ پرندے کے گھونسلے کے برابر ہو یا اس سے بھی چھوٹی ہو' اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔(ابن خزیمہ و ابن ماجہ)

ف۔ اس حدیث سے بنتی ہوئی مسجد میں چندہ دینے کی فضیلت بھی معلوم ہوئی۔ کیونکہ گھونسلہ کی برابر بنانے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ پوری مسجد نہیں بنا

سکا' اس کے بننے میں تھوڑی سی شرکت کرلی۔ جس سے اس کی رقم کے مقابلہ میں اس مسجد کا اتنا ذرا سا حصہ آگیا۔ اور اوپر کی حدیث میں جو آیا ہے کہ اس کی مثل جنت میں گھر بنے گا اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اس صورت میں گھونسلہ کی برابر گھر بن جائے گا۔ کیونکہ مثل کا مطلب یہ نہیں کہ چھوٹے بڑے ہونے میں اس کی مثل ہو گا' بلکہ مطلب یہ ہے کہ جیسا اس شخص کا اخلاص ہو گا اس کی مثل بنے گا۔ لیکن لمبائی چوڑائی میں بہت بڑا ہو گا۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کے لیے مسجد بنائے گا اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا جو اس سے بہت لمبا چوڑا ہو گا۔ (احمد)

(۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: جو شخص عبادت کے لیے حلال مال سے کوئی عمارت (یعنی مسجد) بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں موتی اور یاقوت کا گھر بنائے گا۔ (طبرانی اوسط)۔

ف۔ یہ بھی مسجد کا ادب ہے کہ اس میں حرام مال نہ لگائے خواہ وہ حرام روپیہ پیسہ ہو' خواہ ملبہ' خواہ زمین ہو جیسا کہ بعض لوگوں کو شوق ہوتا ہے کہ زمیندار کی زمین میں بدون اس کی اجازت کے مسجد بنا لیتے ہیں۔ پھر اس کے روک ٹوک کرنے پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور اس کو اسلام کی بڑی طرفداری و خدمت سمجھتے ہیں۔ خاص کر اگر زمیندار غیر مسلم ہو تب تو اس کو کفر و اسلام کا مقابلہ سمجھتے ہیں۔ سو خوب سمجھ لو کہ اس زمین میں جو مسجد بنائی جائے وہ شرع سے مسجد ہی نہیں ہے۔ البتہ زمیندار کی خوشی سے اپنی ملک کرا کر پھر اس میں مسجد بناتے رہیں۔

(۳) حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام عورت تھی (شاید

حبشن ہو) جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی' ایک رات کو وہ مرگئی۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہؐ کو خبر دی گئی۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے مجھ کو اس کی خبر کیوں نہ کی۔ پھر آپؐ صحابہؓ کو لے کر باہر تشریف لے گئے اور اس کی قبر پر کھڑے ہو کر اس پر تکبیر فرمائی۔ (مراد نماز جنازہ ہے) اور اس کے لیے دعا کی۔۔ پھر واپس تشریف لے آئے۔ (ابن ماجہ و ابن خزیمہ)۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے اس سے پوچھا' تو نے کس عمل کو زیادہ فضیلت کا پایا۔ اس نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینے کو۔ (ابوالشیخ اصبہانی)۔

ف۔ دیکھیے مسجد میں جھاڑو دینے کی بدولت ایک غریب گمنام حبشن کی' جس کی مسکنت و گمنامی کے سبب اس کی وفات کی بھی اطلاع حضور اقدسؐ کو نہیں کی گئی۔ حضور اقدسؐ نے کتنی بڑی قدر فرمائی کہ اس کی وفات کی خبر نہ دینے کی شکایت بھی فرمائی' پھر قبر پر تشریف لے گئے اور اس پر جنازہ کی نماز پڑھی اور یہ حضور اقدسؐ کی خصوصیت تھی اور اس کے لیے دعا فرمائی۔ پھر حضورؐ کے پوچھنے پر خود اس نے اس عمل کی کتنی بڑی فضیلت بیان کی۔ افسوس اب مسجد میں جھاڑو دینے کو لوگ عیب اور ذلت سمجھتے ہیں۔

(۴) ابو قرصافہؓ سے ایک بڑی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مسجد سے کوڑا کباڑ نکالنا بڑی آنکھوں والی حوروں کا مہر ہے۔۔ (طبرانی کبیر)۔

(۵) ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا: جس نے مسجد میں سے ایسی چیز باہر کر دی جس سے تکلیف ہوتی تھی' (جیسے کوڑا کباڑ' کانٹا اصلی فرش سے الگ کنکر پتھر) اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔ (ابن ماجہ)

(۶) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہم کو رسول اللہؐ نے محلّہ محلّہ میں

مسجدیں بنانے کا حکم اور ان کو پاک صاف رکھنے کا حکم فرمایا۔ (احمد و ترمذی و ابوداؤد وابن ماجہ و خزیمہ)۔

ف۔ پاک رکھنا یہ کہ اس میں کوئی ناپاک آدمی، ناپاک کپڑا، ناپاک تیل وغیرہ نہ جانے پائے اور صاف رکھنا یہ کہ اس میں سے کوڑا کباڑ نکالتے رہیں۔

(۷) واثلہ بن الاسقعؓ سے ایک بڑی حدیث میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مسجدوں کو جمعہ جمعہ (خوشبو کی) دھونی دیا کرو۔ (ابن ماجہ و کبیر طبرانی)

ف۔ جمعہ کی قید نہیں، صرف یہ مصلحت ہے کہ اس روز نمازی زیادہ ہوتے ہیں جن میں ہر طرح کے آدمی ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی دھونی دے دینا یا اور کسی طرح خوشبو لگا دینا، چھڑک دینا، سب برابر ہے۔

(۸) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی کو مسجد میں دیکھو کہ خرید و فروخت کر رہا ہے تو یوں کہہ دیا کرو۔ اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں نفع نہ دے اور جب ایسے شخص کو دیکھو کہ کھوئی ہوئی چیز کو مسجد میں پکار پکار کر تلاش کر رہا ہے تو یوں کہہ دو کہ خدا تعالیٰ تیرے پاس وہ چیز نہ پہنچا دے۔ (ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ و حاکم) اور ایک روایت میں یہ بھی ارشاد ہے کہ مسجدیں اس کام کے لیے نہیں بنائی گئیں۔ (مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ)

ف۔ مراد اس چیز کا تلاش کرنا ہے جو باہر کھو گئی اور مسجد میں اس لیے پکار رہا ہے کہ مختلف لوگوں کا مجمع ہے شاید کوئی پتہ دے دے اور یہ بد دعا دینا تنبیہ کے لیے ہے۔ لیکن اگر لڑائی دنگے کا ڈر ہو تو دل میں کہہ لے۔ اس حدیث میں باطنی ادب مسجد کا مذکور ہے کہ بال [illegible] نہ کرے۔

(۹) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ چند امور ہیں جو مسجد میں مناسب نہیں: اس کو راستہ نہ بنایا جائے (جیسا کہ بعض لوگ چکر سے

بچنے کے لیے مسجد کے اندر ہو کر دوسری طرف نکل جاتے ہیں) اور اس میں ہتھیار نہ سوتے جائیں اور نہ اس میں کمان کھینچی جائے اور نہ اس میں تیروں کو بکھیرا جائے (تاکہ کسی کے چبھ نہ جائے) اور نہ کچا گوشت لے کر اس میں کو گزرے اور نہ اس میں کسی کو سزا دی جائے اور نہ اس میں کسی سے بدلہ لیا جائے (جس کو شرع میں حد و قصاص کہتے ہیں اور نہ اس کو بازار بنایا جائے۔ (ابن ماجہ)

ف۔ یہ سب باتیں مسجد کے ادب کے خلاف ہیں۔

(۱۰) عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب اخیر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جن کی باتیں مسجدوں میں ہوا کریں گی' اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کی کچھ پرواہ نہ ہوگی (یعنی ان سے خوش نہ ہوگا) (ابن حبان)

ف۔ دنیا کی باتیں کرنا بھی مسجد کی بے ادبی ہے۔

(۱۱) عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جماعت کی مسجد کی طرف چلے تو اس کا ایک قدم ایک گناہ کو مٹاتا ہے اور ایک قدم اس کے لیے نیکی لکھتا ہے' جانے میں بھی لوٹنے میں بھی (احمد و طبرانی و ابن حبان)

ف۔ کیا ٹھکانہ ہے رحمت کا کہ جاتے ہوئے تو ثواب ملتا ہی ہے۔ لوٹنے میں بھی ثواب ویسا ہی ملتا ہے۔

(۱۲) ابو درداءؓ سے روایت ہے' وہ پیغمبر ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپؐ نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص رات کی اندھیری میں مسجد کی طرف چلے' خدا تعالیٰ سے قیامت کے روز نور کے ساتھ ملے گا (طبرانی)

(۱۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ دے گا جس روز سوائے اس کے سایہ کے کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جس کا دل مسجد میں

لگا ہوا ہو۔ (بخاری و مسلم وغیرہما)

(۱۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تم ان بدبودار ترکاریوں سے (یعنی پیاز' لہسن سے جیسا کہ اور حدیثوں میں آیا ہے) بچو کہ ان کو کھا کر ہماری مسجدوں میں آؤ اگر تم کو ان کے کھانے کی ضرورت ہی ہو تو ان (کی بدبو) کو آگ سے مار دو (یعنی پکا کر کھاؤ' کچی کھا کر مسجد میں نہ آؤ) (طبرانی)

(۱۵) ابوامامہؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں' آپؐ نے فرمایا: جو شخص مسجد کی طرف جائے اور اس کا ارادہ صرف یہ ہو کہ کوئی اچھی بات (یعنی دین کی بات) سیکھے یا سکھائے' اس کو حج کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔ (طبرانی)

ف۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسجد جیسے نماز کے لیے ہے ایسے ہی علم دین سیکھنے کے لیے بھی ہے سو مسجد میں ایسے شخص کو رہنا چاہیے جو دین کی باتیں بتلایا کرے۔ یہ سب حدیثیں ترغیب سے لی گئی ہیں' بجز دو حدیثوں کے کہ اس میں مشکوٰۃ و جمع الفوائد کا نام لکھ دیا ہے۔

دستور العمل جو ان سب آیات اور احادیث سے ثابت ہوا یہ ہے: **(الف)** کہ ہر بڑی چھوٹی بستی میں وہاں کی ضرورت کے موافق مسجد بنانا چاہیے **(ب)** مگر وہ حلال مال سے اور حلال زمین میں ہو **(ج)** مسجد کا ادب کرے' یعنی اس کو پاک صاف رکھے' اس میں جھاڑو دیا کرے' اس کی ضروری خدمت کا خیال رکھے' بدبودار جیسے تمباکو وغیرہ چیز کھا کر یا لے کر اس میں نہ جائے وہاں دنیا کا کوئی کام یا بات نہ کرے **(د)** مردوں کو نماز مسجد میں پڑھنا چاہیے اور بدون عذر کے جماعت نہ چھوڑنی چاہیے مسجد میں اور جماعت سے نماز پڑھنے میں یہ بھی فائدہ ہے کہ آپس میں تعلق بڑھے' ایک کو دوسرے کا حال معلوم رہے۔

مالک کی حدیث سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہے' چنانچہ ایک بار حضرت عمرؓ نے سلیمان بن ابی حشمہؒ کو صبح کی نماز میں نہیں پایا۔ حضرت عمرؓ بازار تشریف لے گئے اور سلیمانؒ کا مکان مسجد اور بازار کے درمیان تھا تو سلیمانؒ کی ماں سے پوچھا: میں نے سلیمانؒ کو صبح مسجد میں نہیں دیکھا الخ۔ اس حدیث کی ذیل میں علماء نے یہ فائدہ بھی ذکر کیا ہے۔ (ہ) مسجد میں ایسے شخص کو رکھیں کہ وہ بستی والوں کو مسئلے مسائل بھی بتلاتا رہے۔ (و) جب فرصت ملا کرے مسجد میں جاکر بیٹھ جایا کرے (مگر وہاں جاکر دین کے کاموں میں یا دین کی باتوں میں لگا رہے۔ اگر سب آدمی اس کی پابندی رکھیں تو علاوہ ثواب کے جماعت کو بھی قوت پہنچے۔ فقط۔

تنبیہ: حدیثوں میں صاف آیا ہے کہ عورتوں کے لیے گھروں میں نماز پڑھنے کا ثواب مسجدوں میں پڑھنے سے زیادہ ہے۔

روح سیزدہم

کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا

یعنی جس قدر ہو سکے اللہ کا نام لیتے رہنا! قرآن اور حدیث میں اس کا حکم بھی ہے اور فضیلت اور ثواب بھی اور مشکل کام بھی نہیں تو ایسے آسان کام میں بے پروائی یا سستی کر کے حکم کے خلاف کرنا اور اتنا بڑا ثواب کھو کر اپنا نقصان کرنا کیسی بے جا اور بری بات ہے۔ پھر اللہ کا نام لیتے رہنے میں نہ کسی کی قید ہے اور نہ وقت کی اور نہ تسبیح رکھنے کی نہ پکار کر پڑھنے کی نہ وضو کی نہ قبلہ کی طرف منہ کرنے کی نہ کسی خاص جگہ کی نہ ایک جگہ بیٹھنے کی' ہر طرح سے آزادی اور اختیار ہے' پھر کیا مشکل ہے' البتہ اگر کوئی اپنی خوشی سے تسبیح پر پڑھنا چاہے خواہ گنتی یاد رکھنے کے لیے یا اس لیے کہ تسبیح ہاتھ میں ہونے سے پڑھنے کا خیال آجاتا ہے' خالی ہاتھ یاد نہیں رہتا تو اس مصلحت کے لیے تسبیح رکھنا بھی جائز ہے بلکہ بہتر ہے' اور اس کا خیال نہ کرے کہ تسبیح رکھنے سے دکھلاوا ہو جائے گا۔ دکھلاوا تو نیت سے ہوتا ہے' یعنی جب یہ نیت ہو کہ دیکھنے والے مجھ کو بزرگ سمجھیں گے اور اگر یہ نیت نہ ہو تو یہ دکھلاوا نہیں۔ اس کو دکھلاوا سمجھنا اور ایسے وہموں سے ذکر کو چھوڑ دینا' یہ شیطان کا دھوکا ہے۔ وہ اس طرح سے بہکا کر ثواب سے محروم رکھنا چاہتا ہے' اور وہ ایک دھوکا یہ بھی دیتا ہے کہ جب دل تو دنیا کے کام میں پھنسا رہا اور زبان سے اللہ کا نام لیتے رہے تو اس کا کیا فائدہ؟ سو خوب سمجھ لو کہ یہ بھی غلطی ہے۔ جب دل سے ایک دفعہ یہ نیت کر لی کہ ہم ثواب کے واسطے اللہ کا نام لینا شروع کرتے ہیں اس کے بعد اگر دل دوسری طرف بھی ہو جائے مگر نیت نہ بدلے' برابر ثواب ملتا رہے گا۔ البتہ جو وقت اور کاموں سے خالی ہو اس میں دل کو

ذکر کی طرف متوجہ رکھنے کی بھی کوشش کرے۔ فضول قصوں کی طرف خیالات نہ لے جائے تاکہ اور زیادہ ثواب ہو۔ اب ذکر کے بارے میں چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

آیات (۱) پس تم مجھ کو یاد کرو میں (عنایت سے) تم کو یاد رکھوں گا۔ (بقرہ)

(۲) ایسے لوگ جو (ہر حال میں) اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی، بیٹھے بھی، لیٹے بھی۔ (آل عمران) (۳) اے شخص! اپنے رب کی یاد کیا کر (خواہ) اپنے دل میں (یعنی آہستہ آواز سے) عاجزی اور خوف کے ساتھ اور (خواہ) زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ (اسی عاجزی اور خوف کے ساتھ) صبح اور شام (یعنی ہمیشہ) اور (ہمیشہ کا مطلب یہ ہے کہ) غفلت والوں میں سے مت ہونا۔ (اعراف)

ف۔ اور بہت زور زور سے ذکر کرنا کوئی ثواب نہیں، لیکن اگر کوئی بزرگ جو شریعت کے پابند ہوں علاج کے طور پر بتلا دیں تو جائز ہے اور وہ علاج یہ ہے کہ اس سے بعضوں کے دل پر زیادہ اثر ہوتا ہے۔ لیکن اس کا خیال رکھے کہ کسی کی عبادت یا کسی کی نیند میں خلل نہ پڑے، نہیں تو گناہ ہو گا۔

(۴) جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف رسائی دیتا ہے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر (میں ایسی ہی خاصیت ہے کہ اس) سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے، (اس طرح سے کہ اس سے حق تعالیٰ میں اور بندہ میں تعلق بڑھ جاتا ہے اور اطمینان کی جڑ تعلق ہے۔ (رعد)

(۵) مسجدوں میں ایسے لوگ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں کہ ان کو نہ (کسی چیز کا) خریدنا غفلت میں ڈالتا ہے اور نہ (کسی چیز کا) بیچنا اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے۔ (نور)

(۶) اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے (یعنی اس میں بڑی فضیلت ہے' عنکبوت) (۷) اے ایمان والو! تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو----- (احزاب) (۸) اے ایمان والو! تم کو تمہاری مال اولاد کی یاد اللہ سے غافل نہ کرنے پائیں۔ (منافقون) (۹) اور اپنے رب کا نام لیتے رہو اور سب سے الگ ہو کر اسی کے ہو جاؤ (الگ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا علاقہ سب علاقوں پر غالب رہے۔ (مزمل) (۱۰) مراد کو پہنچا جو شخص (برے عقیدوں اور برے اخلاق سے) پاک ہو گیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔ (اعلیٰ)

احادیث۔ (۱۱) حضرت ابو ہریرہؓ و ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھیں' ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں' اور ان پر خدا کی رحمت چھا جاتی ہے' اور ان پر چین کی کیفیت اترتی ہے۔ (مسلم)

(۱۲) حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہو اور جو شخص ذکر نہ کرتا ہو ان کی حالت زندہ اور مردہ کی سی ہے (یعنی پہلا شخص مثل زندہ کے ہے اور دوسرا مثل مردہ کے' کیونکہ روح کی زندگی بھی اللہ کی یاد ہے' یہ نہ ہو تو روح مردہ ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۱۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کے (یعنی اپنے بندہ کے) ساتھ ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو پھر وہ اگر اپنے جی میں میرا ذکر کرے تو میں اپنے جی میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ مجمع میں میرا ذکر کرے تو میں اس کا ذکر ایسے مجمع میں کرتا ہوں جو اس مجمع سے بہتر ہوتا ہے (یعنی فرشتوں اور پیغمبروں کے مجمع میں)۔ (بخاری و مسلم)

ف۔ اللہ تعالیٰ کے جی کا یہ مطلب نہیں' جیسا ہمارا جی ہے' بلکہ مطلب یہ

ہے کہ اس یاد کی کسی کو خبر نہیں ہوتی جیسے دوسری حالت میں مجمع کو خبر ہو گئی اور وہاں کے مجمع کا یہاں کے مجمع سے اچھا ہونا' اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مجمع کے زیادہ شخص اس مجمع کے زیادہ شخصوں سے اچھے ہوتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ ہر شخص ہر شخص سے اچھا ہو۔ سو اگر دنیا میں کوئی مجمع ذکر کا ایسا ہو جس میں رسول اللہ ﷺ تشریف رکھتے ہوں جیسا آپؐ کے زمانہ میں تھا تو کسی فرشتہ یا پیغمبر کا حضور ﷺ سے افضل ہونا لازم نہ آئے گا۔

(۱۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم جنت کے باغوں میں گذرا کرو تو اس کے میوے منہ چھٹ کھایا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ذکر کے حلقے (اور مجمعے)۔ (ترمذی)

(۱۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جو کسی جگہ لیٹے جس میں اللہ کا ذکر نہ کرے۔ اللہ کی طرف سے اس پر گھاٹا ہو گا۔ (ابو داؤد)

ف۔ مقصد یہ ہے کہ کوئی موقع اور کوئی حالت ذکر سے خالی نہ ہونا چاہیے۔

(۱۶) عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! اسلام کے شرعی اعمال مجھ پر بہت سے ہو گئے (مراد نفلی اعمال ہیں' کیونکہ تاکیدی اعمال تو بہت نہیں ہیں۔ مطلب یہ کہ ثواب کے کام اتنے ہیں کہ سب کا یاد رکھنا اور عمل کرنا بہت مشکل ہے) اس لیے آپؐ مجھ کو کوئی ایسی چیز بتلا دیجیے کہ اس کا پابند ہو جاؤں اور وہ سب کے بدلہ میں کافی ہو جائے) آپؐ نے فرمایا (اس کی پابندی کر لو کہ) تمھاری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے (یعنی چلتی رہے)۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

(۱۷) ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا' بندوں میں سب سے افضل اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے برتر کون ہے؟

آپؐ نے فرمایا: جو مرد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں اور جو عورتیں (اسی طرح کثرت سے) ذکر کرنے والی ہیں۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اور جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرے (کیا یہ) اس سے بھی (افضل ہے)۔ آپؐ نے فرمایا: اگر کوئی شخص کفار و مشرکین میں اس قدر تلوار مارے کہ تلوار بھی ٹوٹ جائے اور یہ شخص بھی تمام خون میں (اپنے زخموں سے) رنگین ہو جائے، اللہ کا ذکر کرنے والا درجہ میں اس سے بھی افضل ہے۔ (احمد و ترمذی)۔ وجہ ظاہر ہے کہ جہاد خود اللہ ہی کی یاد کے لیے مقرر ہوا ہے جیسے وضو نماز کے لیے مقرر ہوا ہے۔ (سورہ حج: "اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ" میں اس کا صاف ذکر ہے تو یاد اصل ہوئی اور اصل کا افضل ہونا ظاہر ہے۔

(۱۸) حضرت عبداللہ بن عمرؓ پیغمبر ﷺ سے روایت کرتے ہیں: آپؐ فرماتے ہیں کہ ہر شے کی ایک قلعی ہے اور دلوں کی قلعی اللہ کا ذکر ہے۔ (بیہقی)

(۱۹) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے قلب پر چمٹا ہوا بیٹھا رہتا ہے، جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ ہٹ جاتا ہے اور جب (یاد سے) غافل ہوتا ہے وسوسہ ڈالنے لگتا ہے۔ (بخاری)

(۲۰) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذکر اللہ کے سوا بہت کلام مت کیا کرو، کیونکہ ذکر اللہ کے سوا بہت کلام کرنا قلب میں سختی پیدا کرتا ہے۔ اور سب سے زیادہ اللہ سے دور وہ قلب ہے جس میں سختی ہو۔ (ترمذی)

ف۔ اخیر کی تین حدیثوں کا مجموعی حاصل یہ ہے کہ اصل صفائی اچھے عملوں سے ہوتی ہے اور اصل سختی برے عملوں سے اور دونوں عملوں کی جڑ قلب کا ارادہ ہے اور ارادہ کی جڑ خیال! پس جب ذکر میں کمی ہوتی ہے تو شیطان برے برے خیال قلب میں پیدا کرتا ہے جس سے برے ارادوں کی نوبت آجاتی ہے اور

نیک ارادوں کی ہمت نہیں رہتی' پس نیک کام نہیں ہوتے اور برے ہونے لگتے ہیں اور جب ذکر کی کثرت ہوتی ہے تو برے خیال قلب میں پیدا نہیں ہوتے' پس برا ارادہ بھی نہیں ہوتا اور گناہ بھی نہیں ہوتے اور نیک کاموں کا ارادہ اور نیک کام ہوتے رہتے ہیں' اس طرح سے صفائی اور تختی قلب میں پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر یہ باتیں خود بخود نہیں ہوتیں' کرنے سے ہوتی ہیں۔ سو اگر کوئی خالی ذکر کیا کرے اور نیک کاموں کے کرنے کا اور برے کاموں سے بچنے کا ارادہ اور ہمت نہ کرے' وہ دھوکہ میں ہے۔ یہاں تک کی حدیثیں مشکوٰۃ کی ہیں۔

(۲۱) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہت لوگ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ کا ذکر کرتے ہوں گے' اللہ تعالیٰ ان کو اونچے اونچے درجوں میں داخل فرمائے گا۔ (ابن حبان)

ف۔ یعنی کوئی یوں نہ سمجھے کہ جب تک امیری سامان کو نہ چھوڑے ذکر اللہ سے نفع نہیں ہوتا۔

(۲۲) ان ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کثرت سے اللہ کا ذکر کرو کہ لوگ پاگل کہنے لگیں۔ (احمد و ابو یعلیٰ و ابن حبان)

(۲۳) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اتنا ذکر کرو کہ منافق (یعنی بد دین) لوگ تم کو ریاکار (مکار) کہنے لگیں۔ (طبرانی)

(۲۴) معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت والوں کو کوئی حسرت نہ ہو گی' مگر جو گھڑی ان پر ایسی گذری ہو گی جس میں انھوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا ہو گا اس گھڑی پر ان کو حسرت ہو گی۔ (طبرانی و بیہقی)

ف۔ مگر اس حسرت میں دنیا کی سی تکلیف نہ ہو گی' پس یہ شبہ نہ رہا کہ جنت میں تکلیف کیسی۔

(۴۵) عائشہ بنت سعدؓ بن ابی وقاص اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک بی بی کے ہاں گئے اور اس بی بی کے سامنے کھجور کی گٹھلیاں اور کنکریاں تھیں جن پر وہ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھ رہی تھیں۔ (الخ اور آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا) ابوداؤد و ترمذی مع تحسین و نسائی و ابن حبان و حاکم مع تصحیح۔

ف۔ یہ اصل ہے تسبیح پر گننے کی (کما قرر الشامی) یہ پانچ حدیثیں ترغیب کی ہیں۔ یہاں تک تو عام ذکر کا بیان تھا۔ بعضے خاص خاص ذکروں کا بھی ثواب آتا ہے' ان میں سے بعضے آسان اور مختصر بطور نمونہ بتلاتا ہوں' جیسے **الف۔** لا الہ الا اللہ یا مع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ **ب**۔ سبحان اللہ۔ **ج**۔ الحمدللہ ۔ **د**۔ اللہ اکبر۔ **ہ**۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ واستغفر اللہ و اتوب الیہ۔ **ز**۔ درود شریف جو کوئی طرح سے ہے' ایک ہلکا سا یہ ہے۔ "اللھم صل علی محمد و علی ال محمد" (نسائی عن زید بن خارجہ)

خلاصہ۔ یہ کہ ذکر سے غافل مت ہو' خواہ کوئی خاص ذکر کرو یا عام' پھر خواہ ہر وقت ایک ہی یا کسی وقت کوئی کسی وقت کوئی' پھر خواہ بے گنتی خواہ انگلیوں یا تسبیح پر گنتی سے' اور بعض دعائیں خاص وقتوں کی بھی ہیں اگر شوق ہو تو کسی دین دار عالم سے پوچھ لو' ورنہ نمونے کے طور پر جو ابھی لکھ دی ہیں یہ بھی کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے!

روح چہاردہم (۱۴)

مال داروں کو زکوٰۃ کی پابندی کرنا

یہ بھی مثل نماز کے اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے۔ بہت سی آیتوں میں زکوٰۃ دینے کا حکم اور اس کے دینے کا ثواب اور اس کے نہ دینے کا عذاب مذکور ہے، اور زیادہ آیتیں ایسی ہیں جن میں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا بھی حکم ہے۔ یہ سب آیتیں قرآن مجید میں آسانی سے مل سکتی ہیں۔ اور جو شخص عربی نہ جانتا ہو اس کو ترجمہ والے قرآن میں مل سکتی ہیں۔ اس لیے اس جگہ صرف حدیثیں لکھتا ہوں:۔

(۱) حضرت ابو درداءؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: آپؐ نے فرمایا کہ زکوٰۃ اسلام کا پل ہے یا بلند عمارت ہے۔ (اگر زکوٰۃ نہ دے تو اسلام پر چل نہیں سکتا، یا اسلام کے نیچے کے درجہ میں رہا)۔ (طبرانی اوسط و کبیر)۔

ف۔ اس سے زکوٰۃ کا کتنا بڑا درجہ ثابت ہوا، اور اس کے نہ دینے سے مسلمانی میں کتنا بڑا نقصان معلوم ہوا۔

(۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی اس سے اس کی برائی جاتی رہی (یعنی زکوٰۃ نہ دینے سے جو اس مال میں نحوست اور گندگی آجاتی وہ نہیں رہی۔ (طبرانی اوسط ابن خزیمہ صحیح)۔

ف۔ معلوم ہوا کہ جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے اس میں برکت نہیں رہتی، اس کی کچھ تفصیل نمبر ۱۳ و نمبر ۱۴ میں آتی ہے۔

(۳) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا،

آپؐ فرماتے تھے: جو شخص اللہ و رسول پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ (طبرانی)۔

ف۔ اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ نہ دینے سے ایمان میں کمی رہتی ہے۔

(۴) عبد اللہ بن معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص ان کو کرے گا ایمان کا ذائقہ چکھے گا۔ صرف اللہ کی عبادت کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ سوا اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ ہر سال اس طرح دے کہ اس کا نفس اس پر خوش ہو اور اس پر آمادہ کرتا ہو الخ یعنی اس کو روکتا نہ ہو)۔

ف۔ زکوٰۃ کا مرتبہ تو اس سے ظاہر ہوا کہ اس کو توحید کے ساتھ ذکر فرمایا اور اس کا اثر اس سے ظاہر ہوا کہ اس سے ایمان کا مزہ بڑھ جاتا ہے۔

(۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص سونے کا رکھنے والا اور چاندی کا رکھنے والا ایسا نہیں جو اس کا حق (یعنی زکوٰۃ) نہ دیتا ہو مگر (اس کا یہ حال ہو گا کہ) جب قیامت کا دن ہو گا اس شخص کے (عذاب کے لیے) اس سونے چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی، پھر ان تختیوں کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر ان سے اس کی کروٹ اور پیشانی اور پشت کو داغ دیا جائے گا۔ جب وہ تختیاں ٹھنڈی ہونے لگیں، پھر دوبارہ ان کو تپا لیا جائے گا۔ (اور) یہ اس دن میں ہو گا جس کی مقدار پچاس برس کی ہو گی (یعنی قیامت کے دن میں) الخ (بخاری و مسلم واللفظ لمسلم)۔

(۶) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان مالداروں پر ان کے مال میں اتنا حق (یعنی زکوٰۃ) فرض کیا ہے جو ان کے غریبوں کو کافی ہو جائے۔ اور غریبوں کو بھوکے، ننگے ہونے کی جب کبھی تکلیف

ہوتی ہے مالداروں ہی کی (اس کرتوت) کی بدولت ہوتی ہے (کہ زکوۃ نہیں دیتے) یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ان سے (اس پر) سخت حساب لینے والا اور ان کو دردناک عذاب دینے والا ہے۔ (طبرانی اوسط و صغیر)۔

ف۔ ایک حدیث میں اس کی تفصیل میں یہ بھی ارشاد ہے کہ محتاج لوگ قیامت میں اللہ تعالیٰ سے مالداروں کی یہ شکایت کریں گے کہ ہمارے حقوق جو آپ نے ان پر فرض کیے تھے انھوں نے ہم کو نہیں پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: اپنی عزت و جلال کی قسم! میں تم کو مقرب بناؤں گا اور ان کو دور کردوں گا۔ (طبرانی صغیر و اسراد ابوالشیخ کتاب الثوب)۔

(۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم کو نماز کی پابندی کا اور زکوۃ دینے کا حکم کیا گیا ہے۔ اور جو شخص زکوۃ نہ دے اس کی نماز بھی مقبول نہیں ہوتی۔ (طبرانی و اصبہانی)۔ اور ایک روایت میں ان کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز کی پابندی کرے اور زکوۃ نہ دے وہ (پورا) مسلمان نہیں کہ اس کا نیک عمل اس کو نفع دے۔ (اصبہانی)

ف۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ لوگ نماز بھی چھوڑ دیں۔ اگر ایسا کریں گے تو اس کا عذاب الگ ہوگا' بلکہ مطلب یہ ہے کہ زکوۃ بھی دینے لگیں۔

(۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو پھر وہ اس کی زکوۃ نہ ادا کرے قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل بنا دیا جائے گا جس کی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے' (ایسا سانپ بہت زہریلا ہوتا ہے) اور اس کے گلے میں طوق (یعنی ہنسلی) کی طرح ڈال دیا جائے گا اور وہ اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں' میں تیری جمع ہوں' پھر آپؐ نے (اس کی تصدیق) پر آیت پڑھی۔ وَلَا يَحْسَبَنَّ

الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الایۃ (اس آیت میں مال کے طوق بنائے جانے کا ذکر ہے)۔
بخاری و نسائی)۔

(۹) عمارہ بن حزمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (علاوہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانے کے) اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں اور فرض کی ہیں' پس جو شخص ان میں سے تین کو ادا کرے تو وہ اس کو پورا کام نہ دیں گی' جب تک سب کو ادا نہ کرے اور وہ نماز' زکوٰۃ اور رمضان کے روزے اور بیت اللہ کا حج۔ (احمد)

ف۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نماز' روزہ و حج سب کرتا ہو' مگر زکوٰۃ نہ دیتا ہو' وہ سب بھی اس کی نجات کے لیے کافی نہیں۔

(۹) حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زکوٰۃ نہ دینے والا--- قیامت کے دن دوزخ میں جائے گا۔ (طبرانی صغیر)۔

(۱۰) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز تو سب کے سامنے ظاہر ہونے والی چیز ہے اس کو تو قبول کر لیا اور زکوٰۃ پوشیدہ چیز ہے اس کو خود کھالیا' حق داروں کو نہ دیا' ایسے لوگ منافق ہیں۔ (بزار)

ف۔ یعنی بعضے لوگ نماز اسی لیے پڑھتے ہیں کہ نہ پڑھیں گے تو سب کو خبر ہو گی اور زکوٰۃ اس لیے نہیں دیتے کہ اس کی خبر کسی کو نہیں ہوتی' اور منافق ایسا ہی کرتے تھے' ورنہ خدا کے حکم تو دونوں ہیں۔

(۱۱) حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ جس قوم نے زکوٰۃ دینا بند کر لیا اللہ تعالیٰ ان کو قحط میں مبتلا کرتا ہے۔ اور ایک اور روایت میں یہ لفظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے بارش کو روک لیتا ہے۔ (طبرانی و بیہقی)

(۱۲) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس

مال میں زکوۃ ملی ہوئی رہی وہ اس کو برباد کر دیتی ہے:(بزار و بیہقی)۔

ف۔ زکوۃ ملنا' یہ کہ اس میں زکوۃ فرض ہو جائے اور نکالی نہ جائے اور برباد ہونا' یہ کہ وہ مال جاتا رہے یا اس کی برکت جاتی رہے۔ جیسا اگلی حدیث میں مذکور ہے۔

(۱۳) حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی مال خشکی میں یا دریا میں تلف ہوتا ہے' زکوۃ نہ دینے سے ہوتا ہے۔(طبرانی اوسط)

ف۔ اور اگر باوجود زکوۃ دینے کے شاذ و نادر تلف ہو جائے تو وہ حقیقت میں تلف نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا اجر آخرت میں ملے گا اور زکوۃ نہ دینے سے جو تلف ہوا وہ سزا ہے' اس پر اجر کا وعدہ نہیں۔

(۱۴) حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ میں اور میری خالہ نبی کریمؐ کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوئے کہ ہم سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے۔ آپؐ نے ہم سے پوچھا کہ کیا تم ان کی زکوۃ دیتی ہو؟ ہم نے عرض کیا: نہیں! آپؐ نے فرمایا: کیا تم کو اس سے ڈر نہیں لگتا کہ تم کو اللہ تعالیٰ آگ کے کنگن پہنائے۔ اس کی زکوۃ ادا کیا کرو۔ (احمد بسند حسن)۔ یہ سب روایتیں ترغیب و ترہیب میں ہیں۔

ف۔ حدیثوں سے یہ امور ثابت ہوئے۔ (الف) زکوۃ کی فرضیت اور فضیلت (ب) زکوۃ نہ دینے کا وبال اور عذاب' دنیا میں تو مال کی بربادی یا بے برکتی اور آخرت میں دوزخ! (ج) زکوۃ نہ دینے والے کی نماز روزہ وغیرہ بھی مقبول نہ ہونا (د) زکوۃ نہ دینے والے کی حالت منافق کے مشابہ ہونا' جس کا بیان نمبر۱۰ کے ذیل میں گذرا (ہ) زکوۃ کا حقوق العباد کے مشابہ ہونا' جیسا کہ نمبر۶ کے ذیل میں گذرا۔ اس سے اس کی تاکید دوسری عبادتوں سے اور زیادہ بڑھ گئی۔ اب چند

ضروری مضامین زکوٰۃ کے متعلق لکھتا ہوں۔ (پہلا مضمون) جن چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے وہ کئی چیزیں ہیں: ایک چاندی سونا' خواہ روپیہ اشرفی ہو' خواہ نوٹ کی شکل میں' پھر خواہ اپنے قبضہ میں ہو خواہ کسی کے ذمہ ادھار ہو' جس کا اپنے پاس ثبوت ہو یا ادھار لینے والا اقراری ہو' خواہ چاندی سونے کے برتن یا زیور یا سچا گوٹہ ٹھپہ ہو' اگر صرف چاندی کی چیزیں ہوں اور وزن میں ساڑھے چون روپے کی برابر ہو جائے' اور اگر چاندی کے ساتھ کچھ سونے کی بھی ہوں اور سونے کے دام چاندی کے وزن کے ساتھ مل کر وہی ساڑھے چون روپیہ کی برابر ہو جائے تو جس دن سے ان چیزوں کا مالک ہوا ہے اس دن سے اسلامی سال گذرنے پر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہو گی۔ اور احتیاط یہ ہو گی کہ اگر پچاس روپیہ کے برابر بھی مالیت ہو تب بھی سوا روپیہ زکوٰۃ کا دیدے' اور دوسری چیز جس میں زکوٰۃ فرض ہے سوداگری کا مال ہے۔ جب وہ قیمت میں اتنے کا ہو جس کا ابھی بیان ہوا ہے اور اس قیمت کی مقدار سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ مسلمانوں میں کثرت سے ایسے لوگ ہیں جن پر زکوٰۃ فرض ہے۔ کیونکہ اتنے زیور سے یا سوداگری کی اتنی مالیت سے بہت کم گھر خالی ہوں گے۔ مگر وہ اس سے غافل ہیں۔ سو اس کا ضرور خیال کرنا چاہیے۔ تیسری چیز ایسے اونٹ یا گائے' بھینس یا بھیڑ بکریاں ہیں جن کو صرف دودھ اور بچے حاصل کرنے کے لیے پالا ہو' اور وہ جنگل میں چرتے ہوں۔ چونکہ اس ملک میں اس کا رواج کم ہے لہٰذا ان کی تعداد جس میں زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے نہیں لکھی گئی۔ جس کو ضرورت ہو عالموں سے پوچھ لے۔

چوتھی چیز عشری زمین کی پیداوار ہے۔ اس کے مسائل بھی عالموں سے پوچھ لیے جائیں۔ پانچویں چیز صدقہ فطر ہے' جو عید کے دن زکوٰۃ والوں پر تو سب پر واجب ہے اور بعضے ایسے شخصوں پر بھی واجب ہے جن پر زکوٰۃ واجب نہیں'

اس کو بھی کسی عالم سے پوچھ لیں۔ یہ اپنی طرف سے اور نابالغ بچوں کی طرف سے دینا چاہیے---

(دوسرا مضمون) سب سے زیادہ زکوٰۃ کے حق دار اپنے غریب رشتہ دار ہیں' خواہ بستی میں ہوں یا دوسری جگہ۔ ان کے بعد اپنی بستی کے لوگ زیادہ غریب ہوں تو پھر ان ہی کا حق زیادہ ہے۔ مگر جن کو زکوٰۃ دینا ہو وہ نہ بنی ہاشم ہوں' یعنی سید وغیرہ اور نہ زکوٰۃ دینے والے کے ماں باپ یا دادی دادا یا نانی نانا یا اولاد یا میاں بی بی لگتے ہوں اور کفن یا مسجد میں لگانا بھی درست نہیں۔ البتہ میت والے کو اگر دیدے تو درست ہے۔ مگر پھر اس کو کفن میں لگانے نہ لگانے کا اختیار ہوگا اور اسی طرح ہر انجمن یا ہر مدرسہ میں دینا درست نہیں' جب تک مدرسہ والوں اور انجمن والوں سے پوچھ نہ لے کہ تم زکوٰۃ کو کس طریقہ پر خرچ کرتے ہو۔ اور پھر کسی عالم سے پوچھ لے کہ اس طریقہ سے خرچ کرنے سے زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے یا نہیں۔

(تیسرا مضمون) مسلمانوں کی زیادہ پریشانی ظاہری و باطنی کا سبب افلاس ہے اور زکوٰۃ اس کا کافی علاج ہے۔ اگر مالدار فضول خرچی نہ کریں اور ہٹے کٹے محنت مزدوری کرتے رہیں' اور معذور لوگوں کی زکوٰۃ سے امداد ہوتی رہے تو مسلمانوں میں ایک بھی ننگا بھوکا نہ رہے۔ حدیث نمبر۶ خود حضور ﷺ کے ارشاد میں یہ مضمون صاف صاف مذکور ہے۔

روح پانزدہم

علاوہ زکوٰۃ کے اور نیک کاموں میں خرچ کرنا اور ہمدردی کرنا

یعنی زکوٰۃ دے کر بے رحم نہ ہو جائے کہ اب میرے ذمے کسی کی کوئی ہمدردی لازم نہیں۔ زکوٰۃ تو ایک بندھا ہوا حق ہے' باقی بہت سے متفرق کام ایسے بھی ہیں کہ موقع پر ان میں مال خرچ کرنا اور جس کے پاس مال نہ ہو یا اس میں مال کا کام نہ ہو تو جان سے مدد کرنا بھی ضروری ہے۔ باقی ضرورت کا درجہ' اس کی تحقیق علماء سے ہو سکتی ہے۔ اس کی اجمالی دلیل ایک آیت اور حدیث سے لکھ کر پھر کچھ تفصیل لکھی جائے گی۔

اجمالی دلیل ا۔ حضرت فاطمہؓ بنت قیس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیشک مال میں زکوٰۃ کے علاوہ اور بھی کچھ حقوق ہیں' پھر (اس کی تائید میں) آپؐ نے یہ آیت پڑھی؟ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا الایۃ (تائید اس طرح ہوئی کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا اور خاص موقع پر مال دینے کا بھی ذکر فرمایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ مواقع مال دینے کے زکوٰۃ کے علاوہ ہیں۔ (ترمذی و ابن ماجہ و دارمی)

ف۔ یہ دعویٰ' آیت اور حدیث دونوں سے ثابت ہو گیا۔ حاشیہ میں طیبی و مرقات سے اس کی تفصیل کی کچھ مثالیں لکھی ہیں۔ یعنی یہ کہ سائل کو اور قرض مانگنے والے کو محروم نہ کرے' برتنے کی چیز مانگنے پر دینے سے انکار نہ کرے' پانی' نمک' آگ وغیرہ خفیف چیزیں ویسے ہی دے دے۔ آگے آیتوں اور حدیثوں سے

زیادہ تفصیل معلوم ہو گی۔

تفصیلی دلیلیں (آیات) ۲۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور تم لوگ خرچ کیا کرو اللہ کی راہ میں (سیقول قریب نصف) کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے' اچھے طور پر قرض دینا (یعنی اخلاص کے ساتھ) الخ (سیقول قریب ختم)

(۳) تم خیر کامل کو کبھی حاصل نہ کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کرو گے اور جو کچھ خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے۔ (لن تنالوا شروع)

(۴) وہ (جنت) تیار کی گئی ہے خدا سے ڈرنے والوں کے لیے ایسے لوگ جو کہ خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں۔ (لن تنالوا بعد ربع)

(۵) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔ (یعتذرون ربع اول)

(۶) اور جو کچھ چھوٹا بڑا انھوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان اللہ کی راہ میں ان کو طے کرنے پڑے' یہ سب ان کے نام لکھا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے۔ (یعتذرون ربع اول)۔

(۷) اور قرابت دار کو اس کا حق دیتے رہنا اور محتاج اور مسافر کو بھی۔ (سبحٰن الذی ربع اول)۔

(۸) اور جو چیز تم خرچ کرو گے سو وہ اس کا عوض دے گا۔ (ومن یقنت بعد نصف)۔

(۹) اور وہ لوگ خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (تبارک الذی سورہ دہر)۔

ف۔ اور بھی بہت آیتیں ہیں جن میں زکوٰۃ کی قید نہیں' دوسرے نیک

کاموں میں خرچ کرنے کا مضمون مذکور ہے۔ آگے احادیث ہیں:۔

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے بیٹے آدمؑ کے! تو (نیک کام میں) خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ (بخاری و مسلم)۔

(۲) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ حرص (حب مال) سے بچو۔ اس حرص نے پہلے لوگوں کو برباد کر دیا۔ (مسلم)۔

(۳) حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی حیات میں ایک درہم خیرات کرنا مرنے کے وقت سو درہم کے خیرات کرنے سے بہتر ہے۔ (ابو داؤد)

(۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خیرات کرنے میں حتی الامکان جلدی کیا کرو۔ کیونکہ بلا اس سے آگے نہیں بڑھنے پاتی (بلکہ رک جاتی ہے۔ (رزین)

ف۔ ثواب کے علاوہ یہ دنیا کا بھی فائدہ ہے۔

(۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جو شخص ایک کھجور کی برابر پاک کمائی سے خیرات کرے گا اور اللہ تعالیٰ پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں لیتا ہے (داہنے ہاتھ کا مطلب اللہ ہی کو معلوم ہے) پھر اس کو بڑھاتا ہے، جیسا کہ تم میں کوئی اپنے بچھڑے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خیرات دینا مال کو کم نہیں ہونے دیتا (خواہ آمدنی بڑھ جائے یا برکت بڑھ جائے خواہ ثواب

بڑھتا رہے۔(مسلم)

(۷) حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی قسم کی بھلائی کو حقیر نہ سمجھنا گو اتنی سہی کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے خندہ پیشانی سے مل لو۔(مسلم)

(۸) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان کے ذمے کچھ نہ کچھ صدقہ کرنا ضروری ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگر کسی کے پاس (مال) موجود نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھوں سے کچھ محنت کرے (اور مال حاصل کر کے) اپنے بھی کام میں لائے اور صدقہ بھی کرے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگر معذوری کی وجہ سے بھی نہ کر سکے یا (اتفاق سے) ایسا نہ کرے آپ ﷺ نے فرمایا تو کسی پریشان حاجت مند کی مدد کر دے (یہ بھی صدقہ ہے) لوگوں نے عرض کیا کہ اگر یہ بھی نہ کرے، آپؐ نے فرمایا کسی کو کوئی نئی بات بتلا دے۔ لوگوں نے عرض کیا، اگر یہ بھی نہ کرے، آپؐ نے فرمایا: کسی کو شر نہ پہونچائے، یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔(بخاری و مسلم)

ف۔ ان سب کو صدقہ اس وجہ سے فرمایا جیسا کہ صدقہ سے خلق کو نفع پہونچتا ہے۔ ان کاموں سے بھی پہونچتا ہے ورنہ صدقہ کے اصلی معنی تو اللہ کی راہ میں کچھ مال دینے کے ہیں اور نقصان نہ پہونچانے کو نفع پہونچانے میں داخل فرمانا کتنی بڑی رحمت ہے۔

(۹ و ۱۰) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے ہر جوڑ پر ہر روز ایک صدقہ لازم ہے۔ دو شخصوں کے درمیان انصاف کر دے یہ بھی صدقہ ہے، کسی شخص کو جانور پر سوار کرنے میں یا اس کا اسباب لادنے میں مدد کر دے، یہ بھی صدقہ ہے۔ کوئی اچھی بات (جس سے کسی کا بھلا ہو

جائے یہ بھی صدقہ ہے جو قدم نماز کی طرف اٹھاوہ بھی صدقہ ہے کوئی تکلیف کی چیز راستہ سے ہٹادے' یہ بھی صدقہ ہے۔(بخاری و مسلم)

ف۔ مسلم کی ایک دوسری حدیث میں اس کی شرح آتی ہے کہ (گنتی کے قابل) انسان کے تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ جس شخص نے روز مرہ اتنی نیکیاں کر لیں اس نے اپنے کو دوزخ سے بچالیا۔

(۱۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہت اچھا صدقہ یہ ہے کہ کوئی اونٹنی دودھ والی کسی کو مانگے دے دی جائے (اور اسی طرح) بکری دودھ والی مانگے دے دی جائے (اس طرح کہ وہ اس کا دودھ پیتا رہے' جب دودھ نہ رہے لوٹادے) جو ایک برتن صبح کو بھردے ایک برتن شام کو بھردے۔(بخاری و مسلم)

(۱۲) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان کوئی درخت لگا دے یا کوئی کھیتی بودے۔ پھر اس میں سے کوئی انسان یا پرندہ' چرندہ' جانور کھائے' وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہو گا۔(بخاری و مسلم)اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت جابرؓ سے ہے کہ جو اس میں سے چوری ہو جائے وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔

ف۔ حالانکہ مالک نے چور کو نفع پہونچانے کا ارادہ نہیں کیا' پھر بھی صدقہ کا ثواب ملنا' یہ کتنی بڑی رحمت ہے۔

(۱۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ---------- کہ ایک بد چلن عورت کی اس پر بخشش ہو گئی کہ اس کا ایک کتے پر گذر ہوا جو ایک کنویں کے کنارے پر زبان لٹکائے ہوئے تھا' پیاس سے ہلاک ہونے کو تھا' اس عورت نے اپنا چمڑے کا موزہ نکالا اور اس کو اپنی اوڑھنی میں

باندھا اور اس کے لیے پانی نکالا اور اس کو پلایا۔ اس سے اس کی بخشش ہو گئی۔

عرض کیا گیا کہ ہم کو جانوروں (کی خدمت کرنے میں) بھی ثواب ملتا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: جتنے تر کلیجے والے ہیں (یعنی جاندار ہیں) ان سب میں ثواب ملتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

ف۔ مگر جو موذی جانور ہیں جیسے سانپ بچھو ان کا حکم بخاری و مسلم کی دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ ان کو قتل کر دو۔ (باب المحرم یجتنب الصید)

(۱۴) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رحمٰن کی عبادت کرو اور کھانا کھلایا کرو اور سلام کو عام کرو (یعنی ہر مسلمان کو سلام کرو خواہ اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو) تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔ (ترمذی و ابن ماجہ)

(۱۵) حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اپنے بھائی (مسلمان) کا سامنا (یعنی ملاقات) ہو۔ اس وقت مسکرانا (جس سے وہ سمجھے کہ مجھ سے مل کر اس کو خوشی ہوئی ہے) یہ بھی صدقہ ہے' اور کسی کو اچھی بات کا حکم کر دینا اور بری بات سے منع کر دینا یہ بھی صدقہ ہے' اور راستہ بھول جانے کے مقام میں کسی کو راستہ بتلا دینا' یہ بھی تیرے لیے صدقہ ہے اور کسی کی بینائی میں خرابی ہو' اس کی مدد کر دینا بھی تیرے لیے صدقہ ہے۔ اور کوئی پتھر' کانٹا ہڈی راستہ سے ہٹا دینا' یہ بھی تیرے لیے صدقہ ہے' اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں (پانی) انڈیل دینا' یہ بھی تیرے لیے صدقہ ہے (ترمذی)

(۱۶) حضرت سعد بن عبادہؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے عرض کیا کہ ام سعدؓ (یعنی میری والدہ) مر گئیں۔ سو کون سا صدقہ زیادہ فضیلت کا ہے (جس کا ثواب ان کو بخشوں) آپؐ نے فرمایا پانی! انھوں نے ایک کنواں کھدوایا اور یہ کہہ دیا کہ یہ

(یعنی اس کا ثواب) ام سعدؓ کے لیے ہے۔(ابوداؤد' نسائی)

(۱۷) حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان کو (اس کے ننگے یعنی) کپڑا نہ ہونے کی حالت میں کپڑا دے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے سبز کپڑے دے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو اس کے بھوکے ہونے (یعنی کھانا نہ ہونے) کی حالت میں کھانا دے' اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل دے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاس کے وقت پانی پلا دے (اس کو جنت) کی مہر لگی ہوئی (یعنی نفیس) شراب سے پلائے گا۔(ابوداؤد و ترمذی)

(۱۸) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات چیزیں ہیں جن کا ثواب بندہ کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے اور یہ قبر میں پڑا ہوا ہوتا ہے۔جس نے علم دین سکھلایا' کوئی نہر کھودی یا کوئی کنواں کھدوایا' یا کوئی درخت لگایا' یا کوئی مسجد بنائی' یا کوئی قرآن چھوڑ گیا' یا کوئی اولاد چھوڑی جو اس کے لیے مرنے کے بعد بخشش کی دعا کرے۔(ترغیب از بزار و ابو نعیم)

اور ابن ماجہ نے بجائے درخت لگانے اور کنواں کھودنے کے صدقہ اور مسافر خانہ کا ذکر کیا ہے۔(ترغیب اس حدیث سے دینی مدرسہ کی اور رفاہ عام کے کاموں کی بھی فضیلت ثابت ہوئی۔

(۱۹) حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال تقسیم فرمایا' میں نے عرض کیا:۔یا رسول اللہؐ فلانے کو بھی دیدیجیے۔(حدیث کے اخیر میں ہے کہ) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں (بعض اوقات) کسی شخص کو دیتا ہوں' حالانکہ دوسرا شخص مجھ کو اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے (مگر) اس اندیشہ سے (دیتا ہوں) کہ اس کو اگر نہ ملے تو وہ اسلام پر قائم نہ رہے' اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دے (کیونکہ بعضے نو مسلم اول میں مضبوط نہیں

ہوتے اور تکلیف کی سہار نہیں کر سکتے' ان کے اسلام سے پھر جانے کا شبہ رہتا ہے تو ان کو آرام دینا ضروری ہے۔ (عین مسلم) ف۔ اس حدیث سے نو مسلموں کی امداد کرنے کی اور ان کو آرام پہنچانے کی فضیلت ثابت ہے۔

(۳۰) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو سچا دین دے کر بھیجا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو عذاب نہ دے گا جس نے یتیم پر رحم کیا اور اس سے نرمی کے ساتھ بات کی اور اس کی یتیمی اور بے چارگی پر ترس کھایا۔ (ترغیب از طبرانی)

ف۔ اس حدیث سے یتیم خانوں کی امداد کی بھی فضیلت ثابت ہوئی۔

خلاصہ: یہ آیتیں اور بیس حدیثیں ہیں جو مشکوۃ سے لی گئی ہیں بجز دو تین کہ ان میں دوسری کتاب کا نام لکھ دیا ہے۔ ان سے بہت سے مواقع مخلوق کو نفع پہنچانے کے معلوم ہوئے اور ایسے ہی اور بہت کام ہیں جو سب کے سب ایک آیت اور ایک حدیث میں جمع ہیں۔ آیت ایک دوسرے کی مدد کرنے کی نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں (مائدہ)۔

حدیث رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب آدمیوں سے زیادہ پیارا وہ ہے جو آدمیوں کو زیادہ نفع پہنچائے۔ (ترغیب عن الاصبہانی) اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے!

روح شانزدہم ملقب بہ باب الریان

روزے رکھنا

خاص کر فرض روزے رمضان کے اور واجب روزے رکھنا' روزہ بھی مثل نماز و زکوٰۃ کے اسلام کا ایک رکن 'یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے' چنانچہ ا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا اور ۲۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے الخ (یہ وہ حدیث ہے جو روح چہاردہم کے نمبر ۹ میں گذر چکی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز' و زکوٰۃ وحج کرتا ہو مگر روزہ نہ رکھتا ہو تو اس کی نجات کے لیے کافی نہیں۔ روزہ میں ایک خاص بات ایسی ہے جو کسی عبادت میں نہیں۔ وہ یہ ہے کہ چونکہ روزہ ہونے یا نہ ہونے کی بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو خبر نہیں ہو گی۔ اس لیے روزہ وہی رکھے گا جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت یا اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو گا اور اگر فی الحال اس میں کچھ کمی بھی ہو گی تو تجربہ سے ثابت ہے کہ محبت و عظمت کے کام کرنے سے محبت و عظمت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لیے روزہ رکھنے سے یہ کمی پوری ہو جائے گی اور ظاہر ہے کہ جس کے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف اور محبت ہو گی۔ وہ دین میں کتنا مضبوط ہو گا تو روزہ رکھنے میں دین کی مضبوطی کی خاصیت ثابت ہو گئی۔ اگلی دو حدیثوں میں اسی بات کو اس طرح فرمایا ہے:

(۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آدمی کے سب عمل اس کے لیے ہیں 'مگر روزہ' کہ وہ خاص میرے لیے ہے۔ (بخاری)

(۴) ایک اور روایت میں حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ روزہ دار اپنا کھانا اپنا پینا اپنی نفسانی خواہش (جو بی بی سے متعلق ہے) میری وجہ سے چھوڑ دیتا ہے۔

(بخاری) اور اس حدیث کی تفصیل ایک دوسری حدیث میں آئی ہے۔

(۵) یعنی رسول اللہ ﷺ نے حق تعالیٰ کا یہ ارشاد فرمایا کہ وہ کھانا میرے لیے چھوڑ دیتا ہے اور اپنی لذت میرے لیے چھوڑ دیتا ہے اور اپنی بی بی کو میرے لیے چھوڑ دیتا ہے (یعنی اپنی خواہش اس سے پوری نہیں کرتا۔ (ابن خزیمہ)

ف۔ ان حدیثوں سے اوپر والی بات ثابت ہو گئی اور اسی لیے روزہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی چیز فرمایا' جیسا نمبر ۳ میں گذرا' اور اسی خصوصیت مذکورہ کے سبب روزہ کو اگلی حدیث میں بڑی تاکید سے سب عملوں میں بے نظیر پایا' چنانچہ نمبر ۶ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو کسی (بڑے) عمل کا حکم دیجیے۔ فرمایا: روزہ کو لو' کیونکہ کوئی عمل اس کے برابر نہیں۔ میں نے دوبارہ عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ! مجھ کو کسی بڑے عمل کا حکم دیجیے' فرمایا: روزہ کو لو' کیونکہ کوئی عمل اس کی مثل نہیں۔ میں نے تیسری بار پھر عرض کیا یا رسول اللہؐ! مجھ کو کسی بڑے عمل کا حکم دیجیے۔ فرمایا: روزہ کو لو' کیونکہ کوئی عمل اس کی مثل نہیں۔ (نسائی و ابن خزیمہ)

ف۔ یعنی بعض خصوصیتوں میں بے مثل ہے۔ مثلاً: خصوصیت مذکورہ میں و روزہ میں جو حق تعالیٰ کی محبت اور خوف کی خاصیت ہے' روزہ دار اگر اس کا خیال رکھے تو ضرور گناہوں سے بچے گا۔ کیونکہ گناہ محبت اور خوف کی کمی ہی سے ہوتا ہے اور جب گناہوں سے بچے گا تو دوزخ سے بھی بچے گا۔ اگلی حدیث کا یہی مطلب ہے۔

(۷) پیغمبر ﷺ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا: روزہ ایک ڈھال ہے اور ایک مضبوط قلعہ ہے دوزخ سے (بچانے کے لیے)۔ (احمد و بیہقی) اور جس طرح روزہ گناہوں سے بچاتا ہے جو کہ باطنی بیماریاں ہیں اسی طرح بہت سی ظاہری

بیماریوں سے بچاتا ہے۔ کیوں زیادہ تر بیماریاں کھانے پینے کی زیادتی سے ہوتی ہیں، روزہ سے ان میں کمی ہو گی تو ایسی بیماریاں بھی نہ آئیں گی۔ اگلی حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے۔

(۸) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر شئے کی ایک زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ (ابن ماجہ)

ف۔ یعنی جس طرح زکوٰۃ میں مال کا میل کچیل نکل جاتا ہے اسی طرح روزہ میں بدن کا میل کچیل، یعنی مادہ فاسدہ جس سے بیماری پیدا ہوتی ہے دور ہو جاتا ہے اور اگلی حدیث میں یہ مضمون بالکل ہی صاف آیا ہے۔

(۹) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ روزہ رکھا کرو، تندرست رہو گے۔ (طبرانی) اور روزہ سے جس طرح ظاہری و باطنی مضرت زائل ہوتی ہے اسی طرح اس سے ظاہری و باطنی مسرت حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ۔

(۱۰) حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک لانبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ روزہ دار کو دو خوشیاں (نصیب) ہوتی ہیں، ایک تو جب افطار کرتا ہے (یعنی روزہ کھولتا ہے تو اپنے افطار پر خوش ہوتا ہے، چنانچہ ظاہر ہے اور جب اپنے پروردگار سے ملے گا (اس وقت) اپنے روزہ پر خوش ہو گا۔ (بخاری) اور رمضان میں ایک دوسری عبادت اور مقرر کی گئی ہے۔ یعنی تراویح میں قرآن پڑھنا اور سننا جو کہ سنت مؤکدہ ہے، بعضی باتیں اس میں روزے کی سی ہیں۔ مثلاً نیند جو کہ کھانے پینے کی طرح نفس کو پیاری چیز ہے، تراویح سے اس میں کسی قدر کمی رہتی ہے۔ اور مثلاً اس کم سونے کی بھی پوری خبر کسی کو نہیں ہو سکتی، چنانچہ بہت دفعہ آدمی نماز میں سو جاتا ہے اور دوسرے لوگ سمجھتے ہیں کہ جاگ رہا ہے۔

اور مثلاً: بعض دفعہ سجدہ میں نیند آجانے سے بدن ایسی وضع پر آجاتا ہے کہ اس وضع پر سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے' اور جب وضو نہ رہا نماز بھی نہ رہی' یا مثلاً وضو بھی نہ ٹوٹا' مگر سوتے ہوئے جس قدر حصہ نماز کا ادا ہوا ہے وہ صحیح نہیں ہوا' تو ایسی حالتوں میں نیند جیسی پیاری چیز کو دفع کرنا یا تازہ وضو کر کے اس نماز کو لوٹانا یا نماز کے اس حصہ کو لوٹانا جو سوتے میں ادا ہوا ہے وہی شخص ادا کر سکتا ہے جس کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت اور خوف ہو گا۔

پس روزہ کی طرح اس عباوت' یعنی تراویح میں قرآن پڑھنے اور سننے میں بھی زیادہ دکھلاوا نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک شان کی دو عبادتیں جمع فرما دیں ایک دن میں ایک رات میں۔ اگلی دو حدیثوں میں اسی کا ذکر ہے۔

(۱۱) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے کو فرض فرمایا' اور میں نے رمضان کی شب بیداری کو (تراویح و قرآن کے لیے) تمہارے واسطے (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) سنت بنایا (جو مؤکدہ ہونے کے سبب وہ بھی ضروری ہے۔ جو شخص ایمان سے اور ثواب کے اعتقاد سے رمضان کا روزہ رکھے اور رمضان کی شب بیداری کرے وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جائے گا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔ (نسائی)

(۱۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندہ کی شفاعت (یعنی بخشش کی سفارش) کریں گے۔ روزہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار! میں نے اس کو کھانے اور نفسانی خواہش سے روکے رکھا۔ سو اس کے حق میں میری سفارش قبول کیجیے' اور قرآن کہے گا کہ میں نے اس کو پورا سونے سے روکے رکھا' سو اس کے حق میں میری سفارش قبول کیجیے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ان دونوں کی

سفارش قبول کرلی جائے گی (احمد و طبرانی فی الکبیر و ابن ابی الدنیا و حاکم)

ف۔ دونوں حدیثیں ملانے سے صیام و قیام میں مناسبت جس کی تفصیل ابھی اوپر آئی ہے ظاہر ہے یہاں تک مضمون کا ایک سلسلہ تھا آگے متفرق طور پر لکھا جاتا ہے۔ آیت نمبر ۱۴۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ایک لانبی آیت میں) فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں (محمد ﷺ) کی جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو (جو فاقہ سے پیدا ہو جاتی ہے) اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہے۔ (بخاری)

ف۔ اس بدبو کا اصلی سبب چونکہ معدہ ہے۔ اس لیے یہ مسواک سے بھی نہیں جاتی' ہاں کچھ کم ہو جاتی ہے۔

(۱۵) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک لانبی حدیث میں جس میں اعمال کے ثواب کی مختلف مقداریں آئی ہیں ارشاد فرمایا کہ روزہ خاص اللہ ہی کے لیے ہے' اس پر عمل کرنے والے کا ثواب (غیر محدود ہے اس کو) کوئی شخص نہیں جانتا بجز اللہ کے۔ (طبرانی فی الاوسط و بیہقی)

(۱۶) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو آسمانوں کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں' پھر ان میں کوئی دروازہ بند نہیں ہوتا' یہاں تک کہ رمضان کی اخیر رات ہو جاتی ہے' اور کوئی ایمان دار بندہ ایسا نہیں جو ان راتوں میں سے کسی رات میں نماز پڑھے (مراد وہ نماز ہے جو رمضان کے سبب ہو' جیسے تراویح) مگر اللہ تعالیٰ ہر سجدہ کے عوض ڈیڑھ ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے لیے جنت میں ایک گھر سرخ یاقوت سے بناتا ہے۔ جس کے ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے' ان میں سے ہر دروازہ کے متعلق ایک محل سونے کا ہو گا جو سرخ یاقوت سے آراستہ ہو

گا۔ پھر جب رمضان کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اس کے سب گذشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (جو رمضان گذشتہ) کے ایسے ہی دن تک (ہوئے ہیں' یعنی اس رمضان کی پہلی تاریخ تک) اور ہر روز صبح کی نماز سے لے کر آفتاب کے چھپنے تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور یہ جتنی نمازیں رمضان کے مہینے میں پڑھے گا خواہ دن کو خواہ رات کو ہر سجدہ کے عوض ایک درخت ملے گا جس کے سایہ میں سوار پانچ سو برس تک چل سکے گا۔ (بیہقی)

(۱۷) حضرت سلیمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شعبان کے آخری جمعہ میں خطبہ پڑھا اور فرمایا: اے لوگو! تمھارے پاس ایک بڑا اور برکت والا مہینہ آ پہنچا (یعنی رمضان) ایسا مہینہ' جس مہینہ میں ایک رات ہے جو (ایسی ہے جس میں عبادت کرنا) ایک ہزار مہینہ (تک عبادت کرنے) سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض کیا ہے اور اس کی شب بیداری (یعنی تراویح) کو فرض سے کم (یعنی سنت) کیا ہے۔ جو شخص اس میں نیک کام سے (جو فرض نہ ہو) خدا تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرے' وہ ایسا ہو گا۔ جیسے اس کے سوا کسی دوسرے زمانہ میں ایک فرض ادا کرے اور جو کوئی اس میں کوئی فرض ادا کرے وہ ایسا ہو گا جیسا اس کے سوا کسی دوسرے زمانہ میں ستر فرض ادا کرے' آگے ارشاد ہے کہ) جو شخص اس میں کسی روزہ دار کا روزہ کھلوا دے (یعنی کچھ افطاری دے دے) یہ اس کے گناہوں کی بخشش کا اور دوزخ سے اس کے چھٹکارے کا ذریعہ ہو جائے گا اور اس کو بھی اس روزہ دار کی برابر ثواب ملے گا۔ اس طرح سے کہ اس کا ثواب بھی نہ گھٹے گا۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! ہم میں ہر شخص کو اتنا میسر نہیں جس سے روزہ دار کا روزہ کھلوا سکے (یہ پوچھنے والے روزہ کھلوانے کا مطلب یہ سمجھے کہ پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے) آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دیتا

ہے جو کسی کا روزہ ایک چھوارے پر یا پیاس بھر پانی پر یا دودھ کی لسی پر (جو دودھ میں پانی ملا کر بنائی جاتی ہے) کھلوا دے الخ (ابن خزیمہ)

اور رمضان کے متعلق ایک تیسری عبادت اور بھی ہے' یعنی اعتکاف۔ رمضان کے اخیر دس دن میں جو ایسی سنت ہے کہ سب کے ذمہ ہے۔ لیکن اگر بستی میں ایک بھی کرے تو سب کی طرف سے کافی ہے۔ اور اعتکاف اس کو کہتے ہیں کہ یہ ارادہ کر کے مسجد میں پڑا رہے کہ اتنے دن تک بدون پیشاب یا پاخانہ وغیرہ کی مجبوری کے یہاں سے نہ نکلوں گا اور روزہ اور تراویح کی طرح اس میں بھی نفس کی ایک پیاری چیز چھوٹتی ہے۔ یعنی کھلے مہار پھرنا' اور اسی طرح اس میں بھی دکھلاوا نہیں ہو سکتا' کیونکہ کسی کو کیا خبر کہ مسجد میں کسی خاص نیت سے بیٹھا ہے یا ویسے ہی آ گیا ہے آگے اس کی فضیلت کا ذکر ہے۔

(۱۸) علیؓ بن حسینؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص رمضان میں دس روز کا اعتکاف کرے دو حج اور دو عمرہ جیسا (ثواب) ہو گا۔ (بیہقی)

(۱۹) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کے حق میں فرمایا کہ وہ تمام گناہوں سے رکا رہتا ہے اور اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے کوئی تمام نیکیاں کر رہا ہو۔ (مشکوٰۃ از ابن ماجہ) اور ایک فضیلت اس میں یہ بھی ہے کہ اس میں مسجد میں حاضر رہنا پڑتا ہے اور مسجد میں حاضر رہنے کی فضیلت روح دوازدہم میں گزر چکی ہے البتہ عورتیں گھر ہی میں اپنی نماز پڑھنے کی جگہ اعتکاف کریں اور یہ سب عبادتیں جس دن ختم ہوتی ہیں یعنی عید کا دن اس کی بھی فضیلت آئی ہے چنانچہ:

(۲۰) حضرت انسؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا کہ جب عید کا دن ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ انھوں نے میرا فرض ادا کیا پھر دعا کے لیے نکلے ہیں اپنی عزت و جلال اور کرم و شان بلند کی قسم میں ضرور ان کی عرض قبول کروں گا۔ پھر فرماتا ہے کہ واپس جاؤ میں نے تم کو بخش دیا اور تمھاری برائیوں کو بھلائی سے بدل دیا۔ پس وہ بخشے بخشائے واپس آتے ہیں۔ (مشکوٰۃ از بیہقی) آخر کی دو حدیثیں تو مشکوٰۃ کی ہیں باقی سب ترغیب سے لی گئی ہیں۔

روح ہفدہم ملقب بہ بیت الدیان

حج کرنا

جس شخص میں تین شرطیں پائی جائیں اس پر فرض ہے اور دوسروں کے لیے نفل، اور حج بھی مثل نماز و زکوٰۃ و روزہ کے اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے، چنانچہ

(۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمے اس مکان (یعنی کعبہ کا) حج کرنا ہے یعنی اس شخص کے (ذمہ) جو کہ طاقت رکھے وہاں (پہنچنے) سبیل (یعنی سامان) کی۔ (لن تنالوا) اور۔

(۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے الخ یہ وہ حدیث ہے جو روح چہاردہم کے نمبر ۹ میں گزر چکی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز و زکوٰۃ و روزہ سب کرتا ہو مگر حج فرض نہ کیا ہو تو اس کی نجات کے لیے کافی نہیں اور حج میں ایک خاص بات ایسی ہے جو اور عبادتوں میں نہیں، وہ یہ ہے کہ اور عبادتوں کے افعال میں کچھ عقلی مصلحتیں بھی سمجھ میں آجاتی ہیں مگر حج کے افعال میں بالکل عاشقانہ

شان ہے، توجہ وہی کرے گا جس کا عشق، عقل پر غالب ہو گا اور اگر فی الحال اس میں کچھ کمی بھی ہو گی تو تجربہ سے ثابت ہے کہ عاشقانہ کام کرنے سے عشق پیدا ہو جاتا ہے اس لیے حج کرنے سے یہ کمی پوری ہو جائے گی اور خاص کر جب ان کاموں کو اسی خیال سے کرے، اور ظاہر ہے کہ جس کے دل میں خدا تعالیٰ کا عشق ہو گا وہ دین میں کتنا مضبوط ہو گا توجہ کرنے میں دین کی مضبوطی کی خاصیت ثابت ہو گئی (ایسی ہی تقریر روزہ کے بیان میں گزری ہے) اگلی حدیثوں سے اس کا پتہ چلتا ہے۔

(۳) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ بیت اللہ کے گرد پھرنا اور صفا و مروہ کے درمیان پھیرے کرنا اور کنکریوں کا مارنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی یاد کے قائم کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ (ابوداؤد)

ف۔ یعنی گو ظاہر والوں کو تعجب ہو سکتا ہے کہ اس گھومنے دوڑنے کنکریاں مارنے میں عقلی مصلحت کیا ہے، مگر تم مصلحت مت ڈھونڈو، یوں سمجھو کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اس کے کرنے سے اس کی یاد ہوتی ہے اور اس سے علاقہ بڑھتا ہے اور محبت کا امتحان ہوتا ہے کہ جو بات عقل میں بھی نہیں آئی حکم سمجھ کر اس کو بھی مان لیا پھر محبوب کے گھر کے بل بل قربان ہونا اس کے کوچہ میں دوڑے دوڑے پھرنا کھلم کھلا عاشقانہ حرکات ہیں۔

(۴) زید بن اسلمؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ (اب طواف میں) شانے ہلاتے ہوئے دوڑنا اور شانوں کو چادر سے باہر نکال لے یہ کس وجہ سے ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو (مکہ میں) قوت دے دی اور کفر کو اور کفر والوں کو مٹا دیا (اور یہ فعل شروع ہوا تھا ان ہی کو اپنی قوت دکھلانے کے لیے جیسا روایات میں آیا ہے) اور باوجود اس کے (کہ

اب مصلحت نہیں رہی مگر ہم اس فعل کو نہ چھوڑیں گے جس کو ہم رسول اللہ ﷺ کے وقت میں (آپ کے اتباع اور حکم سے) کرتے تھے (کیونکہ خود رسول اللہ ﷺ نے اس پر حجۃ الوداع میں عمل فرمایا جب کہ مکہ میں ایک بھی کافر نہ تھا)

ف۔ اگر حج میں عاشقی کا رنگ غالب نہ ہوتا تو جب عقلی ضرورت ختم ہو گئی تھی یہ فعل بھی موقوف کر دیا جاتا۔

(۵) عابس بن ربیعہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ حجر اسود کی طرف آئے اور اس کو بوسہ دیا اور فرمایا میں جانتا ہوں تو پتھر ہے نہ (کسی کو) نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان اور اگر میں رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھتا کہ تجھ کو بوسہ دیتے تھے تو میں (کبھی تجھ کو بوسہ نہ دیتا) (ابوداؤد)

ف۔ محبوب کے علاقہ کی چیز کو چومنے کا سبب بجز عشق اور کون سی مصلحت ہو سکتی ہے اور حضرت عمرؓ نے اپنے اس قول سے یہ بات ظاہر کر دی کہ مسلمان حجر اسود کو معبود نہیں سمجھتے کیوں کہ معبود تو وہی ہوتا ہے جو نفع و ضرر کا مالک ہو۔

(۶) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کی طرف رخ کیا پھر اس پر دونوں اپنے لب (مبارک) ایسی حالت میں رکھے کہ بڑی دیر تک روتے رہے پھر جو نگاہ پھیری تو دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت عمرؓ بھی رو رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اے عمرؓ اس مقام پر آنسو بہائے جاتے ہیں۔ (ترغیب)

ف۔ محبوب کی نشانی کو پیار کرتے ہوئے رونا صرف عشق سے ہو سکتا ہے خوف وغیرہ سے نہیں ہو سکتا اور افعال عاشقانہ تو ارادہ سے بھی ہو سکتے ہیں مگر رونا بدون جوش کے ہو نہیں سکتا۔ پس حج کا تعلق عشق سے اس حدیث سے اور زیادہ ثابت ہوتا ہے۔

(۷) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک لانبی

حدیث میں) فرمایا کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے (جس میں حاجی لوگ عرفات میں ہوتے ہیں) اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ان لوگوں پر فخر کے ساتھ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس دور دراز راستہ سے اس حالت میں آئے ہیں کہ پریشان بال ہیں اور غبار آلود بدن ہے اور دھوپ میں چل رہے ہیں میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ (ترغیب)

ف۔ اس صورت کا عاشقانہ ہونا ظاہر ہے اور فخر کے ساتھ اس کا ذکر فرمانا اس عاشقانہ صورت کے پیاری ہونے کو بتلا رہا ہے' یہ چند حدیثیں حج میں عاشقی کی شان ہونے کی تائید میں بطور نمونہ کے لکھ دی گئیں ورنہ حج کے سارے افعال کھلم کھلا اسی عاشقانہ رنگ کے ہیں یعنی مزدلفہ عرفات کے پہاڑوں میں پھرنا لبیک کہنے میں چیخنا پکارنا ننگے سر پھرنا اپنی زندگی کو موت کی شکل بنالینا یعنی مردوں کا سا لباس پہننا ناخن بال تک نہ اکھاڑنا جوں تک نہ مارنا جس سے دیوانوں کی سی صورت بھی ہو جاتی ہے سر منڈوانا کسی جانور کا شکار نہ کرنا کسی خاص حد کے اندر درخت نہ کاٹنا گھاس تک نہ توڑنا جس میں کوچہ محبوب کا ادب بھی ہے یہ کام عاقلوں کے ہیں یا عاشقوں کے اور ان میں بعض افعال جو عورتوں کے لیے نہیں ہیں اس میں ایک خاص وجہ ہے یعنی پردہ کی مصلحت اور خانہ کعبہ کے گرد گھومنا اور صفا و مروہ کے بیچ میں دوڑنا اور خاص نشانوں پر کنکر پتھر مارنا اور حجر اسود کو بوسہ دینا اور زار زار رونا اور خاک آلودہ دھوپ میں جلتے ہوئے عرفات میں حاضر ہونا ان کے عاشقانہ افعال ہونے کا ذکر اوپر حدیثوں میں آچکا ہے اور جس طرح حج میں عشق و محبت کا رنگ ہے اس کے ادا کا جس مقام سے تعلق ہے یعنی مکہ معظمہ مع اپنے تعلقات کے اس میں بھی محبت کی شان رکھی گئی ہے۔ جس سے حج کا وہ رنگ اور تیز ہو جائے چنانچہ آیت میں ہے۔

(۸) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب آباد کرتا ہوں آپ کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دیجیے۔ (سورہ ابراہیم علیہ السلام مختصراً)۔

ف۔ اس دعا کا وہ اثر آنکھوں سے نظر آتا ہے جس کو ابن ابی حاتم نے سعدیؒ سے روایت کیا ہے۔

(۹) کوئی مومن ایسا نہیں جس کا دل کعبہ کی محبت میں پھنسا ہوا نہ ہو۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر ابراہیم علیہ السلام یہ کہہ دیتے کہ لوگوں کے قلوب تو یہود و نصاریٰ کی وہاں بھیڑ ہو جاتی لیکن انھوں نے اہل ایمان کو خاص کر دیا (کہ کچھ لوگوں کے قلوب کہہ دیا) (عین در منثور) اور حدیث میں ہے چنانچہ:

(۱۰) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہجرت کے وقت مکہ معظمہ کو خطاب کر کے) فرمایا تو کیسا ستھرا شہر ہے اور میرا کیسا محبوب ہے اور اگر میری قوم مجھ کو تجھ سے جدا نہ کرتی تو میں اور جگہ جا کر نہ رہتا۔ (مشکوٰۃ)

ف۔ اور جب ہر مومن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو آپؐ کے محبوب شہر یعنی مکہ معظمہ سے بھی ضرور محبت ہو گی تو مکہ سے محبت دو پیغمبروں کی دعا کا اثر ہوا۔ یہ توجہ کی اور مقام کی دینی فضیلت تھی جو کہ اصلی فضیلت ہے اور بعضی دنیوی منفعتیں بھی اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھی ہیں گو حج میں ان کی نیت نہ ہونی چاہیے مگر خود حاصل ہوتی ہیں چنانچہ آگے دو آیتوں میں اس طرف اشارہ ہے۔

(۱۱) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ خدا تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں کی (مصلحت) قائم رہنے کا سبب قرار دیا الخ (مائدہ)

ف۔ مصلحت عام لفظ ہے سو کعبہ کی دینی مصلحتیں تو ظاہر ہیں اور دنیوی مصلحتیں بعضی یہ ہیں: اس کا جائے امن ہونا وہاں ہر سال مجمع ہونا جس میں مالی ترقی اور قومی اتحاد بہت سہولت سے میسر ہو سکتا ہے اور اس کے بقا تک عالم کا باقی رہنا حتیٰ کہ جب کفار اس کو منہدم کر دیں گے قریب ہی قیامت آ جائے گی جیسا احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ (بیان القرآن بحاصلہ)

(۱۲) اللہ تعالیٰ نے (حج کے لیے لوگوں کے آنے کی حکمت میں یہ) ارشاد فرمایا تاکہ اپنے (دینی و دنیوی) فوائد کے لیے آ موجود ہوں (مثلاً آخرت کے منافع یہ ہیں حج و ثواب و رضاء حق' اور دنیوی فوائد یہ ہیں قربانی کا گوشت کھانا اور تجارت و مثل ذالک۔ چنانچہ:

(۱۳) ابن ابی حاتمؒ نے اس کو حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ (کذافی الروح بیان القرآن) اور حج کے رنگ کی ایک دوسری عبادت اور بھی ہے یعنی عمرہ جو کہ سنت مؤکدہ ہے جس کی حقیقت حج ہی کے بعضے عاشقانہ افعال ہیں۔ اس لیے اس کا لقب حج اصغر ہے۔ چنانچہ:

(۱۴) عبداللہ ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ سے روایت ہے (در منثور) مگر یہ حج کے زمانہ میں بھی ہوتا ہے جس سے دو عبادتیں ایک شان کی جمع ہو جاتی ہیں اور دوسرے زمانہ میں بھی ہوتا ہے یہاں تک مضمون کا ایک سلسلہ تھا آگے متفرق طور پر لکھا جاتا ہے۔۔۔۔

(۱۵) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جب حج یا عمرہ کرنا ہو تو اس حج یا عمرہ کو اللہ تعالیٰ کے (خوش کرنے کے) واسطے پورا پورا ادا کیا کرو (کہ افعال و شرائط بھی سب بجالاؤ اور نیت بھی خالص ثواب کی ہو (بیان القرآن)

(۱۶) حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس

شخص کو کوئی ظاہری مجبوری یا ظالم بادشاہ یا کوئی معذور کر دینے والی بیماری حج سے روکنے والی نہ ہو اور پھر وہ بے حج کیے مرجائے اس کو اختیار ہے خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

ف۔ فرض حج نہ کرنے میں کتنی سخت دھمکی ہے۔

(۱۷) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص حج کا ارادہ کرے اس کو جلدی کرنا چاہیے۔(مشکوۃ)

(۱۸) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج اور عمرہ میں اتصال کر لیا کرو۔(جب کہ زمانہ حج کا ہو) دونوں افلاس کو اور گناہوں کو دور کرتے ہیں جیسا بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دور کرتی ہے بشرطیکہ کوئی دوسرا امراس کے خلاف اثر کرنے والا نہ پایا جائے اور جو حج احتیاط سے کیا جائے اس کا عوض بجز جنت کے کچھ نہیں۔(مشکوۃ)

ف۔ اس میں حج و عمرہ کا ایک دینی نفع مذکور ہے اور ایک دنیوی نفع اور گناہ سے مراد حقوق اللہ ہیں کیونکہ حقوق العباد تو شہادت سے بھی معاف نہیں ہوتے۔ (الحدیث الا الدین کمافی المشکوۃ عن مسلم)

(۱۹) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ اس سے مغفرت چاہتے ہیں وہ ان کی مغفرت کرتا ہے۔(مشکوۃ)

(۲۰) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص حج کرنے یا عمرہ کرنے یا جہاد کرنے چلا پھر وہ راستہ ہی میں (ان کاموں کے کرنے سے پہلے) مرگیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے غازی اور حاجی اور عمرہ والے کا

ثواب لکھے گا۔ (مشکوٰۃ) اور حج کے متعلق ایک تیسرا عمل اور بھی ہے یعنی حضور اقدس ﷺ کے روضہ شریف کی زیارت جو اکثر علماء کے نزدیک مستحب ہے اور جس طرح حج میں عشق الٰہی کی شان تھی اس زیارت میں عشق نبویؐ کی شان ہے اور جب حج سے عشق الٰہی میں ترقی ہوئی اور زیارت سے عشق نبویؐ میں جس کے دل میں اللہ و رسولؐ کا عشق ہو گا وہ دین میں کتنا مضبوط ہو گا اس شان عشقی کا پتہ اس حدیث سے چلتا ہے----

(۲۱) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص حج کر کے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے وہ ایسا ہے جیسے میری حیات میں میری زیارت کرے۔ (مشکوٰۃ)

ف۔ حضور ﷺ نے دونوں زیارتوں کو برابر فرمایا اور جب کسی خاص بات کی تخصیص نہیں تو ہر اثر میں برابر ہوں گی۔ اور ظاہر ہے کہ آپؐ کی حیات میں آپؐ کی زیارت ہوتی تو کس قدر آپؐ کا عشق قلب میں پیدا ہوتا تو وفات کے بعد زیارت کرنے کا بھی وہی اثر ہو گا اور حدیث تو اس دعویٰ کی تائید کے لیے لکھ دی ورنہ اس زیارت کا یہ اثر ترقی عشق نبویؐ کھلم کھلا آنکھوں سے نظر آتا ہے اور جس طرح حج کے مقام یعنی مکہ معظمہ میں محبت کی شان رکھی گئی ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ اسی طرح اس زیارت کے مقام یعنی مدینہ منورہ میں محبت کی شان رکھی گئی ہے۔ چنانچہ------

(۲۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ انھوں نے (یعنی ابراہیم علیہ السلام نے) تجھ سے مکہ کے لیے دعا کی ہے اور میں تجھ سے مدینہ کے لیے دعا کرتا ہوں وہ بھی اور اتنی ہی اور بھی۔ (مشکوٰۃ)

ف۔ (۸) میں گزرا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظمہ کے لیے محبوبیت کی دعا فرمائی ہے تو مدینہ منورہ کے لیے دوگنی محبوبیت کی دعا ہوگی۔

(۲۳) حضرت عائشہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ مدینہ کو ہمارا محبوب بنا دے جیسے ہم مکہ سے کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ الخ (مشکوٰۃ)

(۲۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے اور مدینہ کی دیواروں کو دیکھتے تو سواری کو تیز کر دیتے مدینہ کی محبت کے سبب۔ (مشکوٰۃ)

فائدہ: محبوب کا محبوب جب محبوب ہوتا ہے تو ضرور سب مسلمانوں کو مدینہ سے محبت ہوگی۔

(۲۵) یحییٰ بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روئے زمین میں کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مجھ کو اپنی قبر ہونا مدینہ سے زیادہ پسند ہو یہ بات تین بار فرمائی۔ (مشکوٰۃ از مالک)

اس میں یہ بھی تقریر ہے جو اس سے پہلی حدیث میں تھی اور حج و زیارت سے محبت کا بڑھ جانا اور خود حج و زیارت کی اور ان کی مقاموں کی بھی محبت ہر ایمان والے کے دل میں ہونا دلیل کا محتاج نہیں اور اس محبت کا جو اثر دین پر پڑتا ہے اس کا بیان اوپر ہو چکا ہے پس اے مقدور والے مسلمانو! اس دولت کو نہ چھوڑو۔ (والروایات ماخوذة من کتب مختلفة وصرح باسمانها عند کل کتبه)

روح ہشدہم ملقب بہ لقب عیش الجیان

قربانی کرنا

جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے اس پر قربانی کرنا بھی واجب ہے اور اس کا بیان کہ زکوٰۃ کس پر فرض ہوتی ہے روح چہاردہم کے اخیر حصہ کے پہلے مضمون میں گزر چکا ہے اور بعضے ایسے شخص پر بھی واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض نہیں اس کو کسی عالم سے زبانی پوچھ لے اور جس پر قربانی واجب نہ ہو اگر وہ بھی کرے یا اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے بھی کرے تو اس کو بھی بہت ثواب ملتا ہے اور اگر کسی مرے ہوئے کی طرف سے کرے تو اس مرے ہوئے کو بھی بہت ثواب ملتا ہے۔

اب اس کے متعلق آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔ **آیات:**

(۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر امت کے لیے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ ان مخصوص چوپایوں پر (یعنی گائے، اونٹ، بکری، بھیڑ پر) اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا فرمائے تھے اور یہ وہ جانور ہیں جن کا ذکر دوسری آیت میں مع اپنے کھانے کے حلال ہونے کے اس طرح آیا ہے کہ) آٹھ نر و مادہ یعنی بھیڑ میں دو قسم نر و مادہ اور یعنی بھیڑ میں دنبہ بھی آگیا اور بکری وہی دو قسم اور اونٹ میں وہی دو قسم اور گائے میں وہی دو قسم (اور گائے میں بھینس بھی آگئی (سورہ انعام)۔ (پھر ارشاد ہے) اور قربانی کے اونٹ اور گائے کو ہم نے اللہ (کے دین) کی یادگار بنایا ہے (کہ ان کی قربانی سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور دین کی رفعت ظاہر ہوتی ہے اور اس حکمت کے علاوہ) ان جانوروں میں تمہارے (اور بھی فائدے ہیں) (مثلاً دنیوی فائدہ کھانا اور کھلانا اور اخروی فائدہ ثواب) (پھر ارشاد ہے) اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ (اور

اخلاص پہنچتا ہے) (پھر ارشاد ہے) اور اخلاص والوں کو خوش خبری سنا دیجیے۔(سورہ حج)

ف(۱) اس سے معلوم ہوا کہ قربانی پہلی امتوں پر بھی تھی۔

ف۔ (۲) اگرچہ بکری بھیڑ بھی قربانی کے جانور ہیں اور اس لیے وہ بھی دین کی یادگار ہیں مگر آیت میں خاص اونٹ اور گائے کا ذکر فرمانا اس لیے ہے کہ ان کی قربانی بھیڑ بکری کی قربانی سے افضل ہے اور اگر پوری گائے یا اونٹ نہ ہو بلکہ اس کا ساتواں حصہ قربانی میں لے لے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر ساتواں حصہ اوز پوری بکری یا بھیڑ قیمت اور گوشت کی مقدار میں برابر ہوں تو جس کا گوشت عمدہ ہو وہی افضل اور اگر قیمت اور گوشت میں برابر نہ ہوں تو جو زیادہ ہو وہ افضل ہے۔(شامی از تاتار خانیہ)

ف۔ (۳) قربانی میں اخلاص یہ ہے کہ خاص حق تعالیٰ کے لیے اور اس سے ثواب لینے کے لیے کرلے۔(۲)۔ آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے(کوثر)

ف۔ یہ رسول اللہ ﷺ کو حکم ہوا ہے جب آپ کو اس کی تاکید ہے تو ہم کو کیسے معاف ہو گی جیسے اس کے ساتھ کی چیز ہے یعنی نماز کہ امت پر بھی فرض ہے۔ **احادیث۔** (۳) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ قربانی کے دن میں آدمی کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے روز مع اپنے سینگوں اور اپنے بالوں اور لہو کے حاضر ہو گا(یعنی ان سب چیزوں کے بدلے ثواب ملے گا) اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک خاص درجہ میں پہنچ جاتا ہے تو تم لوگ جی خوش کر کے قربانی کرو(زیادہ داموں کے خرچ ہونے پر جی برا

ست کیا کرو)۔(ابن ماجہ و ترمذی و حاکم)

(۴) زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! یہ قربانی کیا چیز ہے۔ آپؐ نے فرمایا تمہارے (نسبی یا روحانی) باپ ابراہیمؑ کا طریقہ ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ ہم کو اس کا کیا ملتا ہے یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ نے فرمایا ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔ انھوں نے عرض کیا کہ اگر اون والا جانور ہو' آپؐ نے فرمایا کہ ہر اون کے بدلہ بھی ایک نیکی۔ (حاکم)

(۵) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہؓ اٹھ اور (ذبح کے وقت) اپنی قربانی کے پاس موجود رہ' کیوں کہ پہلا قطرہ جو قربانی کا زمین پر گرتا ہے اس کے ساتھ ہی تیرے لیے تمام گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی (اور) یاد رکھ کہ (قیامت کے دن) اس (قربانی) کا خون اور گوشت لایا جائے گا اور تیری میزان (عمل میں ستر حصہ بڑھا کر رکھ دیا جائے گا اور ان سب کے بدلے نیکیاں دی جائیں گی۔ ابو سعیدؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ (ثواب مذکور) کیا خاص آل محمدؐ کے لیے ہے کیونکہ وہ اس کے لائق بھی ہیں کہ کسی چیز کے ساتھ خاص کیے جائیں یا آل محمدؐ اور سب مسلمانوں کے لیے عام طور پر ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ آل محمدؐ کے لیے (ایک طرح سے) خاص بھی ہے اور سب مسلمانوں کے لیے عام طور پر بھی ہے۔ (اصبہانی)

ف۔ ایک طرح سے خاص ہونے کا مطلب ویسا ہی معلوم ہوتا ہے' جیسا قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کے لیے فرمایا ہے کہ نیک کام کا ثواب بھی اوروں سے دونا ہے اور گناہ کا عذاب بھی دونا ہے سو قرآن مجید سے آپؐ کی بیبیوں کے لیے اور اس حدیث سے آپؐ کی اولاد کے لیے بھی یہ قانون ثابت ہوتا ہے اور اس کی بناء زیادہ بزرگی ہے۔

(۶) حضرت حسین بن علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جو شخص اس طرح قربانی کرے کہ اس کا دل خوش ہو کر (اور) اپنی قربانی میں تو آپ کی نیت رکھتا ہو وہ قربانی اس شخص کے لیے دوزخ سے آڑ ہو جائے گی۔ (طبرانی کبیر)

(۷) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جو شخص قربانی کرنے کی گنجائش رکھے اور قربانی نہ کرے سو وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے۔ (حاکم)

ف۔ اس سے کس قدر ناراضی ٹپکتی ہے کیا کوئی مسلمان رسول اللہ ﷺ کی ناراضی کی سہار کر سکتا ہے اور یہ ناراضی اسی سے ہے۔ جس کے ذمے قربانی واجب ہو اور جس کو گنجائش نہ ہو اس کے لیے نہیں ہے۔ یہ حدیثیں ترغیب میں ہیں-----

(۸) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حج میں اپنی بیبیوں کی طرف سے ایک گائے قربانی کی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے بقر عید کے دن حضرت عائشہؓ کی طرف سے گائے قربانی کی۔ (مسلم)

ف۔ یہ ضرور نہیں کہ ایک گائے سب بیبیوں کی طرف سے کی ہو بلکہ ممکن ہے کہ سات کے اندر اندر کی ہو اور اونٹ بکری کثرت سے ملتے ہوئے گائے کی قربانی فرمانا اگر اتفاقی طور پر نہ سمجھی جائے تو ممکن ہے کہ یہود جو بچھڑے کو پوجا کرتے تھے اس شرک کے مٹانے کے لیے آپ نے اس کا اہتمام فرمایا ہو اور بعضی روایتوں میں جو گائے کے گوشت کا مرض (یعنی مضر) ہونا آیا ہے وہ شرعی حکم نہیں ہے بطور پرہیز کے جیسا کہ روح دہم نمبر ۹ میں حضرت علیؓ کو کھجور کھانے سے ممانعت فرمانے کا مضمون گزر چکا ہے۔ چنانچہ حلیمی نے کہا ہے کہ اس کی وجہ

یہ ہے کہ حجاز خشک ملک ہے اور گائے کا گوشت بھی خشک ہے (مقاصد حسنہ فی علیکم و فی لحوم البقر)۔ اور مقاصد والے نے کہا ہے کہ گویا یہ حجاز والوں کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ معنی پسند کیے گئے ہیں یعنی سب علماء نے اس کو پسند کیا ہے۔

(۹) حنش ؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ دو دنبہ قربانی کیے اور فرمایا ان میں ایک میری طرف سے ہے اور دوسرا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہے میں نے ان سے (اس کے متعلق) گفتگو کی۔ انھوں نے فرمایا کہ حضورؐ نے مجھ کو اس کا حکم دیا ہے میں اس کو کبھی نہ چھوڑوں گا (ابوداؤ و ترمذی)

ف۔ حضور اقدس ﷺ کا ہم پر بڑا حق ہے اگر ہم ہر سال حضورؐ کی طرف سے بھی ایک حصہ دیا کریں تو کوئی بڑی بات نہیں۔

(۱۰) ابو طلحہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دنبہ کی اپنی طرف سے قربانی فرمائی۔ اور دوسرے دنبہ کے ذبح میں فرمایا کہ یہ (قربانی) اس کی طرف سے جو میری امت میں سے مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تصدیق کی۔ (موصلی و کبیر و اوسط) یہ حدیثیں جمع الفوائد میں ہیں۔

ف۔ مطلب حضور ﷺ کا اپنی امت کو ثواب میں شامل کرنا تھا نہ یہ کہ قربانی سب کی طرف سے ایسی طرح ہو گئی کہ اب کسی کے ذمہ نہیں رہی۔

ف۔ یہ غور کرنے کی بات ہے کہ حضور ﷺ نے قربانی میں امت کو یاد رکھا وافسوس ہے امتی حضور ﷺ کو یاد نہ رکھیں اور ایک حصہ بھی آپؐ کی طرف سے نہ کر دیا کریں۔

(۱۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی قربانیوں کو خوب قوی کیا کرو (یعنی کھلا پلا کر) کیونکہ وہ پل صراط پر تمھاری سواریاں

ہوں گی۔ (کنز العمال فرعن ابی ہریرۃ)

ف۔ عالموں نے سواریاں ہونے کے دو مطلب بیان کیے ہیں ایک یہ کہ قربانی کے جانور خود سواریاں ہو جائیں گی اور اگر کئی جانور قربانی کیے ہوں یا توسب کے بدلے میں ایک بہت اچھی سواری مل جائے گی اور یا ایک منزل میں ایک ایک جانور پر سواری کریں گے۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ قربانیوں کی برکت سے پل صراط پر چلنا ایسا آسان ہو جائے گا جیسے گویا خود ان پر سوار ہو کر پار ہو گئے اور کنزالعمال میں ایک حدیث اس مضمون کی یہ ہے کہ سب سے افضل قربانی وہ ہے جو اعلیٰ درجہ کی ہو اور خوب موٹی ہو (حم ک عن رجل) اور ایک حدیث یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پیاری قربانی وہ ہے جو اعلیٰ درجہ کی ہو اور خوب موٹی ہو (ہق عن رجل) والضعف غیر مضر فی الفضائل لا سیما بعد انجبارہ بتعدد الطرق قربانی سے روکنے کا مسئلہ بعضے ظالم لوگ قربانی کرنے پر خاص کر گائے کی قربانی پر مسلمانوں سے لڑائی جھگڑا کرتے ہیں اور کبھی عین قربانی کے وقت مسلمانوں پر چڑھ آتے ہیں اور قربانی جو کہ ان کا حق جائز بلکہ واجب ہے اس کے چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں جو سراسر ان کی زیادتی ہے اور چونکہ اوپر آیتوں اور حدیثوں میں خاص گائے کا حلال ہونا اور اس کی قربانی کی فضیلت اور خود پیغمبر ﷺ کا گائے کی قربانی فرمانا بھی مذکور ہے اس لیے مسلمان اس مذہبی دست اندازی کو گوارا نہیں کرتے اور اپنی جان دیدیتے ہیں جس میں وہ بالکل بے قصور ہیں سو اس کے متعلق مسئلہ سمجھ لینا چاہیے کہ جس طرح ایسی مضبوطی کرنا جائز ہے اگر کہیں ایسی مضبوطی کرنا خلاف مصلحت ہو تو شرع سے دوسری بات بھی جائز ہے وہ یہ کہ اس وقت صبر کریں اور قربانی نہ کریں اور فوراً حکام کو اطلاع کر کے ان سے مدد لیں اگر قربانی کی مدت میں بارہ تاریخ تک اس کا کافی انتظام کر دیا

جائے قربانی کرلیں اور اگر اس کے بعد انتظام ہو تو اگلے سال سے قربانی کریں اور اس سال قربانی کے حصہ کی قیمت محتاجوں کو دے دیں اور اگر پہلے سے معلوم ہو جائے کہ جھگڑا ہو گا تو اس وقت وہ طریقہ اختیار کریں جو روح دہم میں لکھا گیا ہے اس کا یہ مضمون ہے کہ اگر کسی مخالف کی طرف سے کوئی شورش ظاہر ہو تو حکام کے ذریعہ سے مدافعت کرو خواہ وہ خود انتظام کر دیں خواہ تم کو انتظام کی اجازت دے دیں اور اگر خود حکام کی طرف سے کوئی ناگوار واقعہ پیش آئے تو تہذیب سے اپنی تکلیف کی اطلاع کر دو اگر پھر بھی حسب مرضی انتظام نہ ہو تو صبر کرو اور عمل سے یا زبان سے یا قلم سے مقابلہ مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ تمھاری مصیبت دور ہو اور کہیں ظالم لوگ چھوڑ دینے پر نہ مانیں اور جان ہی لینے پر آمادہ ہوں تو مسلمانوں کو مقابلہ پر مضبوط ہو جانا ہر حال میں فرض ہے گو کمزور ہی ہوں۔ خلاصہ یہ کہ حتی الامکان فتنہ و فساد کو امن کے ساتھ دفع کریں اور جو کوئی اس پر بھی سر ہی ہو جائے تو پھر مرتا کیا نہ کرتا بقول سعدیؒ:ا۔

چو دست از ہمہ حیاتی در گشت — حلال است بردن بشمشیر دست

اگر صلح خواہد عدو سر مپیچ — واگر جنگ جوید عناں بر مپیچ

روح نوزدہم

آمدنی اور خرچ کا انتظام رکھنا

یعنی مال کمانے میں بھی کوئی بات دین کے خلاف نہ ہو اور اس کے خرچ کرنے میں بھی کوئی بات دین کے خلاف نہ ہو۔

(ا) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے

دن کسی آدمی کے قدم (حساب کے موقع سے) نہیں ہٹیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ ہو چکے گا اور (ان پانچ میں دو یہ بھی ہیں کہ) اس کے مال کے متعلق بھی (سوال ہو گا) کہ کہاں سے کمایا (یعنی حلال سے یا حرام سے) اور کاہے میں خرچ کیا الخ (ترمذی)

ف۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ کمانے میں بھی کوئی کام دین کے خلاف نہ کرے جیسے سود لینا اور رشوت لینا اور کسی کا حق دبالینا جیسے کسی کی زمین چھین لینا یا موروثی کا دعویٰ کرنا یا کسی کا قرض مار لینا کسی کا حصہ میراث نہ دینا جیسے بعضے آدمی لڑکیوں کو نہیں دیتے یا اس کے کمانے میں اتنا کھپ جانا کہ نماز کی پروا نہ رہے یا آخرت کو بھول جائے یا زکوۃ' حج ادا نہ کرے یا دین کی باتیں سیکھنا یا بزرگوں کے پاس آنا جانا چھوڑ دے اور اسی طرح خرچ کرنے میں کوئی کام دین کے خلاف نہ کرے' جیسے گناہوں کے کام میں خرچ کرنا یا شادی غمی کی رسموں میں یا نام کے لیے خرچ کرنا نفس کو خوش کرنے کو ضرورت سے زیادہ کھانے کپڑے یا مکان کی تعمیر یا سجاوٹ یا سواری شکاری یا بچوں کے کھیل کھلونوں میں خرچ کرنا سو ان سب احتیاطوں کے ساتھ اگر مال کمائے یا جمع کرے کچھ ڈر نہیں بلکہ بعضی صورتوں میں ایسا کرنا بہتر بلکہ ضروری ہے۔ جیسے بیوی بچوں کا ساتھ ہے اور ان کے کھانے پینے یا ان کو دین سکھلانے میں روپیہ کی حاجت ہے۔ یا دین کی حفاظت میں روپیہ کی ضرورت ہے جیسے علم دین کے مدرسے ہیں یا مسلمانوں کی خدمت یا اسلام کی تبلیغ کی انجمنیں ہیں یا اسلامی یتیم خانے ہیں' یا مسجدیں ہیں خاص کر جب دشمنان دین ان چیزوں کے مٹانے کے لیے روپیہ خرچ کرتے ہوں اور حالات ایسے ہوں کہ روپیہ کا مقابلہ روپیہ ہی سے ہو سکتا ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے ایسے موقع کے لیے پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ (سورہ توبہ) اور رسول

اللہ ﷺ نے ایسے ہی گھوڑوں کے رکھنے میں خاص درجہ کے ثواب کا اور ان گھوڑوں کی ہر حالت پر بہت نیکیوں کا وعدہ فرمایا ہے (مسلم) پس ایسی حالتوں میں دنیا اور دین کی موجودہ اور آئندہ حاجتوں کی کفایت کی قدر روپیہ حاصل کرنا عبادت ہو گا۔ اگلی حدیثوں میں اسی کا ذکر ہے۔

(۲) حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حلال کمائی کی تلاش کرنا فرض ہے بعد فرض و عبادت کے۔ (بیہقی)

(۳) ابو کبشہ انماریؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا چار شخصوں کے لیے ہے (ان میں سے) ایک وہ بندہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کو مال بھی دیا اور دین کی واقفیت بھی دی سو وہ بھی اپنے رب سے ڈرتا ہے اور اپنے رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے لیے اس کے حقوق پر عمل کرتا ہے یہ شخص سب سے افضل درجہ میں ہے الخ (ترمذی)

(۴) حضرت ابو سعید خدریؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مال خوشنما خوش مزہ چیز ہے جو شخص اس کو حق کے ساتھ (یعنی شرع کے موافق) حاصل کرے اور حق میں (یعنی جائز موقع پر) خرچ کرے تو وہ اچھی مدد دینے والی چیز ہے الخ (بخاری و مسلم)

(۵) عمروؓ بن العاص سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا مال اچھے آدمی کے لیے اچھی چیز ہے۔ (احمد)

(۶) مقدام بن معدیکرب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں صرف اشرفی اور روپیہ کام دیگا۔

(۷) حضرت سفیان ثوریؒ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ مال پہلے زمانہ میں (یعنی صحابہؓ کے وقت میں) ناپسند کیا جاتا تھا (کیونکہ قلب میں دین کی قوت ہوتی تھی اس لیے مال سے قوت کے کرنے کی ضرورت نہ تھی اور اس کی خرابیوں پر نظر کرکے اس سے دور رہنا پسند کرتے تھے) لیکن اس زمانہ میں وہ مال مومن کی ڈھال ہے (یعنی اس کو بد دینی سے بچاتا ہے کیونکہ قلب میں وہ قوت نہیں، پس مال کے نہ ہونے سے پریشان ہو جاتا ہے اور پریشانی میں دین کو برباد کر لیتا ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ اگر ہمارے پاس یہ اشرفیاں نہ ہوتیں تو یہ بڑے لوگ ہماری صافی بنا لیتے (یعنی ذلیل و خوار سمجھتے اور ذلت سے بعض دفعہ دین کا بھی نقصان ہو جاتا ہے اور پریشانی میں دین کو برباد کر لیتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کے ہاتھ میں کچھ روپیہ پیسہ ہو اس کی درستی کرتا رہے (یعنی اس کو بڑھاتا رہے یا کم از کم اس کو برباد نہ کرے کیونکہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر کوئی اس میں) محتاج ہو جاتا ہے تو سب سے پہلے اپنے دین ہی پر ہاتھ صاف کرتا ہے (جیسا ڈھال ہونے کے مطلب میں ابھی گزرا ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ حلال مال فضول خرچی کی برداشت نہیں کر سکتا (یعنی اکثر وہ اتنا ہوتا ہی نہیں کہ اس کو بے موقع اڑایا جائے اور وہ پھر بھی ختم نہ ہو اس لیے اس کو سنبھال کر ضرورت میں خرچ کرے تاکہ جلدی ختم ہونے سے پریشانی نہ ہو (شرح سنہ)۔ آگے حلال مال کرنے کے ذریعوں کی فضیلت کا ذکر ہے۔

(۸) ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سچ بولنے والا امانت والا تاجر (قیامت میں) پیغمبروں اور ولیوں اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا۔ (ترمذی و دارمی و دار قطنی)۔

ف۔ اس میں حلال تجارت کی فضیلت ہے۔

(۹) مقدام بن معدی کربؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شخص نے کوئی کھانا اس سے اچھا نہیں کھایا کہ اپنی دست کاری سے کھائے اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام اپنی دست کاری سے کھاتے تھے۔(بخاری) اور وہ دست کاری ذرہ بنانا ہے جیسا قرآن مجید میں آیا ہے اور اس سے حلال دستکاری کی فضیلت معلوم ہوئی۔ البتہ حرام دست کاری گناہ کی چیز ہے جیسے جاندار کا فوٹو لینا' یا تصویر بنانا' باجے بنانا۔

(۱۰) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ صحابہؓ نے عرض کیا اور آپؐ نے بھی چرائی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ہاں' میں اہل مکہ کی بکریاں کچھ قیراطوں پر چرایا کرتا تھا۔(بخاری)

ف۔ قیراط دینار کا چوبیسواں حصہ ہوتا ہے اور دینار ہمارے سکہ سے قریب پونے تین روپے کے ہوتا ہے تو قیراط دو پائی کم دو آنے کا ہوا غالباً ہر بکری کی چرائی اتنی ہی ٹھہر جاتی ہوگی اور اس سے ایسی مزدوری کی فضیلت معلوم ہوئی جس میں کئی شخصوں کا کام کیا جائے۔

(۱۱) عتبہ بن النذرؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کو آٹھ یا دس برس کے لیے نوکر رکھ دیا تھا (شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرانے پر)۔(احمد و ابن ماجہ)

ف۔ یہ قصہ قرآن مجید میں بھی ہے اس سے ایسی نوکری کی فضیلت معلوم ہوئی کہ جس میں ایک ہی شخص کا کام کیا جائے۔

(۱۲) ثابت بن الضحاکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (زمین کو) کرایہ پر دینے کی اجازت دی ہے اور فرمایا ہے کہ اس کا کچھ حرج نہیں۔(مسلم)

ف۔ اس سے جائز کرایہ کی آمدنی کی اجازت معلوم ہوئی۔

(۱۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں کہ کوئی درخت لگائے یا کچھ کھیتی کرے پھر اس سے کوئی آدمی یا کوئی پرندہ یا کوئی مویشی کھائے مگر اس شخص کے لیے وہ بجائے خیرات ہوتا ہے۔ (یعنی خیرات کا ثواب ملتا ہے)۔(بخاری و مسلم)

ف۔ اس سے کھیتی کرنے کی اور اسی طرح درخت یا باغ لگانے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے تو یہ بھی آمدنی کا ایک پسندیدہ ذریعہ ہوا۔

(۱۴) حضرت انسؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ ایک شخص انصار میں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مانگنے آیا (آپؐ نے اس کے گھر سے ایک ٹاٹ اور ایک پیالہ پانی پینے کا منگا کر اور اس کو نیلام کر کے اس کی قیمت میں سے کچھ اناج اور کلہاڑی خرید کر اس کو دے کر) فرمایا کہ جاؤ لکڑیاں کاٹ کر بیچو۔ پھر فرمایا یہ تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ مانگنے کا کام (قیامت کے دن) تمہارے چہرہ پر (ذلت کا) ایک داغ ہو کر ظاہر ہو۔(ابوداؤد و ابن ماجہ)

ف۔ اس سے ثابت ہوا کہ حلال پیشہ کیسا ہی گھٹیا ہو اگرچہ گھاس ہی کھودنا' مانگنے سے اچھا ہے اگرچہ شان ہی بنا کر مانگا جائے' جیسے بہت لوگوں نے چندہ مانگنے کا پیشہ کر لیا ہے جس سے اپنی ذات اور دوسرے پر گرانی ہوتی ہے البتہ اگر دینی کام کے لیے خطاب سے چندہ کی ضرورت ظاہر کی جائے تو مضائقہ نہیں۔

(۱۵) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (حلال) پیشہ کرنے والے مومن سے محبت کرتا ہے۔(عین ترغیب از طبرانی و بیہقی)

ف: اس میں ہر حلال پیشہ آگیا کسی حلال پیشہ کو ذلیل نہ سمجھنا چاہیے۔

آگے اس کا ذکر ہے کہ اپنی تسلی کے لیے حلال مال کا ذخیرہ رکھنا بھی مصلحت ہے۔

(۱۶) حضرت عمرؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ (یہود) بنی نضیر کے اموال (مراد زمینیں ہیں جو بذریعہ فتح مسلمانوں کے قبضہ میں آئی تھیں) رسول اللہ ﷺ کے (خرچ کے) لیے مخصوص تھے، آپؐ اس میں سے اپنی بیویوں کا خرچ ایک سال کا دیتے تھے (اور) جو بچتا اس کو ہتھیار اور گھوڑوں (یعنی جہاد کے سامان) میں لگا دیتے۔ (عین بخاری)

(۱۷) کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری توبہ یہ ہے کہ میں ہمیشہ سچ بولوں گا اور اپنے کل مال کو اللہ و رسولؐ کی نذر کر کے اس سے دست بردار ہو جاؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا کچھ مال تھام لینا چاہیے یہ تمہارے لیے بہتر اور (مصلحت) ہے اور وہ مصلحت یہی ہے کہ کچھ سامان اپنے پاس ہونے سے پریشانی نہیں ہونے پاتی۔ میں نے عرض کیا، تو میں اپنا وہ حصہ تھامے لیتا ہوں جو خیبر میں مجھ کو ملا ہے۔ (عین ترمذی)

ف۔ پہلی حدیث سے خود حضور ﷺ کا بقدر ضرورت ذخیرہ رکھنا اور دوسری حدیث سے حضورؐ کا اس کے لیے مشورہ دینا ثابت ہوتا ہے۔

(۱۸) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں ایسے شخص سے نفرت رکھتا ہوں جو محض بے کار ہو نہ کسی دنیا کے کام میں ہو نہ آخرت کے کام میں ہو۔ (عین مقاصد حسنہ)

ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے متعلق کوئی دینی کام نہ ہو اس کو چاہیے کہ معاش کے کسی جائز کام میں لگے بے کار عمر نہ گزارے، باقی دینی کام کرنے والوں کا ذمے دار خود خدا تعالیٰ ہے۔ وہ معاش کی فکر نہ کریں۔ یہاں تک آمدنی کا ذکر تھا آگے خرچ کا ذکر ہے۔

(۱۹) حضرت مغیرہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مال کے ضائع کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔(بخاری و مسلم)

ف۔ ضائع کرنے کا مطلب' بے موقع خرچ کرنا ہے جس کی کچھ تفصیل حدیث نمبرا کے ذیل میں مذکور ہے۔

(۲۰) انسؓ و ابوامامہؓ و ابن عباسؓ و علیؓ سے (مجموعاً و مرفوعاً) روایت ہے کہ بیچ کی چال چلنا (یعنی نہ کنجوسی کرے اور نہ فضول اڑائے بلکہ سوچ سمجھ کر اور سنبھال کر ہاتھ روک کر کفایت شعاری اور انتظام و اعتدال کے ساتھ ضرورت کے موقعوں میں صرف کرے تو اس طرح خرچ کرنا آدھی کمائی ہے' جو شخص (خرچ کرنے میں اس طرح) بیچ کی چال چلے گا وہ محتاج نہیں ہوتا اور فضول اڑانے میں زیادہ مال بھی نہیں رہتا------- (عین مقاصد از عسکری و دیلمی وغیرہما)

ف۔ اس میں خرچ کے انتظام کا گر بتلا دیا گیا ہے اور دیکھا بھی جاتا ہے کہ زیادہ تر پریشانی و بربادی کا سبب یہی ہے کہ خرچ کا انتظام نہیں رکھا جاتا' نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو ہاتھ میں ہے وہ ختم ہو جاتا ہے پھر قرض کرلینا شروع کر دیتے ہیں جس کے برے نتیجے بے شمار ہیں دنیا میں بھی جو کہ دیکھے جاتے ہیں اور آخرت میں بھی۔

(۲۱) محمد بن عبداللہ بن جحشؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دین کے بارے میں فرمایا (یعنی جو کسی کا مالی حق کسی کے ذمے آتا ہو) قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص جہاد میں شہید ہو جائے پھر زندہ ہو کر دوبارہ شہید ہو جائے پھر زندہ ہو کر (سہ بارہ) شہید ہو جائے اور اس کے ذمے کسی کا دین آتا ہو وہ جنت میں نہ جائے گا۔ (عین

ترغیب)

ف۔ البتہ جو دین کسی ایسی ضرورت سے لیا کہ شرع کے نزدیک بھی وہ ضرورت ہے اور اس کی ادا کرنے کی دھن میں بھی لگا رہا اس کی اجازت ہے (احادیث فی الترتیب من الدین من الترغیب)۔ ان حدیثوں سے ثابت ہو گیا کہ مال کا آمد و خرچ اگر شرع کے موافق ہو تو وہ خدا تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اس میں کوئی برائی نہیں۔ اور جہاں برائی آئی ہے وہ اس صورت میں ہے کہ جب اس کا آمد و خرچ شرع کے خلاف ہو جیسے حدیثوں میں نکاح کرنے کی اور نسل بڑھانے کی تاکید بھی آئی ہے۔ (کمافی الروح الآتی) پھر بی بی اور اولاد کو دشمن بھی فرمایا ہے۔ (تغابن) (یعنی جب آخرت سے روکے (جلالین)۔ یہی حالت مال کی ہے اس لیے فتنہ ہونے میں بھی مال اور اولاد دونوں کا ساتھ ہی ذکر فرمایا (تغابن) یعنی جب آخرت سے غافل کرے (جلالین) پس ان سب کی ایک حالت ہوئی سو خدا تعالیٰ کی نعمتیں خوب برتو مگر غلام بن کر نہ کہ باغی بن کر یہ سب حدیثیں مشکوۃ سے لی ہیں اور بعضی حدیثیں جو دوسری کتابوں سے لی ہیں ان کے نام کے ساتھ لفظ عین بڑھا دیا۔

روح بستم

نکاح کرنا اور نسل بڑھانا

یعنی جس مرد یا جس عورت کو کوئی عذر نکاح سے روکنے والا نہ ہو اس کے لیے کبھی مصلحت کے درجہ میں اور کبھی ضرورت کے درجہ میں اصلی حکم یہی ہے کہ نکاح کرلے چنانچہ۔

(۱) ابن ابی بتحیح سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ محتاج ہے وہ مرد جس کی بی بی نہ ہو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بہت مال والا ہو (تب بھی وہ محتاج ہے) آپؐ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ بہت مال والا ہو (پھر فرمایا) محتاج ہے۔ وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اگرچہ وہ بہت مال دار ہو (تب بھی وہ محتاج ہے) آپؐ نے فرمایا (ہاں) اگرچہ وہ بہت مال والی ہو۔ (رزین)

ف۔ یعنی مال جو مقصود ہے یعنی راحت اور بے فکری نہ اس مرد کو نصیب ہے جس کی بی بی نہ ہو اور نہ اس عورت کو نصیب ہے جس کا خاوند نہ ہو چنانچہ دیکھا بھی جاتا ہے اور نکاح میں بڑے بڑے فائدے ہیں دین کے بھی اور دنیا کے بھی چنانچہ۔

(۲) عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جوانوں کی جماعت جو شخص تم میں گھرستی کا بوجھ اٹھانے کی ہمت رکھتا ہو (یعنی بی بی کے حقوق ادا کر سکتا ہو) اس کو نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ نکاح نگاہ کو نیچی کرنے والا ہے اور شرم گاہ کو بچانے والا ہے (یعنی حرام نگاہ سے اور حرام فعل سے آسانی کے ساتھ بچ سکتا ہے)۔ (ستة الا مالک)

ف۔ اس کا دینی فائدہ ہونا ظاہر ہے اور دنیوی فائدہ ایک تو (نمبرا) میں مذکور ہو چکا ہے اور کچھ آگے مذکور ہوتے ہیں۔

(۳) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں سے نکاح کرو وہ تمہارے مال لائیں گی۔ (بزار)

ف۔ یہ بات اسی وقت ہے جب میاں بی بی دونوں سمجھ دار اور ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں سو ایسی حالت میں مرد تو یہ سمجھ کر کہ میرے ذمے خرچ

بڑھ گیا ہے کمانے میں زیادہ کوشش کرے گا اور عورت گھر کا ایسا انتظام کرے گی جو مرد نہیں کر سکتا اور اس حالت میں راحت اور بے فکری لازم ہے اور مال کا یہی فائدہ ہے یہ مطلب ہوا مال لانے کا۔

(۴) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کون سی عورت سب سے اچھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو ایسی ہو کہ جب شوہر اس کو دیکھے (دل) خوش ہو جائے۔ اور جب اس کو کوئی حکم دے تو اس کو بجالائے اور اپنی ذات اور مال کے بارے میں کوئی ناگوار بات کر کے اس کے خلاف نہ کرے (نسائی)

ف۔ خوشی اور فرماں برداری اور موافقت کتنے بڑے فائدے ہیں۔

(۵) حضرت علیؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے ہاتھ اور سینے میں چکی پیسنے سے اور پانی ڈھونے سے نشان پڑ گئے اور جھاڑو کی گرد اور چولھے کے دھوئیں سے کپڑے میلے ہو گئے' کہیں سے کچھ لونڈیاں آئی تھیں انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک لونڈی مانگی آپؐ نے فرمایا اے فاطمہؓ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے پروردگار کا فرض ادا کرتی رہو اور اپنے گھر والوں کا کام کرتی رہو۔ (بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی)

ف۔ حضرت فاطمہؓ سے بڑی کون ہے جو گھر کا کام نہ کرے' تو گھر کا انتظام سے رہنا کتنا بڑا فائدہ ہے۔

(۶) معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی ہو اور بچے جننے والی ہو (اگر وہ بیوہ ہے تو پہلے نکاح سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے اور اگر کنواری ہے تو اس کی تندرستی سے اور اس کے خاندان کی نکاح کی ہوئی عورتوں سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے کیونکہ

میں تمھاری کثرت سے اور امتوں پر فخر کروں گا (کہ میری امت اتنی زیادہ ہے۔ (ابوداؤد و نسائی)

ف۔ اولاد کا ہونا بھی کتنا بڑا فائدہ ہے زندگی میں بھی وہ سب سے بڑھ کر اپنے خدمت گذار و مددگار اور فرماں بردار اور خیر خواہ ہوتے ہیں (کما ہو مشاہد فی الاکثر) اور مرنے کے بعد اس کے لیے دعا بھی کرتے ہیں (عین مشکوٰۃ باب العلم از مسلم) اور اگر آگے نسل چلی تو اس کے دینی راستہ پر چلنے والے مدتوں تک رہتے ہیں (روح دوم) نمبر۵ اور قیامت میں بھی اس طرح کہ جو بچپن میں مر گئے وہ اس کو بخشوائیں گے۔ (کتاب الجنائز) اور جو بالغ ہو کر نیک ہوئے وہ بھی سفارش کریں گے۔ (روح سوم) نمبر۱ و نمبر۷) اور سب سے بڑی بات یہ کہ مسلمانوں کی تعداد بڑھتی ہے جس سے دنیا میں بھی قوت بڑھتی ہے اور قیامت میں ہمارے پیغمبر خوش ہو کر فخر فرمائیں گے سو نکاح نہ کرنا اتنے فائدوں کو برباد کرتا ہے اور اگر کسی ملک میں شرع کے موافق باندی مل سکے تو ان فائدوں کے حاصل کرنے میں وہ بھی بجائے بی بی کے ہے پس بدون معقول عذر کے حلال عورت سے خالی رہنے کی برائی آئی ہے چنانچہ۔

(۷) حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ عکاف بن بشیر تمیمی نبی ﷺ کی خدمت میں آئے، آپؐ نے ان سے فرمایا اے عکافؓ کیا تمھاری بی بی ہے، عرض کیا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا اور باندی بھی نہیں۔ عرض کیا باندی بھی نہیں۔ آپؐ نے فرمایا اور خیر سے تم مالدار بھی ہو، وہ بولے خیر سے میں مالدار بھی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا پھر تم اس حالت میں شیطان کے بھائی ہو۔ اگر تم نصاریٰ میں سے ہوتے ان کے راہبوں میں سے ہوتے ہمارا (یعنی اسلام کا) طریقہ نکاح کرنا ہے (یا شرعی باندی رکھنا) تم میں سب سے بدتر مجرد لوگ ہیں، شیطان کے پاس کوئی ہتھیار جو نیک

لوگوں میں پورا اثر کرنے والا ہو عورتوں سے بڑھ کر نہیں۔ مگر جو لوگ نکاح کیے ہوئے ہیں وہ گندی باتوں سے پاک صاف ہیں۔ (احمد مختصراً)

ف۔ یہ اس حالت میں ہے جب نفس میں عورت کا تقاضا ہو سو جب حلال نہ ہوگی حرام کا ڈر ظاہر ہے اور یہ سب فائدے دین و دنیا کے جو ذکر کیے گئے پورے طور سے اس وقت حاصل ہوتے ہیں جب میاں بی بی میں محبت ہو اور محبت اس وقت ہوتی ہے جب ایک دوسرے کے حقوق ادا کرتے ہیں پھر ان حقوق کا حکم بھی ہے اس لیے کچھ بڑے بڑے حقوق کا ذکر کیا جاتا ہے باقی حقوق اس سے سمجھ میں آجائیں گے۔ بی بی کے حقوق یہ ہیں۔

(۸) ابوموسیٰ اشعریؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسے شخص کی فضیلت فرمائی جس کے کوئی باندی تھی اس نے اس کو (دینی) ادب اور علم اچھی طرح سکھلایا الخ (عین مشکوٰۃ از بخاری و مسلم)

ف۔ ظاہر ہے کہ بی بی کا حق باندی سے زیادہ ہی ہے تو اس کو علم دین سکھلانے کی کیسی کچھ فضیلت ہوگی اور روح دوم نمبر ۴ میں اس کا حکم قرآن سے مذکور ہوا ہے۔

(۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کے حق میں (تم کو) اچھے برتاؤ کی نصیحت کرتا ہوں تم اس کو قبول کرو' کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے سو اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے اور اس کا توڑنا طلاق دے دینا ہے اور اس کو اس کے حال پر رہنے دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی اس لیے ان کے حق میں اچھے برتاؤ کی نصیحت قبول کرو۔ (بخاری و مسلم و ترمذی)

ف۔ سیدھا کرنے کا یہ مطلب ہے کہ ان سے کوئی بات بھی تمہاری طبیعت

کے خلاف نہ ہو' سو اس کوشش میں کامیابی نہ ہو گی' انجام کار طلاق کی نوبت آئے گی اس لیے معمولی باتوں میں درگزر کرنا چاہیے نیز زیادہ سختی یا بے پروائی کرنے سے کبھی عورت کے دل میں شیطان دین کے خلاف باتیں پیدا کر دیتا ہے اس کا سب سے زیادہ خیال رکھنا چاہیے۔

(۱۰) حکیم بن معاویہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہماری بی بی کا ہم پر کیا حق ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ ہے کہ جب تم کھانا کھاؤ اس کو بھی کھلاؤ' اور جب کپڑا پہنو اس کو بھی پہناؤ اور اس کے منہ پر مت مارو' (یعنی قصور پر بھی منہ پر مت مارو اور بے قصور مارنا تو سب جگہ برا ہے اور نہ اس کو برا کو سنا دو اور نہ اس سے ملنا جلنا چھوڑو مگر گھر کے اندر اندر رہ کر' یعنی روٹھ کر گھر سے باہر مت جاؤ۔) (ابوداؤد)

(۱۱) عبداللہ بن زمعہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں کوئی شخص اپنی بی بی کو غلام کی سی مار نہ دے پھر شاید دن کے ختم ہونے پر اس سے ہم بستری کرنے لگے۔ (بخاری و مسلم و ترمذی)

ف۔ یعنی کیسے آنکھیں ملیں گی۔

(۱۲) حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں اور میمونہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں اتنے میں ابن ام مکتومؓ (نابینا) آئے اور یہ واقعہ ہم کو پردہ کا حکم ہونے کے بعد کا ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں ان سے پردے میں ہو جاؤ۔ ہم نے عرض کیا' کیا وہ نابینا نہیں ہیں نہ ہم کو دیکھتے ہیں نہ ہم کو پہچانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم بھی نابینا ہو کیا تم ان کو نہیں دیکھتیں۔ (ترمذی و ابوداؤد)

ف۔ یہ بھی بی بی کا حق ہے کہ اس کو نامحرم سے ایسا گہرا پردہ کرائے کہ نہ یہ اس کو دیکھے نہ وہ اس کو دیکھے اور اس میں بی بی کے دین کی بھی حفاظت ہے کہ بے

پردگی کی خرابیوں سے بچی رہے گی اور اس کی دنیا کی بھی حفاظت ہے اس لیے کہ تجربہ ہے کہ کسی سے جس قدر زیادہ خصوصیت ہوتی ہے اسی قدر اس سے زیادہ تعلق ہوتا ہے اور جتنی کوئی چیز عام ہوتی ہے اس سے کم تعلق ہوتا ہے اور پردہ میں یہ خصوصیت ظاہر ہے اس لیے تعلق بھی زیادہ ہو گا اور جتنا تعلق بی بی سے زیادہ ہو گا اتنا ہی اس کا حق زیادہ ادا ہو گا تو پردے میں بی بی کا دنیا کا نفع بھی زیادہ ہو گا۔ آگے خاوند کا حق مذکور ہوتا ہے۔

(۱۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو بی بی کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔

ف۔ اس سے کتنا بڑا حق شوہر کا ثابت ہوتا ہے۔

(۱۴) ابن ابی اوفیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہ کرے گی جب تک اپنے شوہر کا حق ادا نہ کریگی۔ (ابن ماجہ)

ف۔ یعنی صرف نماز و روزہ کر کے یوں سمجھ بیٹھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر دیا وہ حق بھی پورا ادا نہیں ہوا۔

(۱۵) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس عورت کی نماز اس کے سر سے آگے نہیں بڑھتی (یعنی قبول نہیں ہوتی) جو اپنے خاوند کی نافرمانی کرے جب تک وہ اس سے باز نہ آجائے۔ (اوسط و صغیر و طبرانی)

یہاں تک نکاح کی تاکید اور حقوق کا مضمون ہو چکا البتہ اگر نکاح سے روکنے والا کوئی قوی عذر ہو تو اس حالت میں نہ مرد کے لیے نکاح ضروری رہتا ہے نہ عورت کے لیے۔ اگلی حدیثوں میں بعضے عذروں کا بیان ہے:

(۱۶) ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنی بیٹی کو نبی ﷺ کے پاس

لایا اور عرض کیا کہ یہ میری بیٹی نکاح کرنے سے انکار کرتی ہے آپؐ نے اس لڑکی سے فرمایا: (نکاح کے بارے میں اپنے باپ کا کہنا مان لے۔ اس نے عرض کیا: قسم اس ذات کی جس نے آپ کو سچا دین دے کر بھیجا' میں نکاح کروں گی جب تک آپؐ مجھے یہ نہ بتلا دیں کہ خاوند کا حق بی بی کے ذمہ کیا ہے' آپؐ نے فرمایا: (اس میں بعضے بڑے حقوق کا ذکر ہے) اس نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا دین دے کر بھیجا' میں کبھی نکاح نہ کروں گی۔ آپؐ نے فرمایا: عورتوں کا نکاح (جب وہ شرعاً بااختیار ہوں) بدون ان کی اجازت کے مت کرو۔ (بزار)

ف۔ اس کا عذر یہ تھا کہ اس کو امید نہ تھی کہ خاوند کا حق ادا کر سکوں گی آپؐ نے اس کو مجبور نہیں فرمایا۔

(۱۷) عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اور وہ عورت کہ جس کے رخسارے (محنت مشقت سے) بدرنگ ہو گئے ہوں قیامت کے دن اس طرح ہوں گے جیسے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی یعنی ایسی عورت جو اپنے خاوند سے بیوہ ہو گئی ہو اور شان و شوکت والی اور حسن و جمال والی ہے (جس کے طالب نکاح بہت سے ہو سکتے ہیں مگر) اس نے اپنے کو یتیموں کی خدمت کے لیے مقید کر دیا یہاں تک کہ (سیانے ہو کر) جدا ہو گئے یا مر گئے۔ (ابوداؤد)

ف۔ یہ اس صورت میں ہے جب عورت کو یہ اندیشہ ہو کہ دوسرا نکاح کرنے سے بچے برباد ہو جائیں گے۔ پہلی حدیث میں پہلے نکاح کا اور دوسری حدیث میں دوسرے نکاح کا عذر ہے یہ عذر عورت کے لیے تھے آگے مردوں کے رکا ذکر ہے۔

(۱۸) یحیٰ بن واقدؒ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک

سو اسی سنہ (یعنی پیغمبر ﷺ کے زمانہ سے پونے دو سو برس کے قریب گزر جائیں جس میں فتنوں کی کثرت ہو گی اور بعضی روایت میں دو سو برس آئے ہیں۔ (کمافی عین تخریج العراقی علی الاحیاء عن ابی یعلیٰ و الخطابی) سو اسی کسر کو شمار کرنے سے دونوں کا ایک ہی مطلب ہوا' میں (اس وقت) اپنی امت کے لیے مجرد رہنے کی اور تعلقات چھوڑ کر پہاڑوں کی چوٹیوں میں رہنے کی اجازت دیتا ہوں۔ (رزین)

ف۔ اس کا مفصل مطلب آگے آتا ہے:

(۱۹) حضرت ابن مسعودؓ و ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بیوی اور ماں باپ اور اولاد کے ہاتھوں ہو گی کہ یہ لوگ اس شخص کو ناداری سے عار دلائیں گے اور ایسی باتوں کی فرمائش کریں گے جس کو یہ اٹھا نہیں سکے گا سو یہ ایسے کاموں میں گھس جائے گا جس میں اس کا دین جاتا رہے گا پھر یہ برباد ہو جائے گا۔ (عین تخریج مذکور از خطابی و بیہقی)

ف۔ حاصل اس عذر کا ظاہر ہے کہ جب دین کے ضرر کا قوی اندیشہ ہو اور بعضے آدمی جو کم ہمتی سے نکاح نہیں کرتے اور پرائے ٹکڑوں پر پڑے رہتے ہیں ان کی نسبت یہ حدیث آئی ہے۔

(۲۰) حضرت عیاضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ آدمی دوزخی ہیں (ان میں سے) ایک وہ کم ہمت ہے جس کو دین کی عقل نہیں جو لوگ تم میں طفیلی بن کر رہتے ہیں نہ اہل و عیال رکھتے ہیں نہ مال رکھتے ہیں (مسلم) اور بیبیوں کی طرح اولاد کے حقوق ہیں جن کا حکم بھی ہے اور ان کے ادا کرنے سے یہ بھی زیادہ امید ہے کہ وہ زیادہ خدمت کریں گے۔ ان میں سے دینی حقوق کا ذکر روح دوم کی نمبر ۴ و ۶ و ۷ میں اور روح سوم نمبر ۶ و نمبر ۷ میں ہو چکا

ہے اور ان کا دینی حق یہ ہے کہ جن چیزوں سے دنیا کا نفع اور آرام ملتا ہے وہ بھی سکھلائے۔

(۲۱) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بیٹوں کو تیرنا اور تیر چلانا سکھلاؤ اور عورتوں کو کاتنا سکھلاؤ (عین مقاصد از بیہقی)

ف۔ ان تین کا نام مثال کے طور پر ہے' مراد سب ضرورت کی چیزیں ہیں یہ سب حدیثیں جمع الفوائد سے لی گئیں اور بعض حدیثیں جو دوسری کتابوں سے لی گئی ہیں۔ ان کے نام کے ساتھ لفظ عین بڑھا دیا گیا۔

روح بست و یکم

دنیا سے دل نہ لگانا اور آخرت کی فکر میں رہنا

اس سے دین میں پختگی اور دل میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے اور یہ بات اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ ہمیشہ یوں سوچا کرے کہ دنیا ایک ادنی درجہ کی چیز ہے اور پھر ختم ہونے والی ہے خاص کر اپنی عمر تو بہت ہی جلد گزر جائے گی اور آخرت ایک شاندار چیز ہے اور آنے والی ہے جس میں موت تو بہت ہی جلد آکھڑی ہو گی پھر لگاتار یہ واقعات ہونا شروع ہو جائیں گے قبر کا عذاب' قیامت کا حساب کتاب' جنت دوزخ کی جزا اور سزا۔ اسی مضمون کی چند آیتیں اور حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے خوشنما معلوم ہوتی ہے (اکثر) لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی مثلاً: عورتیں ہیں' اور بیٹے ہیں اور لگے ہوئے ڈھیر میں سونے اور چاندی کے اور نشان لگے ہوئے گھوڑے ہیں اور دوسرے مواشی ہیں اور زراعت ہے (لیکن) یہ سب استعمال کی چیزیں ہیں۔ دنیوی زندگی کی اور انجام کار کی خوبی (کی چیز

تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ (جو موت کے بعد کام آئے گی جس کی خبر دینے کا آگے حکم ہے) (یعنی) آپ (ان لوگوں سے یہ) فرما دیجیے کیا میں تم کو ایسی چیز بتا دوں جو (بدرجہا) بہتر ہو ان (مذکورہ) چیزوں سے (سو سنو) ایسے لوگوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ان کے مالک (حقیقی) کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں (یعنی بہشت) جن کے پائین میں نہریں جاری ہیں' ان (بہشتوں) میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور (ان کے لیے) ایسی بیبیاں ہیں (جو ہر طرح) صاف ستھری کی ہوئی ہیں اور ان کے لیے خوشنودی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ (آل عمران)

(۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ (دنیا میں) تمہارے پاس ہے وہ (ایک روز ختم ہو جائے گا (خواہ زوال سے یا موت سے) اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ دائم رہے گا۔ (نحل)

(۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے: مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمال صالحہ (ہمیشہ ہمیشہ کو) باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک (یعنی آخرت میں اس دنیا سے) ثواب کے اعتبار سے بھی (بدرجہا) بہتر ہے اور امید کے اعتبار سے بھی (بدرجہا) بہتر ہے (یعنی اعمال صالحہ پر جو جو امیدیں وابستہ ہوتی ہیں وہ آخرت میں پوری ہوں گی اور اس سے بھی زیادہ ثواب ملے گا بخلاف متاع دنیا کے کہ اس سے خود دنیا ہی میں امیدیں پوری نہیں ہوتیں اور آخرت میں تو احتمال ہی نہیں (کہف)

(۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم خوب جان لو کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیوی حیات (ہرگز قابل اشتغال مقصود نہیں کیونکہ) وہ محض لہو و لعب اور (ایک ظاہری) زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا (قوت و جمال میں اور دنیوی ہنر و کمال میں) اور اموال و اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے کو زیادہ بتلانا ہے

(آگے) دنیا کے زوال کو ایک مثال سے بیان کر کے فرماتے ہیں) اور آخرت کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں (کفار کے لیے عذاب شدید ہے اور (اہل ایمان کے لیے) خدا کی طرف سے مغفرت اور رضامندی ہے (حدید)

(۵) فرمایا اللہ تعالیٰ نے: بلکہ تم دنیوی زندگی کو مقدم رکھتے ہو حالانکہ آخرت دنیا سے بدرجہا بہتر اور پائیدار ہے۔ (اعلیٰ)

(۶) مستورد بن شداد سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم دنیا کی نسبت بمقابلہ آخرت کے صرف ایسی ہے جیسے تم میں کوئی شخص اپنی انگلی دریا میں ڈالے پھر دیکھے کتنا پانی لے کر واپس آتی ہے (اس پانی کی نسبت جو دریا سے ہے وہ نسبت دنیا کو آخرت سے ہے۔ (مسلم)

(۷) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک کن کٹے مرے ہوئے بکری کے بچے پر گزر ہوا' آپؐ نے فرمایا تم میں کون پسند کرتا ہے کہ یہ (مردہ بچہ) ایک درہم کے بدلہ میں مل جائے' لوگوں نے عرض کیا (درہم تو بڑی چیز ہے) ہم تو اس کو بھی پسند نہیں کرتے کہ وہ ہم کو کسی ادنیٰ چیز کے بدلہ میں بھی مل جائے۔ آپؐ نے فرمایا قسم اللہ کی دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے' جس قدر یہ تمہارے نزدیک۔ (مسلم)

(۸) سہیل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی پینے کو نہ دیتا۔ (احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

(۹) حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرے گا وہ اپنی آخرت کا ضرر کرے گا اور جو شخص اپنی آخرت سے محبت کرے گا وہ اپنی دنیا کا ضرر کرے گا۔ سو تم باقی رہنے والی چیز کو (یعنی

آخرت کو) فانی ہونے والی چیز پر (یعنی دنیا پر ترجیح دو) (احمد و بیہقی)

(۱۰) کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے گلے میں چھوڑے جائیں وہ بھی بکریوں کو اتنا تباہ نہ کریں گے جتنا انسان کے دین کو مال اور بڑائی کی محبت تباہ کرتی ہے۔ (ترمذی و دارمی)

یعنی ایسی محبت کہ اس میں دین کے تباہ ہونے کی بھی پرواہ نہ رہے اور یہ بڑائی چاہنا دنیا کا ایک بڑا حصہ ہے خواہ دینی سرداری ہو جیسے استاد یا پیر یا واعظ بن کر اپنی تعظیم و خدمت چاہتا ہو خواہ دنیوی سرداری ہو جیسے رئیس یا حاکم یا صدر انجمن وغیرہ بن کر اپنی شان و شوکت یا حکومت چاہتا ہو' قرآن مجید میں بھی اس کی برائی آئی ہے۔ چنانچہ:

(۱۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے: یہ عالم آخرت ہم ان لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ تو (نفس کے لیے) بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد (یعنی گناہ اور ظلم) کرنا چاہتے ہیں (قصص) البتہ اگر بے چاہے اللہ تعالیٰ کسی کو بڑائی دے دے اور وہ اس بڑائی سے دین میں کام لے وہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندہ سے قیامت میں فرمائے گا: کیا میں نے تجھ کو سرداری نہ دی تھی۔ (مسلم) اس سے بڑائی کا نعمت ظاہر ہوتا ہے اور جیسا موسیٰ علیہ السلام کو وجاہت والا فرمایا (احزاب) اور جیسا عیسیٰ علیہ السلام کو وجاہت والا فرمایا (آل عمران) یہاں تک کہ بعض حضرات انبیاء علیہم السلام کو سلطنت تک عطا فرمائی جیسے حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ تھے (ص وغیرہا) بلکہ دین کی خدمت کے لیے خود سرداری کرنا بھی مضائقہ نہیں' جیسے یوسف علیہ السلام نے مصر کے ملکی خزانوں پر بااختیار ہونے کی خود خواہش کی (یوسف)

لیکن باوجود جائز ہونے کے پھر بھی اس میں خطرہ ہے' چنانچہ:

(۱۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دس آدمیوں پر بھی حکومت رکھتا ہو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں حاضر کیا جائے گا کہ اس کی مشکیں کسی ہوں گی یہاں تک کہ یا تو اس کا انصاف (جو دنیا میں کیا ہو گا) اس کی مشکیں کھلوا دے گا یا بے انصافی (جو اس نے دنیا میں کی ہو گی) اس کو ہلاکت میں ڈال دے گی۔ (دارمی)

ف۔ اس کا خطرہ ہونا ظاہر ہے۔

(۱۳) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر سوئے' پھر اٹھے تو آپؐ کے بدن مبارک میں چٹائی کا نشان ہو گیا تھا ابن مسعودؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہم کو اجازت دیجیے کہ ہم آپؐ کے لیے بستر بچھائیں اور (بستر) بنائیں۔ آپؐ نے فرمایا ہم کو دنیا سے کیا واسطہ' میری اور دنیا کی تو ایسی مثال ہے جیسے کوئی سوار چلتے چلتے کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کو ٹھہر جائے پھر اس کو چھوڑ کر (آگے) چل دے۔ (احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

(۱۴) حضرت عائشہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں آپؐ نے فرمایا کہ دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور اس شخص کا مال ہے جس کے پاس کوئی مال نہ ہو اور اس کو حد ضرورت سے زیادہ وہ شخص جمع کرتا ہے جس کو عقل نہ ہو۔ (احمد و بیہقی)

(۱۵) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اپنے خطبہ میں یہ بھی فرماتے تھے کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ (رزین بیہقی عن الحسن مرسلاً)

(۱۶) حضرت جابرؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا ہے کہ جو سفر کرتی ہوئی ہے اور یہ آخرت ہے جو سفر کرتی ہوئی آرہی ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کے کچھ فرزند ہیں سو اگر تم یہ کرسکو کہ دنیا کے فرزندوں میں نہ بنو تو ایسا کرو کیونکہ تم آج دار العمل میں ہو اور یہاں حساب نہیں ہے اور تم کل آخرت میں ہوگے اور وہاں عمل نہ ہوگا۔ (بیہقی)

(۱۷) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرنا چاہتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے پھر آپؐ نے فرمایا جب نور سینہ میں داخل ہوتا ہے وہ کشادہ ہو جاتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس کی کوئی علامت ہے جس سے (اس نور کی) پہچان ہو جائے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں دھوکہ کے گھر سے (یعنی دنیا سے) کنارہ کشی اور ہمیشہ رہنے کے گھر کی طرف (یعنی آخرت کی طرف) توجہ ہو جانا اور موت کے لیے آنے سے پہلے تیار ہو جانا۔ (بیہقی) یہاں تک دنیا سے دل ہٹانے کا مضمون تھا آگے آخرت سے دل لگانے اور اس کے خیال رکھنے کا مضمون ہے۔

(۱۸) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کثرت سے یاد کیا کرو لذتوں کی قطع کرنے والی چیز کو یعنی موت کو (ترمذی و نسائی و ابن ماجہ)

(۱۹) عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت تحفہ ہے مومن کا۔ (بیہقی)

ف۔ سو تحفہ سے خوش ہونا چاہیے اور اگر کوئی عذاب سے ڈرتا ہو تو اس سے بچنے کی تدبیر کرے یعنی اللہ و رسولؐ کے احکام کو بجالائے کوتاہی پر توبہ کرے۔

(۲۰) عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں شانے پکڑے پھر فرمایا دنیا میں اس طرح رہ گویا جیسے تو پردیسی ہے (جس کا قیام پردیس میں عارضی ہوتا ہے اس لیے اس سے دل نہیں لگاتا) یا بلکہ ایسی طرح

رہ جیسے گویا تو راستہ میں چلا جا رہا ہے (جس کا بالکل ہی قیام نہیں) اور حضرت ابن عمرؓ سے فرمایا کرتے تھے کہ جب شام کا وقت آئے گا تو صبح کے وقت کا انتظار مت کر اور جب صبح کا آئے گا تو شام کے وقت کا انتظار مت کر الخ (بخاری)

(۲۱) براء بن عازبؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مومن دنیا سے آخرت کو جانے لگتا ہے تو اس کے پاس سفید چہرے والے فرشتے آتے ہیں ان کے پاس جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے پھر ملک الموت آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے جان پاک اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف چل ' پھر جب اس کو لے لیتے ہیں تو وہ فرشتے ان کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے اور اس کو اس کفن اور خوشبو میں رکھ لیتے ہیں اور اس سے مشک کی سی خوشبو مہکتی ہے ' اس کو لے کر (اوپر) چڑھتے ہیں اور زمین پر رہنے والے فرشتوں کی جس جماعت سے گزر ہوتا ہے وہ پوچھتے ہیں یہ پاک روح کون ہے ' یہ فرشتے اچھے القاب سے اس کا نام بتلاتے ہیں کہ یہ فلانا فلانے کا بیٹا ہے پھر آسمان دنیا تک اس کو پہنچاتے ہیں اور اس کے لیے دروازہ کھلواتے ہیں اور دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اپنے قریب والے آسمان تک اس کے ساتھ جاتے ہیں ' یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک اس کو پہنچایا جاتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کا اعمال نامہ علیین میں لکھ دو اور اس کو (سوال و جواب کے لیے) زمین کی طرف لے جاؤ اس کی روح اس کے بدن میں لوٹائی جاتی ہے (مگر اس طرح نہیں جیسے دنیا میں تھی بلکہ اس عالم کے مناسب جس کی حقیقت دیکھنے سے معلوم ہو گی) پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں تیرا رب کون ہے ' وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے ' پھر کہتے ہیں یہ کون شخص ہیں جو تم میں بھیجے گئے

تھے۔ وہ کہتا ہے وہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ ایک پکارنے والا (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) آسمان سے پکارتا ہے میرے بندہ نے صحیح صحیح جواب دیا اس کے لیے جنت کا فرش کردو اور اس کو جنت کی پوشاک پہنادو اور اس کے لیے جنت کا دروازہ کھول دو اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے (اس کے بعد اسی حدیث میں کافر کا حال بیان کیا گیا جو بالکل اس کی ضد ہے)۔ (احمد)

ف۔ اس کے بعد یہ واقعات ہوں گے (الف) صور پھونکا جائے گا (ب) سب مردے زندہ ہوں گے (ج) میدان محشر کی بڑی بڑی ہولیں ہوں گی (د) حساب کتاب ہو گا (ہ) اعمال تولے جائیں گے کسی کا حق رہ گیا ہو گا اس کو نیکیاں دلائی جائیں گی (و) خوش قسمتوں کو حوض کوثر کا پانی ملے گا (ز) پل صراط پر چلنا ہو گا (ح) بعضے گناہوں کی سزا کے لیے جہنم میں عذاب ہو گا (ط) ایمان والوں کی شفاعت ہو گی (ی) جنتی جنت میں جائیں گے وہاں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو گا۔ ان سب واقعات کی تفصیل اکثر مسلمانوں کے کان میں بار بار پڑی ہے اور جس نے نہ سنا ہو یا پھر معلوم کرنا چاہے شاہ رفیع الدین صاحبؒ کا قیامت نامہ اردو پڑھ کر ان سب باتوں کو سوچا کرے اگر سوچنے کا زیادہ وقت نہ ملے تو سوتے ہی وقت ذرا اچھی طرح سوچ لیا کرے۔ یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں۔

روح بست و دوم

گناہوں سے بچنا

گناہ ایسی چیز ہے کہ اگر اس میں سزا بھی نہ ہوتی تب بھی یہ سوچ کر اس سے بچنا ضروری تھا کہ اس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی ہو جاتی ہے۔ اگر دنیا میں کوئی اپنے ساتھ احسان کرتا ہو اس کو ناراض کرنے کی ہمت نہیں ہوتی' اللہ تعالیٰ کے احسانات تو بندہ کے ساتھ بے شمار ہیں' اس کے ناراض کرنے کی کیسے ہمت ہوتی ہے اور اب تو سزا کا بھی ڈر ہے خواہ دنیا میں بھی سزا ہو جائے یا صرف آخرت میں چنانچہ دنیا میں ایک سزا یہ بھی ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے کہ اس شخص کو دنیا سے رغبت اور آخرت سے وحشت ہو جاتی ہے اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس سے دل کی مضبوطی اور دین کی پختگی جاتی رہتی ہے جیسا روح بست و یکم کے شروع مضمون سے بھی صاف سمجھا جاتا ہے تو اس حالت میں تو گناہ کے پاس بھی نہ پھٹکنا چاہیے خواہ دل کے گناہ ہوں خواہ ہاتھ پاؤں کے خواہ زبان کے پھر خواہ وہ اللہ کے حقوق ہوں خواہ بندوں کے ہوں اور یہ سزا تو سب گناہوں میں مشترک ہے اور بعض گناہوں میں خاص خاص سزائیں بھی آئی ہیں ان سب باتوں کے متعلق حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن جب گناہ کرتا ہے اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ ہو جاتا ہے پھر اگر توبہ و استغفار کر لیا تو اس کا قلب صاف ہو جاتا ہے اور اگر (گناہ میں) زیادتی کی تو وہ (سیاہ دھبہ) اور زیادہ ہو جاتا ہے سو یہی ہے وہ رنگ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) فرمایا ہے ہرگز ایسا نہیں (جیسا وہ لوگ سمجھتے ہیں) بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال (بد)

کا زنگ بیٹھ گیا ہے (احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

(۲) حضرت معاذؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے کو گناہ سے بچانا کیونکہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو جاتا ہے۔

(۳) انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو تمھاری بیماری اور دوا نہ بتلادوں۔ سن لو کہ تمھاری بیماری گناہ ہیں اور تمھاری دوا استغفار ہے۔ (عین ترغیب از بیہقی ولا شبہ انہ قول قتادۃ)

(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دلوں میں ایک قسم کا زنگ لگ جاتا ہے۔ یعنی گناہوں سے اور اس کی صفائی استغفار ہے۔ (عین ترغیب از بیہقی)

(۵) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے۔ (عین جزاء الاعمال از مسند احمد غالباً)

ف۔ ظاہر میں بھی محروم ہو جانا تو کبھی ہوتا ہے اور رزق کی برکت سے محروم ہو جانا ہمیشہ ہوتا ہے۔

(۶) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ پانچ چیزیں ہیں، میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ ان کو پاؤ۔ جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے وہ طاعون میں مبتلا ہوں گے اور ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار ہوں گے جو ان کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کرے گی، قحط اور تنگی اور ظلم حکام میں مبتلا ہوگی اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جائے گا ان سے باران رحمت،

اگر بہائم بھی نہ ہوتے تو کبھی ان پر بارش نہ ہوتی اور نہ ہی عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرمائے گا اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمن کو غیر قوم سے پس یہ جبر لے لیں گے وہ ان کے اموال کو (عین جزاء الاعمال از ابن ماجہ)

(۷) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب کسی قوم میں خیانت ظاہر ہوئی اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں رعب ڈال دیتا ہے اور جو قوم ناحق فیصلہ کرنے لگی ان پر دشمن مسلط کر دیا گیا۔ (مالک)

(۸) حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریب زمانہ آ رہا ہے کہ (کفار کی) تمام جماعتیں تمہارے مقابلہ میں ایک دوسرے کو بلائیں گی جیسے کھانے والے اپنے خوان کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ ایک کہنے والے نے عرض کیا اور ہم اس روز کیا شمار میں کم ہوں گے' آپؐ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم اس روز بہت ہو گے لیکن تم کوڑا (اور ناکارہ) ہو گے جیسے رو میں کوڑا آ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈال دے گا۔ ایک کہنے والے نے عرض کیا کہ یہ کمزوری کیا چیز ہے (یعنی اس کا سبب کیا ہے) آپؐ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے نفرت (ابوداؤد و بیہقی)

(۹) ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں سے (گناہوں کا) انتقام لینا چاہتا ہے بچے بکثرت مرتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہو جاتی ہیں۔ (عین جزاء الاعمال از ابن ابی الدنیا)

(۱۰) حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بادشاہوں کا مالک ہوں' بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اور جب بندے میری اطاعت کرتے ہیں میں ان کے بادشاہوں کے دلوں کو ان پر

رحمت اور شفقت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں میں ان بادشاہوں کے دلوں کو غضب اور عقوبت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں پھر وہ ان کو سخت عذاب کی تکلیف دیتے ہیں۔ (آہ مختصراً) (ابو نعیم)

(۱۱) حضرت وہبؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جب میری اطاعت کی جاتی ہے میں راضی ہوتا ہوں' برکت کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی غضب ناک ہوتا ہوں اور لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت کا اثر سات پشت تک پہنچتا ہے (عین جزاء الاعمال از احمد)

ف۔ یہ مطلب نہیں کہ سات پشت پر لعنت ہوتی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کے نیک ہونے سے جو اولاد کو برکت ملتی ہے وہ نہ ملے گی۔

(۱۲) حضرت وکیعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بے حکمی کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنے والا خود ہجو کرنے لگتا ہے۔ (عین جزاء الاعمال از احمد)

ف۔ ان حدیثوں میں زیادہ تر مطلق گناہ کی خرابیاں مذکور ہیں اب بعض بعض گناہوں کی خاص خاص خرابیاں بھی لکھی جاتی ہیں۔

(۱۳) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی سود کے کھانے والے (یعنی سود لینے والے پر) اور اس کے کھلانے والے یعنی دینے والے پر) اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہ پر' اور فرمایا یہ سب برابر ہیں۔ (یعنی بعضی باتوں میں) (مسلم)

(۱۴) ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ کبائر کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص مرجائے اور اس پر دین (یعنی کسی کا حق

مالی) ہو اور اس کے ادا کرنے کے لیے کچھ نہ چھوڑ جائے۔ (آہ مختصراً احمد و ابوداؤد)

(۱۵) حضرت ابو ہریرہؓ رقاشی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو! ظلم مت کرنا' سنو! کسی کا مال حلال نہیں بدون اس کی خوش دلی کے۔ (بیہقی و دار قطنی)

ف۔ اس میں جیسے کھلم کھلا کسی کا حق چھین لینا یا مار لینا آ گیا۔ جیسے کسی کا قرض یا میراث کا حصہ وغیرہ دبالینا' ایسے ہی جو چندہ دباؤ سے یا شرم و لحاظ سے لیا جاتا ہے وہ بھی آ گیا۔

(۱۶) حضرت سالمؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص (کسی کی) زمین سے بدون حق کے ذرا سی بھی لے لے (احمد کی) ایک حدیث میں ایک بالشت آیا ہے اس کو قیامت کے روز ساتویں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ (بخاری)

(۱۷) حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے رشوت دینے والے پر اور رشوت لینے والے پر۔ (ابوداؤد و ابن ماجہ و ترمذی) اور حضرت ثوبانؓ کی روایت میں یہ بھی زیادہ ہے اور (لعنت فرمائی ہے) اس شخص پر جو ان دونوں کے بیچ میں معاملہ ٹھیرانے والا ہو۔ (احمد و بیہقی)

ف۔ البتہ جہاں بدون رشوت دیے ظالم کے ظلم سے نہ بچ سکے وہاں دینا جائز ہے مگر لینا وہاں بھی حرام ہے۔

(۱۸) حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے شراب اور جوئے سے منع فرمایا الخ۔ (ابوداؤد)

ف۔ شراب میں سب نشہ کی چیزیں آ گئیں اور جوئے میں بیمہ لاٹری وغیرہ سب آ گئیں۔

(۱۹) ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی سب چیزوں سے منع فرمایا ہے جو نشہ لادے (یعنی عقل میں فتور لاوے) یا حواس میں فتور لائے۔ (ابوداؤد)

ف۔ اس میں افیون بھی آگئی اور بعضے حقے بھی آگئے جن سے دماغ یا ہاتھ پاؤں بے کار ہو جائیں۔

(۲۰) حضرت ابوامامہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ کو میرے رب نے حکم دیا ہے باجوں کے مٹانے کا جو ہاتھ سے بجائے جائیں اور منہ سے بجائے جائیں۔ الخ۔ (احمد)

(۲۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دونوں آنکھوں کا زنا (شہوت سے) نگاہ کرنا ہے اور دونوں کانوں کا زنا (شہوت سے) باتیں سننا ہے اور زبان کا زنا (شہوت سے) باتیں کرنا ہے اور ہاتھ کا زنا (شہوت سے) کسی کا ہاتھ وغیرہ) پکڑنا اور پاؤں کا زنا (شہوت سے) قدم اٹھا کر جانا ہے اور قلب کا (زنا یہ ہے کہ) وہ خواہش کرتا ہے اور تمنا کرتا ہے۔ الخ۔ (مسلم)

ف۔ اور لڑکوں کے ساتھ ایسی باتیں یا ایسے کام کرنا اس سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے اور اس حدیث کے ساتھ اس سے پہلی حدیث کو ملا کر دیکھنا چاہیے کہ ناچ رنگ میں کتنے گناہ جمع ہیں۔

(۲۲) حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑے بڑے گناہ یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور باپ (کی نافرمانی کر کے)(ان) کو تکلیف دینا اور بے خطا جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا (بخاری)

(۲۳) حضرت انسؓ سے اس حدیث میں بجائے اس کے 'جھوٹی گواہی دینا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۴۴) حضرت ابو ہریرہؓ کی (ایک لانبی حدیث میں) میں یہ چیزیں بھی ہیں' یتیم کا مال کھانا اور (جنگجو کافر کی) جنگ کے وقت (جب شرع کے موافق جنگ ہو) بھاگ جانا اور پارسا ایمان والی بیبیوں کو جن کو (ایسی بری باتوں کی) خبر بھی نہیں' تہمت لگانا۔ (بخاری و مسلم)

(۴۵) حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار خصلتیں ہیں جس میں وہ چاروں ہوں وہ خالص منافق ہو گا اور جس میں ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہو گی جب تک اس کو چھوڑ نہ دے گا۔ (وہ خصلتیں یہ ہیں) جب اس کو امانت دی جائے (خواہ مال ہو یا کوئی بات ہو) وہ خیانت کرے اور جب بات کرے جھوٹ بولے اور جب عہد کرے اس کو توڑ ڈالے اور جب کسی سے جھگڑے تو گالیاں دینے لگے۔ (بخاری و مسلم) اور حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جب وعدہ کرے خلاف کرے۔

(۴۶) حضرت صفوانؓ بن عسال سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی حکم ارشاد فرمائے ان میں یہ بھی ہے کہ کسی بے خطا کو کسی حاکم کے پاس مت لے جاؤ کہ وہ اس کو قتل کرے یا اس پر کوئی ظلم کرے اور جادو مت کرو الخ۔ (ترمذی و ابوداؤد و نسائی) اور ان گناہوں پر عذاب کی وعیدیں آئی ہیں:

(۴۷) حقارت سے کسی پر ہنسنا' کسی پر طعن کرنا' برے لقب سے پکارنا' بدگمانی کرنا' کسی کا عیب تلاش کرنا' غیبت کرنا' بلاوجہ برا بھلا کہنا' چغلی کھانا' دورویہ ہونا یعنی اس کے منہ پر ایسا اس کے منہ پر ویسا' تہمت لگانا' دھوکا دینا' عار دلانا' کسی کے نقصان پر خوش ہونا تکبر و فخر کرنا' ضرورت کے وقت باوجود قدرت کے مدد نہ کرنا' کسی کے مال کا نقصان کرنا' کسی کی آبرو پر صدمہ پہنچانا' چھوٹوں پر رحم نہ کرنا'

بڑوں کی عزت نہ کرنا' بھوکوں' ننگوں' کی حیثیت کے موافق خدمت نہ کرنا' کسی دنیوی رنج سے بولنا چھوڑ دینا' جاندار کی تصویر بنانا' زمین پر موروثی دعویٰ کرنا' بے کٹے کو بھیک مانگنا' ان امور کے متعلق آیتیں اور حدیثیں روح نہم و نوزدہم میں گزر چکی ہیں۔ ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا' کافروں یا فاسقوں کا لباس پہننا' عورتوں کا مردانہ وضع بنانا جیسے مردانہ جوتہ پہننا ان کا بیان روح بست و پنجم میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور بہت سے گناہ ہیں۔ یہ چند نمونہ کے طور پر لکھ دیے۔ سب سے بچنا چاہیے اور جو گناہ ہو چکے ہیں ان سے توبہ کرتا رہے' توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں' چنانچہ۔

(۲۸) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس کا کوئی گناہ ہی نہ تھا۔ (بیہقی مرفوعاً و شرح السنہ موقوفاً)۔ البتہ حقوق العباد میں توبہ کی یہ بھی شرط ہے کہ اہل حقوق سے بھی معاف کرائے چنانچہ۔

(۲۹) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے ذمے اس کے بھائی (مسلمان کا کوئی حق ہو آبرو کا یا اور کسی چیز کا اس کو آج معاف کرا لینا چاہیے اس سے پہلے کہ نہ دینار ہو گا نہ درہم ہو گا۔ (بخاری) مراد قیامت کا دن ہے بقیہ۔

(۳۰) اگر اس کے پاس کوئی نیک عمل ہوا تو بقدر اس کے حق کے اس سے لے لیا جائے گا (اور صاحب حق کو دے دیا جائے گا) اور اس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو دوسرے کے گناہ لے کر اس پر لاد دیے جائیں گے۔ (عین جمع الفوائد از مسلم) یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی ہیں اور بعضی حدیث جو دوسری کتاب کی ہے وہاں لفظ عین لکھ دیا ہے۔

روح بست و سوم

صبر کرنا اور شکر کرنا

انسان کو جو حالتیں پیش آتی ہیں خواہ اختیاری ہوں خواہ غیر اختیاری وہ دو طرح کی ہوتی ہیں تو یا تو طبیعت کے موافق ہو جاتی ہیں' ایسی حالت کو دل سے خدا تعالٰی کی نعمت سمجھنا اور اس پر خوش ہونا اور اپنی حیثیت سے اس کو زیادہ سمجھنا اور زبان سے خدا تعالٰی کی تعریف کرنا اور اس نعمت کا گناہوں میں استعمال نہ کرنا' یہ شکر ہے اور یا وہ حالتیں طبیعت کے موافق نہیں ہوتیں بلکہ نفس کو ان سے گرانی اور ناگواری ہوتی ہے ایسی حالت کو یہ سمجھنا کہ اللہ تعالٰی نے اس میں میری کوئی مصلحت رکھی ہے اور شکایت نہ کرنا اور اگر وہ کوئی حکم ہے تو اس پر مضبوطی سے قائم رہنا اور اگر وہ کوئی مصیبت ہے تو مضبوطی سے اس کی سہار کرنا اور پریشان نہ ہونا' یہ صبر ہے اور چونکہ صبر زیادہ مشکل ہے اس لیے اس کا بیان شکر سے پہلے بھی کرتا ہوں اور زیادہ بھی کرتا ہوں اول اس کے کثرت سے پیش آنے والے موقعے بطور مثال کے بتلاتا ہوں' پھر اس کے متعلق آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں۔ وہ مثالیں یہ ہیں:

مثلاً' نفس دین کے کاموں سے گھبراتا ہے اور بھاگتا ہے یا گناہ کے کاموں کا تقاضا کرتا ہے خواہ نماز روزہ سے جی چراتا ہے یا حرام آمدنی کو چھوڑنے سے یا کسی کا حق دینے سے ہچکچاتا ہے' ایسے وقت ہمت کر کے دین کے کام کو بجالائے اور گناہ سے رکے' اگرچہ دونوں جگہ کسی قدر تکلیف ہی ہو کیونکہ بہت جلدی اس تکلیف سے زیادہ آرام اور مزہ دیکھے گا اور مثلاً: اس پر کوئی مصیبت پڑ گئی خواہ فقر

وفاقہ کی خواہ بیماری کی خواہ کسی کے مرنے کی خواہ کسی دشمن کے ستانے کی خواہ مال کے نقصان ہو جانے کی ایسے وقت میں مصیبت کی مصلحتوں کو یاد کرے یا سب سے بڑی مصلحت ثواب ہے جس کا مصیبت پر وعدہ کیا گیا ہے اور اس مصیبت کا بلا ضرورت اظہار نہ کرے اور دل میں ہر وقت اس کی سوچ بچار نہ کرے۔ اس سے ایک خاص سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر اس مصیبت کی اگر کوئی تدبیر ہو جیسے حلال مال کا حاصل کرنا یا بیماری کا علاج کرنا یا کسی صاحب قدرت سے مدد لینا یا شریعت سے تحقیق کر کے بدلہ لے لینا یا دعا کرنا اس کا کچھ مضائقہ نہیں اور مثلاً دین کے کام میں کوئی ظالم روک ٹوک کرے یا دین کو ذلیل کرے، وہاں جان کو جان نہ سمجھے، قانون عقلی اور قانون شرعی کے خلاف نہ کرے۔ یہ صبر کی ضروری مثالیں ہیں، آگے آیتیں اور حدیثیں ہیں:

(۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے: اور اگر تم کو جب مال و جاہ کے غلبہ سے ایمان لانا (دشوار ہو تو) تم مدد لو صبر اور نماز سے۔ (بقرہ)

ف۔ یہاں صبر کی صورت شہوات خلاف شرع کا ترک کرنا ہے۔

(۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے (جو دشمنوں) کے ہجوم یا حوادث کے نزول سے پیش آئے اور کسی قدر فقر و فاقہ سے، اور کسی قدر مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے (مثلاً مواشی مر گئے یا کوئی آدمی مر گیا یا بیمار ہو گیا یا پھل اور کھیتی کی پیداوار تلف ہو گئی) اور آپؐ (ان موقعوں میں) صبر کرنے والوں کو بشارت سنا دیجیے الخ۔ (بقرہ)

(۳) پہلی امتوں کے مخلصین کے باب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو نہ ہمت ہاری انھوں نے ان مصائب کی وجہ سے جو ان پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں واقع ہوئے اور نہ ان کے قلب یا بدن کا زور گھٹا اور نہ وہ (دشمن کے سامنے) دبے (کہ ان

سے عاجزی اور خوشامد کی باتیں کرنے لگے ہوں) اور اللہ تعالیٰ کو ایسے صابرین (یعنی مستقل مزاجوں سے) محبت ہے (جو دین کے کاموں میں ایسے ثابت رہیں)۔ (آل عمران)

(۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو لوگ (احکام دین پر) صابر و ثابت قدم رہیں ہم ان کے اچھے کاموں کے عوض میں ان کا اجر ان کو ضرور دیں گے۔ (نحل)

(۵) اللہ تعالیٰ نے ایک طویل آیت میں دوسرے اعمال کے ساتھ یہ بھی فرمایا: اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں (پھر اخیر میں فرمایا) ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ (احزاب)

ف۔ اس میں سب قسمیں صبر کی آگئیں۔ صبر طاعات پر اور صبر معاصی پر اور صبر مصائب پر۔

(۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو ایسی چیزیں نہ بتلاؤں جن سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجوں کو بڑھاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ضرور بتلایئے یا رسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا: وضو کا کامل کرنا ناگواری کی حالت میں (کہ کسی وجہ سے وضو کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے مگر پھر ہمت کر کے کرتا ہے) اور بہت سے قدم ڈالنا مسجدوں کی طرف (یعنی دور سے آنا یا بار بار آنا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا الخ۔ (مسلم و ترمذی)

ف۔ ایسے وقت وضو کرنا صبر کی ایک مثال ہے۔

(۷) حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ مجھ کو میرے دلی محبوب (ﷺ) نے وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا اگرچہ تیری بوٹیاں کاٹ دی جائیں اور تجھ کو (آگ میں) جلا دیا جائے الخ (ابن ماجہ)

ف۔ ایسے وقت ایمان پر قائم رہنا صبر کی ایک مثال ہے اور کسی ظالم کی

زبردستی کے وقت جو ایسی بات یا ایسا کام شرع سے معاف ہے شرک و کفر میں داخل نہیں کیونکہ دل تو ایمان سے بھرا ہے۔

(۸) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو موسیٰؓ کو ایک لشکر پر سردار بنا کر دریا کے (سفر) میں بھیجا' ان لوگوں نے اسی حالت میں اندھیری رات میں کشتی کا بادبان کھول رکھا تھا (اور کشتی چل رہی تھی) اچانک ان کے اوپر سے کسی پکارنے والے نے پکارا' اے کشتی والو ٹھہرو! میں تم کو خدا تعالیٰ کے ایک حکم کی خبر دیتا ہوں جو اس نے اپنی ذات پر مقرر کر رکھا ہے۔ ابو موسیٰؓ نے کہا' اگر تم کو خبر دینا ہے تو ہم کو خبر دو! اس پکارنے والے نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ذات پر یہ بات مقرر کر لی ہے کہ جو شخص گرمی کے دن میں (روزہ رکھ کر) اپنے کو پیاسا رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو پیاس کے دن (یعنی قیامت کے دن میں جب پیاس کی شدت ہو گی) سیراب فرمائے گا۔ (عین ترغیب از بزار)

ف۔ یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے۔

(۹) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن پڑھتا ہو اور اس میں اٹکتا ہو اور وہ اس کو مشکل لگتا ہو اس کو دو ثواب ملیں گے۔ (بخاری و مسلم)

ف۔ یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے اور یہ پوری حدیث روح سوم نمبر ۳ میں گزر چکی ہے۔

(۱۰) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب میں زیادہ پیارا عمل وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔ (بخاری و مسلم)

ف۔ ظاہر ہے کہ اس طرح ہمیشہ نباہنے میں ضرور کسی نہ کسی وقت نفس کو دشواری ہوتی ہے اس لیے یہ بھی صبر کی ایک مثال ہے۔

(۱۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دوزخ گھری ہوئی ہے (حرام) خواہشوں کے ساتھ اور جنت گھری ہوئی ہے ناگوار چیزوں کے ساتھ۔ (مسلم)

ف۔ جو عبادتیں نفس پر دشوار ہیں اور جن گناہوں سے بچنا دشوار ہے اس میں سب آگئے۔

(۱۲) ابو ہریرہؓ و ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کو کوئی مصیبت یا کوئی مرض یا کوئی فکر یا کوئی رنج یا کوئی تکلیف یا کوئی غم نہیں پہنچتا۔ یہاں تک کہ کانٹا جو چبھ جائے مگر اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے ان کے گناہ معاف فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۱۳) حضرت عائشہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں جو طاعون واقع ہونے کے وقت اپنی بستی میں صبر کیے ہوئے ثواب کی نیت کیے ہوئے ٹھہرا رہے اور یہ اعتقاد رکھے کہ وہی ہو گا جو اللہ تعالیٰ نے (تقدیر میں) لکھ دیا ہے مگر ایسے شخص کو شہید کی برابر ثواب ملے گا (بخاری) اگرچہ مرے نہیں ------- اور مرنے میں بڑے درجہ کی شہادت ہے۔ (مسلم وغیرہ)۔

ف۔ لیکن گھر بدلنا یا محلہ بدلنا یا اسی بستی کے جنگل میں چلا جانا اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ بیماروں اور مردوں کے حقوق ادا کرتا رہے۔

(۱۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جب میں اپنے بندہ کو اس کی دو پیاری چیزوں (کی مصیبت) میں مبتلا کر دوں (اس سے مراد دو آنکھیں ہیں جیسا راوی نے یہی تفسیر اسی حدیث میں کی ہے یعنی اس کی آنکھیں جاتی رہیں) پھر وہ صبر کرے تو میں ان دونوں کے عوض

میں اس کو جنت دوں گا۔ (بخاری)

(۱۵) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے مومن بندہ کے لیے جب کہ میں دنیا میں رہنے والوں میں سے اس کے کسی پیارے کی جان لے لوں پھر وہ اس کو ثواب سمجھے (اور صبر کرے تو ایسے شخص کے لیے) میرے پاس جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں۔ (بخاری)

ف۔ وہ پیارا خواہ اولاد ہو یا بی بی ہو یا شوہر ہو یا اور کوئی رشتہ دار ہو یا دوست ہو۔

(۱۶) ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی بندہ کا بچہ مرجاتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندہ کے بچہ کی جان لے لی' وہ کہتے ہیں ہاں۔ پھر فرماتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا۔ وہ کہتے ہیں ہاں۔ پھر فرماتا ہے میرے بندہ نے کیا کہا' وہ کہتے ہیں آپ کی حمد (و ثنا) کی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہا پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (احمد و ترمذی)

(۱۷) حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین شخص ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور ان کی طرف متوجہ ہو کر ہنستا ہے جیسا اس کی شان کے لائق ہے اور ان کی حالت پر خوش ہوتا ہے (ان تین میں ایک وہ (بھی) ہے جو اللہ کے لیے جان دینے کو تیار ہو گیا (جہاں اس کی شرطیں پائی جائیں) پھر خواہ جان جاتی رہی اور خواہ اللہ تعالیٰ نے اس کو غالب کر دیا اور اس کی طرف سے کافی ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے اس بندہ کو دیکھو میرے لیے کس طرح اپنی جان کو صابر بنا دیا۔ (آہ مختصراً عین ترغیب از طبرانی)۔

یہ صبر کا بیان ہو چکا۔ اب شکر کا بیان کرتا ہوں اور یہ شکر جس طرح خود اپنی

ذات میں بھی ایک عبادت ہے اسی طرح اس میں ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ اس سے ایک دوسری عبادت یعنی صبر آسان ہو جاتا ہے عقلی طور سے بھی اور طبعی طور سے بھی۔ عقلی طور سے تو اس طرح کہ جب اللہ کی نعمتوں کے سوچنے کی اور ان پر خوش ہونے (جو کہ شکر میں لازم ہے) کی عادت پختہ ہو جائے گی تو مصیبت وغیرہ کے وقت یہ بھی سوچے گا کہ جس ذات پاک کے اتنے احسانات ہوتے رہتے ہیں اگر اس کی طرف سے کوئی تکلیف بھی پیش آگئی اور وہ بھی ہماری ہی مصلحت اور ثواب کے لیے (جیسا اوپر حدیثوں سے معلوم ہوا) تو اس کو خوشی سے برداشت کرنا چاہیے' جیسے دنیا میں اپنے محسنوں کی سختیاں خوشی سے گوارا کر لی جاتی ہیں خاص کر جب بعد میں انعام بھی ملتا ہو اور طبعی طور پر اس طرح کہ نعمتوں کے سوچنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت ہو جائے گی اور جس سے محبت ہوتی ہے اس کی سختی ناگوار نہیں ہوتی جیسا دنیا میں عاشق کو اپنے معشوق کی سختیوں میں خاص لطف آتا ہے۔ آگے اس شکر کے متعلق آیتیں اور حدیثیں آتی ہیں:

(۱۸) فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو یاد کرو میں تم کو (رحمت سے) یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو۔ (بقرہ)

(۱۹) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ہم بہت جلد جزا دیں گے شکر کرنیوالوں کو (آل عمرا)

(۲۰) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر تم میری نعمتوں کا شکر کرو گے میں تم کو زیادہ نعمت دوں گا (خواہ دنیا میں بھی اور آخرت میں تو ضرور) اور اگر تم ناشکری کرو گے تو (یہ سمجھ رکھو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے (ناشکری میں اس کا احتمال ہے)۔ (ابراہیم)

(۲۱) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ

نے چار چیزیں ہیں کہ وہ جس شخص کو مل گئیں اس کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں مل گئیں: دل شکر کرنے والا اور زبان ذکر کرنے والی اور بدن جو بلا پر صابر ہو اور بی بی جو اپنی جان اور شوہر کے مال میں اس سے خیانت نہیں کرنا چاہتی۔ (بیہقی)

خلاصہ کوئی وقت خالی نہیں کہ انسان پر کوئی نہ کوئی حالت نہ ہوتی ہو' خواہ طبیعت کے موافق خواہ طبیعت کے مخالف۔ اول ہر حالت پر شکر کا حکم ہے دوسری حالت پر صبر کا حکم ہے تو صبر و شکر ہر وقت کے کرنے کے کام ہوئے ہیں۔ مسلمانوں اس کو نہ بھولنا پھر دیکھنا ہر وقت کیسی لذت و راحت میں رہو گے۔ یہ سب حدیثیں مشکوۃ سے لی ہیں اور جو دوسری کتاب سے لی ہیں اس پر لفظ بعین لکھ دیا گیا ہے۔

روح بست و چہارم

مشورہ کے قابل کاموں میں دیانت دار

خیر خواہوں سے مشورہ لینا:

اور آپس میں محبت اور ہمدردی اور اتفاق رکھنا اور معاملات یعنی لین دین وغیرہ اور معاشرت' یعنی میل جول میں اس کا خیال رکھنا کہ میرے برتاؤ سے کسی کو ظاہری یا میری بات سے کسی کو دھوکہ نہ ہو اور اس کا نام صفائی معاملہ ہے اور اس کا خیال رکھنا کہ میرے برتاؤ سے کسی کو ظاہری تکلیف یا باطنی تنگی یا پریشانی یا گرانی نہ ہو اور اس کا نام حسن معاشرت ہے۔ یہ تین چیزیں ہوئیں۔ مشورہ اتفاق' صفائی معاملہ و حسن معاشرت' اور یہ تینوں چیزیں مستقل طور پر بھی مقصود ہیں (یعنی ان کا الگ الگ بھی حکم ہے) جیسا آگے آنے والی حدیثوں اور آیتوں

سے معلوم ہو گا اور ایک کا دوسرے سے خاص تعلق بھی ہے' مثلاً: مشورہ پر اسی وقت بھروسہ ہو سکتا ہے جب مشورہ والوں میں باہم محبت و اتفاق ہو اور محبت و اتفاق اسی وقت قائم رہ سکتا ہے جب ایک کو دوسرے سے کوئی نقصان یا تکلیف ظاہری یا باطنی نہ پہنچتی ہو' اسی طرح دوسری طرف سے لو کہ کسی کو تکلیف یا نقصان سے بچانے کا خیال پورے پورے طور سے تب ہی ہو سکتا ہے جب اس سے محبت و ہمدردی ہو اور اتفاق و محبت کو پوری ترقی اس سے ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کو اپنے مشورہ میں شریک رکھے' اس خاص تعلق کی وجہ سے ان تینوں چیزوں کو مثل ایک ہی چیز کے قرار دے کر سب کا ساتھ ہی ذکر کیا جاتا ہے۔ اب ترتیب سے ایک ایک کا بیان کرتا ہوں۔ مشورہ اس میں دنیا کا بھی فائدہ ہے کہ اس سے کاموں میں کم غلطی ہوتی ہے۔ چنانچہ:

(۱) سہیل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اطمینان کے ساتھ کام کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جلدی کرنا شیطان کی طرف سے ہے۔

ف۔ اور ظاہر ہے کہ مشورہ میں جلد بازی کا انسداد ہے اور یہ ان ہی امور میں ہے جس میں دیر کی گنجائش ہے اور دین کا بھی فائدہ ہے کہ شریعت میں اس کی فضیلت آئی ہے' چنانچہ:

(۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے (اے پیغمبرؐ) ان (صحابہؓ) سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجیے پھر (مشورہ لینے کے بعد) جب آپؐ (ایک جانب) رائے پختہ کر لیں (خواہ وہ ان کے مشورہ کے موافق ہو یا مخالف) سو خدا تعالیٰ پر اعتماد (کر کے اسی کام کو کر ڈالا کیجیے) بے شک اللہ تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ (آل عمران)

ف۔ خاص خاص باتوں سے مراد وہ امور ہیں جن میں وحی نازل نہ ہوئی ہو اور مہتم بالشان بھی ہوں یعنی معمولی نہ ہوں کیونکہ وحی کے بعد اس کی گنجائش نہیں اور معمولی کاموں میں مشورہ منقول نہیں' جیسے دو وقت کا کھانا وغیرہ۔

(۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے عام لوگوں کی سرگوشیوں میں خیر (یعنی ثواب اور برکت نہیں) ہوتی' ہاں مگر جو لوگ ایسے ہیں کہ خیر خیرات کی یا اور کسی نیک کام کی یا لوگوں میں باہم اصلاح کر دینے کی ترغیب دیتے ہیں (اور اس تعلیم و ترغیب کی تکمیل و انتظام کے لیے تدبیریں اور مشورہ کرتے ہیں ان کی سرگوشی میں البتہ خیر یعنی ثواب و برکت ہے۔(نساء)

ف۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض اوقات مشورہ خفیۃً ہی مصلحت ہے۔

(۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ان (مومن) کا ہر کام (جو قابل مشورہ ہو جس کا بیان اوپر آچکا ہے) آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے۔(شوریٰ)

ف۔ مشورہ پر مومنین کی مدح فرمانا مشورہ کی مدح کی صاف دلیل ہے۔

(۵) حضرت انسؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (واقعہ بدر میں جانے کے متعلق صحابہؓ سے) مشورہ فرمایا الخ۔(یعنی مسلم)

(۶) میمون بن مہران سے روایت ہے کہ کسی مقدمہ میں حضرت ابو بکرؓ کو قرآن و حدیث میں حکم نہ ملتا تو بڑے لوگوں کو اور نیک لوگوں کو جمع کر کے ان سے مشورہ لیتے' جب ان کی رائے متفق ہو جاتی تو اس کے موافق فیصلہ فرماتے۔(یعنی حکمت بالغہ عن ازالۃ الخفاء عن الدارمی)

ف۔ رائے کا متفق ہونا عمل کی شرط نہیں۔(العزمہ علی القتال مانعی الزکوٰۃ مع اختلاف الجماعۃ)

(۷) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے اہل مشورہ، علماء ہوتے تھے خواہ بڑی عمر کے ہوں یا جوان ہوں۔(عین بخاری)

ف۔ اخیر کی تین حدیثوں سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کا معمول تھا مشورہ لینے کا۔

(۸) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی سے مشورہ لینا چاہے تو اس کو مشورہ دینا چاہیے۔(عین ابن ماجہ) اب مشورہ کے کچھ آداب ذکر کیے جاتے ہیں۔

(۹) حضرت کعبؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی معرکہ کا ارادہ فرماتے تو اکثر دوسرے واقعہ کا پردہ فرماتے الخ۔(بخاری)

ف۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس مشورہ کا ظاہر کرنا مضر ہو اس کو ظاہر نہ کرنا چاہیے۔

(۱۰) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجلسیں امانت کے ساتھ ہیں (یعنی کسی مجلس میں کسی معاملہ کے متعلق کچھ باتیں ہوں ان کو باہر ذکر نہ کرنا چاہیے (اس میں مشورہ کی مجلس بھی آگئی مگر تین مجلسیں الخ (ابوداؤد)

ف۔ ان تین مجلسوں کا حاصل یہ ہے کہ کسی کی جان یا مال یا آبرو لینے کا مشورہ یا تذکرہ ہو اس کو چھپانا جائز نہیں اور جب خاص آدمی کے ضرر کے شبہ میں ظاہر کرنا گناہ ہے تو جس کے ظاہر کرنے میں عام مسلمانوں کا ضرر ہو اس کا ظاہر کرنا تو اور زیادہ گناہ ہوگا۔ چنانچہ:

(۱۱) حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے بدنیتی سے نہیں بلکہ غلط فہمی سے رسول اللہ ﷺ کا ایک ایسا ہی راز کفار مکہ کو پہنچا دیا تھا اس پر سورہ ممتحنہ کی شروع کی آیتوں

میں ۹ تنبیہ کی گئی۔ (عین در مشور از کتب حدیث) بلکہ جس معاملہ کا بھی تعلق عام مسلمانوں سے ہو اگرچہ اس کے ظاہر کرنے میں کوئی نقصان بھی معلوم نہ ہوتا ہو تب بھی بجز ان لوگوں کے جو عقل اور شرع کے موافق اس معاملہ کو ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں عام لوگوں کو اس کو ظاہر نہ کرنا چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ اس کے نقصان کی طرف اس شخص کی نگاہ نہ پہنچتی ہو۔ چنانچہ:

(۱۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جب ان لوگوں کو کسی امر (جدید) کی بھی خبر پہنچتی ہے خواہ وہ امر موجب امن ہو یا (موجب خوف) تو اس خبر کو فوراً مشہور کر دیتے ہیں (اس میں ایسے اخبار اور ایسے جلسے آ گئے حالانکہ کبھی وہ غلط ہوتی ہے کبھی اس کا مشہور کرنا خلاف مصلحت ہوتا ہے) اور اگر بجائے خود مشہور کرنے کے یہ لوگ اس خبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے اوپر جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں (یعنی اکابر صحابہؓ ان کی رائے کے اوپر حوالے رکھتے) (خود کچھ دخل نہ دیتے) تو اس کو وہ حضرات پہچان لیتے جو ان میں تحقیق کر لیا کرتے ہیں (پھر جیسا یہ حضرات عمل در آمد کرتے ویسا ہی ان خبر اڑانے والوں کو کرنا چاہیے تھا (نساء)۔

ف۔ اور اس آیت سے اکثر اخباروں کا خلاف حدود ہونا معلوم ہو گیا البتہ جو اخبار حدود کے اندر رہوں اس کا مفید ہونا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ یعنی۔

(۱۳) حضرت ابن ابی ہالہؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے حالات کی تلاش رکھتے تھے اور (خاص) لوگوں سے پوچھتے رہتے کہ (عام) لوگوں میں کیا واقعات (ہو رہے ہیں) (عین شمائل ترمذی) اتفاق۔

(۱۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور مضبوط پکڑے رہو اللہ تعالیٰ کے سلسلہ کو (یعنی اللہ کے دین کو) اس طور پر کہ باہم نااتفاقی مت کرو الخ۔ (آل عمران)

(۱۵) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور ان مسلمانوں) کے دلوں میں اتفاق پیدا کر دیا (انفال)

ف۔ احسان کے موقع پر ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ اتفاق بڑی نعمت ہے۔

(۱۶) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور تمام امور میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا (لحاظ) کیا کرو (کہ کوئی کام خلاف شرع نہ ہو) اور آپس میں نزاع مت کرو ورنہ (باہمی نااتفاقی سے) کم ہمت ہو جاؤ گے ' کیونکہ قوتیں منتشر ہو جائیں گی ' ایک کو دوسرے پر وثوق نہ ہو گا اور اکیلا آدمی کیا کر سکتا ہے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ (مراد اس سے بے رعبی ہے کیونکہ دوسروں کو اس نااتفاقی کی اطلاع ہونے سے یہ امر لازمی ہے۔ (انفال)

ف۔ اس میں نااتفاقی کی برائی اور اصل چیز اللہ و رسول کی اطاعت یعنی دین کا ہونا مذکور ہے۔

(۱۷) حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیز کی خبر نہ دوں جو (اپنے بعض آثار کے اعتبار سے) روزہ اور صدقہ (زکوٰۃ) اور نماز کے درجہ سے بھی افضل ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ضرور خبر دیجیے! آپؐ نے فرمایا وہ آپس کے تعلقات کا درست رکھنا ہے اور آپس کا بگاڑ (دین کو) مونڈ دینے والی چیز ہے۔ (ابوداؤد ترمذی) اور جن باتوں سے اتفاق پیدا ہوتا ہے یا اتفاق قائم رہتا ہے یعنی آپس کے حقوق کا خیال رکھنا اور جن سے نااتفاقی ہوتی ہے یعنی آپس کے حقوق میں کوتاہی کرنا ان کا بیان روح نہم میں ہو چکا ہے۔ صفائی معاملہ و حسن معاشرت جن لوگوں کو دین کا تھوڑا سا بھی خیال ہے وہ پہلی بات کا یعنی صفائی معاملہ کا تو کچھ خیال کرتے بھی ہیں اور مسائل نہ جاننے سے کچھ کوتاہی ہو جائے تو اور بات ہے۔ اس کا آسان علاج یہ ہے کہ میرا رسالہ صفائی معاملات اور پانچواں حصہ بہشتی زیور کا دیکھ لیں یا سن لیں یا جو معاملہ پیش آیا کرے اس کا حکم کسی عالم سے پوچھ لیا کریں اور اگر خود کوئی خیال نہیں کرتا تو دوسرا شخص جس کا حق ہے وہ تقاضا کر کے اس کے کان کھول دیتا ہے اس لیے اس جگہ اس کے لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ لیکن دوسری چیز یعنی حسن معاشرت کا بہت سے

دین دار لوگ بھی خیال نہیں کرتے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ محض دنیا کا ایک انتظام ہے اس کا دین سے کچھ تعلق نہیں اس لیے اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اس کے متعلق کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں۔

(۱۸) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو تم اپنے (خاص رہنے کے) گھروں کے سوا جن میں کسی دوسرے کے ہونے کا احتمال ہی نہیں، جیسے اپنا خاص کمرہ دوسرے گھروں میں (جن میں دوسرے لوگ رہتے ہوں خواہ مرد خواہ عورتیں خواہ محرم خواہ غیر محرم داخل مت ہو جب تک (کہ ان سے اجازت حاصل نہ کر لو) آگے فرمایا اور اگر (اجازت لینے کے وقت) تم سے یہ کہہ دیا جائے کہ (اس وقت) لوٹ جاؤ تم لوٹ آیا کرو (اور یہی لوٹ آنے کا بخاری و مسلم کی حدیث میں حکم ہے جب تین بار پوچھنے پر اجازت نہ ملے (سورہ نور)

ف۔ یہ مسئلہ اجازت چاہنے کا زنانہ اور مردانہ سب گھروں کے لیے ہے اور اس میں تین حکمتیں ہیں، ایک یہ کہ گھر والے کے کسی ناجائز موقع پر نظر نہ پڑ جائے، دوسرے یہ کہ کسی ایسی حالت کی خبر نہ ہو جائے جس کی خبر ہونا اس کو ناگوار ہے، تیسرے یہ کہ بعض اوقات دل پر گرانی ہوتی ہے خواہ آرام میں خلل پڑنے سے خواہ کسی کام میں حرج ہونے سے خواہ ملنے ہی کو جی نہیں چاہتا۔

(۱۹) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے (یعنی صدر مجلس کہہ دے) کہ مجلس میں جگہ کھول دو (جس میں آنے والے کو بھی جگہ مل جائے) تو تم جگہ کھول دیا کرو اور آنے والے کو جگہ دے دیا کرو اللہ تعالیٰ تم کو (جنت میں) کھلی جگہ دے گا اور جب کسی ضرورت سے یہ کہا جائے کہ (مجلس سے اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو) خواہ خلوت کی ضرورت سے اٹھائے اور خواہ دوسری جگہ بیٹھنے کے لیے اٹھائے۔ (مجادلہ)

(۲۰) حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میری باری کی رات میں (اول) بستر پر لیٹ گئے پھر اتنا ہی توقف فرمایا کہ آپؐ نے یہ سمجھا کہ میں

سو گئی سو اپنا چادرہ آہستہ سے لیا اور نعل مبارک آہستہ سے پہنے اور دروازہ آہستہ سے کھولا اور باہر تشریف لے گئے پھر دروازہ آہستہ سے بند کر دیا (اور بقیع میں تشریف لے گئے) اور (واپسی پر اس کی وجہ میں یہ) فرمایا کہ میں یہ سمجھا کہ تم سو گئیں اور میں نے تمہارا جگانا پسند نہیں کیا اور مجھ کو اندیشہ ہوا کہ (تم جاگ کر اکیلی گھبراؤ گی۔ الخ۔ (بعین مسلم)

ف۔ حدیث میں صاف مذکور ہے کہ آپؐ نے سب کام آہستہ سے اس لیے کیے کہ حضرت عائشہؓ کو تکلیف نہ ہو خواہ جاگنے کی وجہ سے خواہ صرف گھبرانے کی۔

(۲۱) حضرت مقدادؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ تین آدمی رسول اللہ ﷺ کے مہمان تھے اور آپؐ ہی کے یہاں مقیم تھے بعد عشاء اگر لیٹ رہتے حضور اقدس ﷺ دیر میں تشریف لاتے تو چونکہ مہمانوں کے سونے جاگنے دونوں کا احتمال ہوتا تھا اس لیے سلام فرماتے کہ شاید جاگتے ہوں تو سن لیں اور اگر سوتے ہوں تو آنکھ نہ کھلے۔ (بعین مسلم) بحاصلہ حسن معاشرت کا مضمون اس جگہ مختصر لکھ دیا اس کی تفصیل معلوم کرنے کے لیے رسالہ آداب المعاشرت اور دسواں حصہ بہشتی زیور کا شروع ہنر اور پیشوں کے بیان تک ضرور دیکھ لیں یا سن لیں اور یہ سب حدیثیں مشکوٰۃ سے لی گئی ہیں مگر جو دوسری کتابوں سے لی ہیں ان میں لفظ عین لکھ دیا ہے۔

روح بست و پنجم

امتیاز قومی

یعنی اپنا لباس اپنی وضع، اپنی بول چال، اپنا برتاؤ وغیرہ غیر مذہب والوں سے

الگ رکھنا' دوسری قوموں کی وضع و عادات بلا ضرورت اختیار کرنے کو شریعت نے منع کیا ہے۔ پھر ان میں بعضی چیزیں تو ایسی ہیں کہ اگر دوسری قوموں سے ان کی خصوصیت نہ بھی رہے تب بھی گناہ رہیں گے' جیسے ڈاڑھی منڈانا یا حد سے باہر کترانا یا گھٹنوں سے اونچا پائجامہ یا جانگھیہ پہننا کہ ہر حال میں ناجائز ہے اور اگر اس کے ساتھ شرعی وضع کو حقیر سمجھے یا اس کی برائی کرے تو پھر گناہ سے گزر کر کفر ہو جائے گا۔ اور بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ اگر دوسری قوموں سے ان کی خصوصیت نہ رہے تو گناہ نہ رہیں گی اور خصوصیت نہ رہنے کی پہچان یہ ہے کہ ان چیزوں کو دیکھنے سے عام لوگوں کے ذہن میں یہ کھٹک نہ ہو کہ یہ وضع تو فلانے لوگوں کی ہے جیسے انگرکھا یا اچکن پہننا' مگر جب تک یہ خصوصیت ہے اس وقت تک منع کیا جائے گا جیسے ہمارے ملک میں کوٹ پتلون پہننا یا گرگابی پہننا یا دھوتی باندھنا یا عورتوں کو لہنگا پہننا یا پھر ایسی چیزوں میں جو چیزیں دوسری قوموں کی محض قومی وضع ہیں جیسے کوٹ پتلون وغیرہ یا قومی وضع کی طرح ان کی عام عادت ہے جیسے میز کرسی یا چھری کانٹے سے کھانا اس کے اختیار کرنے سے تو صرف گناہ ہی ہو گا کہیں کم کہیں زیادہ اور جو چیزیں دوسری قوموں کی مذہبی وضع ہیں ان کا اختیار کرنا کفر ہو گا جیسے صلیب لٹکا لینا یا سر پر چوٹی رکھ لینا یا جنیو باندھ لینا یا ماتھے پر قشقہ لگا لینا یا بے پکارنا وغیرہ اور جو چیزیں دوسری قوموں کی نہ قومی وضع ہیں نہ مذہبی وضع ہیں تو ان کی ایجاد ہوں اور عام ضرورت کی چیزیں ہیں جیسے دیا سلائی یا گھڑی یا کوئی حلال دوا یا مختلف سواریاں یا ضرورت کے بعضے نئے آلات جیسے ٹیلی گراف یا ٹیلی فون یا نئے ہتھیار یا نئی ورزشیں جن کا بدل ہماری قوم میں نہ ہو ان کا برتنا جائز ہے نہ کہ گانے بجانے کی چیزیں جیسے گراموفون یا ہارمونیم وغیرہ۔ مگر ان جائز چیزوں کی تفصیل اپنی عقل سے نہ کریں بلکہ علماء سے پوچھ لیں اور مسلمانوں میں جو فاسق یا بدعتی ہیں۔ خواہ بدعتی دین کے رنگ میں ہوں خواہ دنیا کے رنگ میں ہوں ان کی وضع اختیار کرنا بھی گناہ ہے گو کافروں کی وضع سے کم سہی بلکہ مرد کو عورت کی

وضع اور عورت کو مرد کی وضع بنانا گناہ ہے پھر ان سب جائز وضعوں میں اگر پوری وضع بنائی زیادہ گناہ ہو گا اگر ادھوری بنائی اس سے کم ہو گا۔ اور اس سے یہ بھی سمجھ میں آگیا ہو گا کہ یہ مسئلہ جس طرح شرعی ہے اس طرح عقلی بھی ہے کیونکہ مرد کے زنانہ وضع بنانے کو ہر شخص عقل سے بھی برا سمجھتا ہے حالانکہ دونوں مسلمان اور صالح ہیں، تو جہاں مسلمان اور کافر کا فرق ہو یا صالح و فاسق کا فرق ہو وہاں کافر یا فاسق کی وضع بنانے کو کس کی عقل اجازت دے سکتی ہے۔ اب کچھ آیتیں اور حدیثیں لکھتا ہوں۔

(۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور شیطان نے یوں کہا کہ میں ان کو (اور بھی) تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے (یعنی ڈاڑھی منڈانا بدن گودنا وغیرہ۔ (نسائی)

ف۔ بعضی تبدیلی تو صورت بگاڑنا ہے اور حرام ہے جیسی اور مثالیں لکھی گئیں اور بعضی تبدیلی صورت کا سنوارنا ہے اور واجب ہے، جیسے لبیں ترشوانا۔ ناخن کٹوانا، بغل اور زیر ناف کے بال لینا اور بعضی بتدیلی جائز ہے، جیسے مرد کے سر کے بال منڈا دینا یا کٹا دینا یا مٹھی سے زیادہ ڈاڑھی کٹا دینا، اس کا فیصلہ شریعت سے ہوتا ہے نہ کہ رواج سے کیونکہ اول تو رواج کا ذریعہ شریعت کے برابر نہیں، دوسرے ہر جگہ کا رواج مختلف پھر وہ ہر زمانہ میں بدلتا رہتا ہے۔

(۲) فرمایا اللہ تعالیٰ نے ظالموں (یعنی نافرمانوں) کی طرف (باعتبار دوستی یا شرکت اعمال و احوال کے) مت جھکو کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جائے الخ۔

(ہود)

ف۔ یہ یقینی بات ہے کہ اپنی وضع و طریقہ چھوڑ کر دوسرے کی وضع اور طریقہ خوشی سے تب ہی اختیار کرتا ہے جب اس کی طرف دل جھکے اور نافرمانوں کی طرف جھکنے پر دوزخ کی وعید فرمائی ہے اس سے صاف ثابت ہوا کہ ایسی وضع اور طریقہ اختیار کرنا گناہ ہے۔

(۳) عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر دو کپڑے کسم کے رنگے ہوئے دیکھے۔ فرمایا یہ کفار کے کپڑوں میں سے ہیں ان کو مت پہنو (مسلم) ف۔ ایسا کپڑا مرد کے لیے خود بھی حرام ہے مگر آپؐ نے ایک وجہ یہ بھی فرمائی معلوم ہوا کہ اس وجہ میں بھی اثر ہے پس یہ وجہ جہاں بھی پائی جائے گی یہی حکم ہو گا۔

(۴) حضرت رکانہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹوپیوں کے اوپر عماموں کا ہونا فرق ہے ہمارے اور مشرکین کے درمیان۔ (ترمذی)

ف۔ مرقاۃ میں ہے کہ معنی یہ ہیں کہ ہم عمامہ ٹوپیوں کے اوپر باندھتے ہیں اور مشرکین صرف عمامہ باندھتے ہیں (اھ)

(۵) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص (وضع وغیرہ میں) کسی قوم کی شباہت اختیار کرے وہ ان ہی میں سے ہے۔ (ابوداؤد)

ف۔ یعنی اگر کفار فساق کی وضع بنائے گا وہ گناہ میں ان کا شریک ہو گا۔

(۶) ابی ریحانہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس چیزوں سے منع فرمایا (ان میں یہ بھی ہے یعنی) اور اس سے بھی کہ کوئی شخص اپنے کپڑوں کے نیچے حریر لگائے مثل عجمیوں کے یا اپنے شانوں پر حریر لگائے مثل عجمیوں کے الخ۔ (ابوداؤد و نسائی) ف۔ اس میں بھی وہی تقریر ہے جو نمبر ۳ میں گزری۔

(۷) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت کرے ان مردوں پر جو عورتوں کی شباہت بناتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی شباہت بناتی ہیں۔ (بخاری)

(۸) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورت کی وضع کا لباس پہنے اور اس عورت پر بھی جو مرد کی وضع کا لباس پہنے۔ (ابوداؤد)

(۹) ابن ابی ملیکہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ سے کہا گیا کہ ایک

عورت (مردانہ) جوتہ پہنتی ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد)

ف۔ آج کل عورتوں میں اس کا بہت رواج ہوگیا ہے اور بعضی تو انگریزی جوتہ پہنتی ہیں جس سے دو گناہ ہوتے ہیں ایک مردوں کی وضع کا دوسرا غیر قوم کی وضع کا۔

(۱۰) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا لعنت کرے اللہ تعالیٰ بال میں بال ملانے والی کو اور ملوانے والی کو (جس سے غرض دھوکہ دینا ہو کہ دیکھنے والوں کو لانبے معلوم ہوں) اور گودنے والی کو اور گدوانے والی کو۔ (بخاری و مسلم)

ف۔ مردوں کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱۱) حجاج بن حسانؒ سے روایت ہے کہ ہم حضرت انسؓ کی خدمت میں گئے (حجاج اس وقت بچے تھے، کہتے ہیں کہ میری بہن مغیرہ نے مجھ سے قصہ بیان کیا کہ تم اس وقت بچے تھے) اور تمہارے سر پر بالوں کے دو چٹلے یا گچھے تھے۔ حضرت انسؓ نے تمہارے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی اور فرمایا ان کو منڈا دو یا کاٹ دو۔ کیونکہ یہ وضع یہود کی ہے۔ (ابوداؤد)

(۱۲) عامر بن سعدؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا صاف رکھو اپنے مکانوں کے سامنے میدانوں کو اور یہود کے مشابہ مت بنو۔ (وہ میلے کچیلے ہوتے تھے) (ترمذی) ف۔ جب گھر سے باہر کے میدان کو میلا رکھنا یہود کی مشابہت کے سبب ناجائز ہے۔ تو خود اپنے بدن کے لباس میں مشابہت کیسے جائز ہوگی۔

(۱۳) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (جاہل) دیہاتی لوگ مغرب کی نماز کے نام میں تم پر غالب نہ آجائیں اور (یہ) دیہاتی اس کو عشاء کہتے تھے تم اس کو عشاء مت کہو، مغرب کہو اور یہ بھی فرمایا کہ (جاہل) دیہاتی لوگ عشاء کی نماز کے نام میں تم پر غالب نہ آجائیں۔ کیونکہ وہ کتاب اللہ

میں عشاء ہے (اور وہ اس کو عتمہ کہتے تھے اس لیے کہ عتمہ (یعنی اندھیرے) میں اونٹوں کا دودھ دوہا جاتا تھا۔ (مسلم)

ف۔ اس سے معلوم ہوا کہ بول چال میں بھی بلا ضرورت ان لوگوں کی مشابہت نہ چاہیے جو دین سے واقف نہیں۔

(۱۴) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں عربی کمان تھی۔ آپؐ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ میں فارس کی کمان تھی آپ نے فرمایا اس کو پھینک دو اور عربی کمان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس کو لو اور جو اس کے مشابہ ہے الخ۔ (ابن ماجہ)

ف۔ فارسی کمان کا بدل عربی کمان تھی اس لیے اس کے استعمال سے منع فرمایا۔ معلوم ہوا کہ برتنے کی چیزوں میں بھی غیر قوم کی مشابہت سے بچنا چاہیے جیسے کانسی پیتل کے برتن بعض جگہ غیر قوموں سے خصوصیت رکھتے ہیں۔

(۱۵) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن کو عرب کے لہجے اور آواز میں پڑھو۔ (یعنی صحیح اور بلا تکلف) اور اپنے کو اہل عشق کے لہجہ سے اور دونوں اہل کتاب (یعنی یہود و نصاریٰ) کے لہجہ سے بچاؤ الخ۔ (بیہقی و رزین)

ف۔ معلوم ہوا کہ پڑھنے میں غیر قوموں اور بے شرع لوگوں کی مشابہت سے بچنا چاہیے۔

(۱۶) ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمروؓ بن العاص نے ام سعد دختر ابی جہل کو دیکھا کہ ایک کمان لٹکائے ہوئے تھی اور مردوں کی چال سے چل رہی تھی۔ عبداللہؓ نے کہا یہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ یہ ام سعد دختر ابو جہل ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، فرماتے تھے ایسا شخص ہم سے الگ ہے جو عورت ہو کر مردوں کی مشابہت کرے یا مرد ہو کر عورتوں کی مشابہت کرے۔ (بمن ترغیب از احمد و طبرانی واسقط المبھم)

(۱۷) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص ہماری جیسی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے اور ہمارے ذبح کیے ہوئے کو کھائے وہ ایسا مسلمان ہے جس کے لیے اللہ کی ذمہ داری ہے اور اس کے رسولؐ کی۔ سو تم لوگ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں خیانت مت کرو یعنی اس کے اسلامی حقوق ضائع مت کرو۔ (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ کھانے کی جن چیزوں کو مسلمانوں کے ساتھ خاص تعلق ہے ان کا کھانا بھی نماز وغیرہ کی طرح علامت ہے اسلام کی' سو بعضے آدمی جو گائے کا گوشت بلا عذر کسی کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں اس کا ناپسند ہونا اس سے معلوم ہوا ویؤیدہٗ شان نزول قولہ تعالیٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُو آ اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً۔ غرض ہر بات میں اسلامی طریقہ اختیار کرنا چاہیے دین کی باتوں میں بھی اور دنیا کی باتوں میں بھی۔ چنانچہ۔

(۱۸) حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے (ایک لانبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی سب فرقے دوزخ میں جائیں گے بجز ایک ملت کے۔ لوگوں نے عرض کیا اور وہ فرقہ کون سا ہے (جو دوزخ سے نجات پائے گا) آپؐ نے فرمایا جس طریقہ پر میں اور میرے اصحابؓ ہیں۔ (ترمذی)

ف۔ طریقہ سے مراد واجب طریقہ ہے جس کے خلاف دوزخ کا ڈر ہے اور آپؐ نے اس طریقہ میں کسی چیز کی تخصیص نہیں فرمائی تو اس میں دین کی باتیں بھی آگئیں اور دنیا کی بھی۔ البتہ کسی چیز کا رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کا طریقہ ہونا اور اس کا واجب ہونا کبھی قول سے معلوم ہوتا ہے کبھی فعل سے' کبھی (نص یعنی) صاف عبارت سے' کبھی اجتہاد اور اشارہ سے جس کو صرف عالم لوگ سمجھ سکتے ہیں عام لوگوں کو ان کے اتباع سے چارہ نہیں اور بدون ان کے اتباع کے غیر عالم لوگوں کا دین بچ نہیں سکتا۔ ختم کلام جس قسم کے اعمال کی فہرست کا دیباچہ میں ذکر

ہے ان میں اس وقت جس عمل کو سوچتا ہوں وہ ان پچیس حصوں میں پاتا ہوں' اجمالاً" یا تفصیلاً"- اس لیے رسالہ کو ختم کرتا ہوں- البتہ ذوقاً کسی کے ذہن میں اور کوئی عمل آئے یا ان میں سے کسی حصہ کی تفصیل مصلحت معلوم ہو وہ اس کا ضمیمہ بن سکتا ہے-

---

شکر انعام

(۱۹) حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری طرف سے پہنچاتے رہو اگرچہ ایک ہی آیت ہو-(بخاری)

(۲۰) حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص دین کے احکام میں چالیس حدیثیں محفوظ کر کے میری امت پر پیش کر دے اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ کر کے اٹھائے گا اور میں قیامت کے دن اس کا سفارشی اور گواہ ہوں گا-(بیہقی)

الحمدللہ کہ ان حصوں میں نوے سے زائد آیتوں کی اور غیر مکرر و مرفوع تین سو چالیس سے زائد حدیثوں کی تبلیغ ہو گئی' اگر کوئی ان حصوں کو چھپوا کر تقسیم کرے یہ ثواب اس کو بھی ملے گا-

یہ سب حدیثیں مشکوۃ کی ہیں بجز ایک کے جس میں عین لکھ دیا ہے- فقط-

---

سیرۃ مصطفی ﷺ

3 جلد

انوار البیان

عام فہم اردو تفسیر

5 جلد

تقریرِ بخاری

2 جلد

الدر المنثور

5 جلد

عقائد الاسلام



37231788

مکتبۃ العلم

۱۸۔ اردو بازار لاہور پاکستان